تبصرة الخوارق

مُصنّفہ

سید من اللہ بن سید علی اللہ محمد الحسینیؒ

قیمت: پانچ روپے

۱۹۶۶ء

مطبوعہ اعجاز پرنٹنگ پریس، چھتہ بازار حیدرآباد دکن، آندھراپردیش، ذی قعدہ ۱۳۸۵ھ

Marfat.com

Marfat.com

سلسلۂ مطبوعات بندہ نواز اکیڈمی ۔۱

تبصرۃ الخوارقات

مُصَنّفہ

سیّد من اللہ بن سیّد علی اللہ محمد الحسینیؒ

کرامات و واقعات

حضرت بندگی مخدوم ابوالفتح صدرالدین سید محمد حسینی خواجہ گیسودراز بندہ نوازؒ

سنہ تصنیف ۹۸۱ ہجری

بہ تصحیح متن و ترجمہ و مقدمہ

سیّد مبارز الدین رفعت

پروفیسر اُردو و فارسی مہارانی کالج میسور

Marfat.com

12821۵

مطالب

۱۔ مقدمہ
۲۔ متن و ترجمہ تبصرۃ الخوارقات
(۱) واقعات و کرامات (ایک سو پانچ واقعات و کرامات)
(۲) خاتمہ
(۳) حضرت بندگیِ مخدوم رضؓ کے ننانوے نام
(۴) کنیت
(۵) لقب
(۶) ولادت
(۷) نسب
(۸) شجرۂ خلافت
(۹) خلفاء
(۱۰) مریدانِ کامل
(۱۱) وصیت
(۱۲) حلیہ
(۱۳) حصار
(۱۴) اولاد ـــــ اولاد کی اولاد ۱۱۵

Marfat.com

نذر

حضرت بندگی مخدومؒ کے سوانح طیبہ کے موضوع پر لکھی ہوئی

اس اہم کتاب کا اردو ترجمہ بارگاہِ حضرت بندگی مخدومؒ کے سجادہ نشین

مخدوم محترم حضرت مولانا سید شاہ محمد محمد الحسینی مدظلہٗ

کی خدمت میں بصد ادب و احترام اس عاجزانہ اور درد مندانہ

التجا کے ساتھ پیش ہے ؎

کبھی آپ سید محترم کریں مجھ غریب پہ یوں کرم

مری چشمِ تر کا سلام پیش حضور بندہ نوازؒ ہو!

خاکپائے چشتیان

سید مبارز الدین رفعت

Marfat.com

Marfat.com

مقدمہ

ہندوستان میں عظیم المرتبت چشتیوں کا سلسلہ خواجہ بزرگ حضرت بندگی مخدوم معین الدین چشتی اجمیریؒ سے شروع ہوتا ہے۔ آپ سے لیکر حضرت بندگی مخدوم خواجہ گیسو درازؒ تک جتنے چشتی بزرگوں نے مسندِ رشد و ہدایت کو زینت بخشی۔ وہ سب اللہ اکبر کس پائے کس مرتبے اور کس جلالت شان کے بزرگ ہوئے ہیں! اور ان سب کے آخر میں اس سلسلے کی آخری کڑی ویسی ہی جلالت شان والی، مرتبہ و درجہ میں ان ہی کی ہمسر ویسی ہی فیضان رساں اور ویسی ہی انسانیت پرور، خواجۂ دکن، بندگی مخدوم حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز بندہ نواز کی ہے۔

خواجۂ دکن بندگی مخدوم سیدنا حضرت ابو الفتح صدر الدین سید محمد محمد حسینی گیسو دراز بندہ نوازؒ سنہ ۷۲۱ھ بمقام دہلی تولد ہوئے۔ پندرہ سال کی عمر میں بندگی مخدوم حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی کے خلیفہ اور جانشین بندگی مخدوم حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی کے مرید ہوئے چھتیس برس کی عمر میں اپنے پیر کے جانشین مقرر ہوئے اور سجادۂ خلافت کو زینت بخشی۔ تقریباً پچاس سال تک دہلی میں رشد و ہدایت کی شمع روشن رکھنے کے بعد (۸۲) سال کی عمر میں تیمور کے حملۂ دہلی سے کچھ پہلے سنہ ۸۰۱ھ میں دہلی کی اقامت ترک فرمائی۔ اور گجرات سے ہوتے ہوئے سنہ ۸۰۲ھ میں گلبرگہ پہنچے۔ بہمنی سلطنت کے آٹھویں فرماں روا سلطان فیروز شاہ بہمنی نے اپنے دار السلطنت میں آپ کا شاندار استقبال کیا۔ گلبرگہ پہنچنے کے بعد آپ نے اپنی حیاتِ طیبہ کے باقی بائیس یا تئیس سال یہیں بسر فرمائے! اور دکن کی سیاسی، سماجی اور دینی حالات پر غیر معمولی طور پر اثر انداز ہوئے۔ ایک سو چار سال اور کچھ مہینوں کی عمرِ دراز پاکر آپ نے ۱۶ ذی قعدہ سنہ ۸۲۵ھ کو وصال فرمایا۔ آپ کی حیاتِ طیبہ آٹھویں اور نویں صدی ہجری کے

Marfat.com

ہندوستان کی دینی، علمی، ثقافتی، سیاسی، سماجی اور لسانی تاریخ کا ایک نہایت اہم باب ہے۔ آپ نے ہی سلسلۂ عالیہ چشتیہ میں سب سے پہلے تصنیف و تالیف کی طرف توجہ فرمائی۔ اردو، فارسی اور عربی تینوں زبانوں میں تصوف اور عرفان کے موضوع پر کتابیں لکھیں۔ آپ ہی اردو کے اولیں نثر نگار قرار پائے۔ آپ نے ہی دکن کی سیاست پر اپنا اثر ڈالا کہ فیروز شاہ بہمنی کے بھائی سلطان احمد کو بہمنی تخت نصیب ہوا۔ آپ ہی کی بلند و بالا اور قد آور شخصیت کی وجہ سے پورے دکن میں سلسلۂ عالیہ چشتیہ کو غیر معمولی حسنِ قبول حاصل ہوا۔

افسوس ہے سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے اس چشتی اعظم کے سوانح طیبہ کے پورے گوشے عوام و خواص کی آپ سے صدیوں کی بے پایاں عقیدت کے باوجود ابھی تک پوری طرح منظرِ عام پر نہیں آئے ہیں۔ اور تو اور آپ کی لکھی ہوئی ایک سو پچیس کتابیں بھی سب کی سب شائع نہیں ہوئی ہیں۔ اسی طرح آپ کے سوانح طیبہ اور آپ کی تعلیماتِ مبارکہ کے بعض نہایت اہم ماخذ بھی ہنوز طبع نہیں ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ سے ایسی باتیں بھی منسوب کر دی گئی ہیں جو بالکل بے سر و پا اور بے اصل ہیں۔ یہ سب کتابیں طبع ہو کر عام ہو جائیں تو اسی وقت حضرت بندگی مخدومؒ کے فیضانِ جاریہ اور آپ کے مقامِ بلند کا پورا پورا اندازہ ہو سکیگا۔

حضرت بندگی مخدومؒ کے سوانح طیبہ کے سلسلہ میں جو کتابیں غیر معمولی اہمیت رکھتی ہیں، ان میں حضرت بندگی مخدوم کے ملفوظات کے مجموعوں کو اولیت حاصل ہے۔ آپ کے ارشادات اور آپ کی مبارک محفلوں کے حالات چار مختلف حضرات نے مختلف زمانوں میں بطور ملفوظات مرتب فرمائے تھے۔ ایسے چھ ملفوظ مرتب ہوئے تھے۔ پہلا ملفوظ مخدوم زادہ سید ابن رسول معروف بہ میاں منجھلے نے مرتب کیا تھا۔ اس کا کچھ حصہ دہلی میں مرتب ہوا تھا اور باقی حصے گلبرگہ میں۔ دوسرا ملفوظ قاضی علم الدین ابن شرف الدین اجودھنی نے جمع کیا تھا۔ تیسرا ملفوظ چھتر کے رہنے والے حضرت شیخ الاسلام کا جمع کردہ تھا۔ چوتھا ملفوظ منظوم تھا اور اسے ملک زادہ عثمان جعفر نے ترتیب دیا تھا۔ پانچواں ملفوظ بندگی مخدوم کے بڑے فرزند بندگی میاں سید اکبر حسینیؒ نے قیامِ دہلی کے زمانے میں مرتب فرمایا تھا۔ یہ سب ملفوظ اب ناپید ہیں۔ ان کے کسی نسخے کا کسی بھی کتب خانہ میں ابھی تک پتہ نہ لگ سکا۔ ان مذکورہ ناپید ماخذوں کے بعد جو کتابیں ملتی ہیں اور ہماری دسترس میں ہیں، وہ ترتیب زمانی کے لحاظ سے حسب ذیل ہیں:۔

(۱) جوامع الکلم (۲) سیر محمدیؒ (۳) تاریخ حبیبیؒ (۴) محبت نامہ

(۵) شمائل الحبل (۶) تبصرۃ الخوارقات

تبصرۃ الخوارقات اس سلسلے کی آخری اور نہایت اہم کڑی ہے۔

تبصرۃ الخوارقات کے مصنف حضرت سید من اللہ حسینی ایک طرف تو بندگی مخدوم

Marfat.com

حضرت سیدنا گیسو دراز بندہ نوازؒ کے ہم جد ہیں تو دوسری طرف حضرت بندگی مخدومؒ کی دوسری صاحبزادی حضرت بی بی بتول زوجہ حضرت سید سالار لاہوری کی اولاد میں ہیں۔ اس طرح خاندان حضرت بندگی مخدومؒ سے ان کا دہرا بلکہ تہرا رشتہ ہے۔ والد کی طرف سے ان کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت پر حضرت مخدوم خواجہ گیسو دراز بندہ نواز سے جا ملتا ہے۔ شجرہ حسب ذیل ہے:

سید من اللہ بن سید علی اللہ بن سید محمد بن سید شاہ علی اللہ بن سید محمد عرف سید محمود حسینی بن سید شاہ فضل اللہ حسینی بن سید علی برج العشاقؒ بن سید جلال الدین برج الاولیاءؒ بن حضرت سید علیؒ۔

حضرت سید علی حضرت بندگی مخدوم سیدنا گیسو دراز بندہ نوازؒ کے حقیقی جد ہیں۔

حضرت سید جلال الدین برج الاولیا، حضرت سید یوسف حسینی شاہ راجو قتال کے چھوٹے بھائی اور حضرت بندگی مخدوم کے سگے چچا ہوتے ہیں۔ حضرت برج الاولیاء کے اکلوتے صاحبزادے سید علی برج العشاق ہیں۔ ان کے فرزند سید شاہ فضل اللہ حسینی سے حضرت بندگی مخدوم کی حقیقی نواسی یعنی حضرت بندگی مخدوم کی بڑی صاحبزادی حضرت بی بی ستی فاطمہ کی صاحبزادی منسوب تھیں۔ ان ہی کے بطن سے سید محمد معروف بہ سید محمود حسینی تولد ہوئے۔

سید محمد بن فضل اللہ سے حضرت بندگی مخدوم کے پوتے میاں بندگی حضرت سید ید اللہ حسینی (صاحب روضۂ حمد) کی صاحبزادی، جو بی بی خونزا حجت اللہ دختر بی بی بتول بنت بندگی مخدومؒ کے بطن سے تھیں منسوب تھیں۔ وہ اپنے خسر اور حضرت بندگی مخدوم کے پوتے اور آپ کے اولین جانشین ہیں۔ میاں بندگی حضرت شاہ ید اللہ حسینیؒ نے بڑی توجہ سے اپنے اس داماد اور مرید کی تربیت فرمائی۔ داماد اور مرید کو بھی اپنے خسر اور پیر سے والہانہ عقیدت تھی چنانچہ انھوں نے آپ کے ملفوظ کو "محبت نامہ الٰہی و اسرار نامہ خدائی" کے نام سے مرتب کیا۔ اس ملفوظ میں ۳ رجب ۸۴۳ھ سے ۲۵ محرم ۸۴۸ھ تک کے ملفوظ جمع فرمائے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میاں بندگی حضرت سید شاہ ید اللہ حسینی کے وصال کے بعد سید محمد عرف سید محمود حسینی اپنے محل محترم حضرت بی بی منت اللہ کے ساتھ بیدر منتقل ہو گئے کیونکہ حضرت بندگی مخدوم کے خاندان مبارک کے بیشتر اراکین پایہ تخت کی تبدیلی کے بعد گلبرگہ سے بیدر منتقل ہو گئے تھے۔ میاں بندگی حضرت شاہ ید اللہ حسینی کی صاحبزادی حضرت بی بی منت اللہ اپنے وقت کی بڑی بابرکت خاتون گزری ہیں۔ بیدر ہی میں آپ نے ایک خانقاہ کی بنا رکھی اور جب ۲۸ ذی الحجہ ۸۸۸ھ میں آپ کا وصال ہوا تو آپ کا روضہ بھی بیدر ہی میں بنا۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے دوسرے صاحبزادے سید شاہ علی آپ کی درگاہ اور آپ کی خانقاہ کے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ یہ خانقاہ ایک عرصہ دراز تک بیدر میں فیضان چشتیہ بندہ نوازیہ کا کام کرتی رہی۔ سید شاہ علی نے کچھ کم

Marfat.com

پچیس سال سجادہ نشین رہنے کے بعد ۸ ربیع الاول ۹۱۲ھ کو وفات پائی۔ کسی نے انکے وصال کی تاریخ کہی ؎

سید اعظم پناہ و پشت دیں　　مثل او دیگر نباشد مہ جبیں
جانشین سید اعلیٰ علی　　عالم ربانی و اہل یقیں
از وفاتش رخنہ در دین فتاد　　فہم کن تاریخ شان از "حزم دیں"
۹۱۲ھ

آپ کے جانشین حضرت سید محمد ہوئے۔ آپکے وجود سے حضرت بی بی امنت اللہ کی خانقاہ کو بڑی رونق رہی اور آپ کی ذات سے فیضانِ چشتیہ کا سلسلہ جاری رہا۔ حضرت سید محمد نے (۴۴) سال کی عمر پاکر ۳ ذی الحجہ ۹۳۲ھ کو وصال فرمایا۔ آپ کے بعد آپ کے بڑے صاحب زادے سید محمود ثانی نے خانقاہ نشین ہوکر سجادہ کو زینت بخشی۔ آپ کے اور تین بھائی تھے، سید حسین، سید علی اللہ عرف سید بابو اور سید احمد حسینی۔ خواجہ محب اللہ ابوالحسن سید علی اللہ عرف سید بابو صوفی منش اور ذی علم بزرگ تھے ۹۱۲ھ میں ولادت ہوئی۔ ان کے انتقال کی تاریخ معلوم نہیں۔ یہی بزرگ تبصرۃ الخوارقات کے مصنف کے والد محترم ہیں۔ سید علی اللہ عرف سید بابو کے چار فرزند تھے۔ سب سے چھوٹے فرزند سید من اللہ حسینی تھے۔ اور تبصرۃ الخوارقات کے مصنف ہیں۔

صاحب تبصرۃ الخوارقات کے حالاتِ زندگی تفصیل سے معلوم نہیں۔ خود ان کی تصنیف کردہ کتاب سے بھی ان کے حالاتِ زندگی پر کچھ زیادہ روشنی نہیں پڑتی۔ جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ بس اتنا ہی ہے کہ وہ اپنے والد سید علی اللہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ غالباً انہیں رواج زمانہ کے مطابق عربی اور فارسی کی مروجہ تعلیم ملی تھی۔ ان کی شادی بیدر کے مشہور قادری بزرگ حضرت مخدوم سید محمد ملتانی قادریؒ کے پوتے حضرت رفیع الدین ابن حضرت مخدوم حجیؒ کی صاحبزادی خوانزادہ ام ہانی سے ہوئی تھی۔ ۹۸۱ھ میں جبکہ انھوں نے کتاب تبصرۃ الخوارقات مرتب کی ہے، ان کے دو اولادیں ہوچکی تھیں۔ ایک لڑکا سید محمد اور ایک لڑکی بی بی منت اللہ۔ اسوقت ان کی عمر غالباً تیس پینتیس سال سے زیادہ نہ ہوگی۔ ان کی گزر بسر کی کیا صورت تھی اس کا بھی پتہ نہیں چلتا۔ غالباً حضرت بندگی مخدومؒ کی اولاد و احفاد کو جو جاگیریں اور معاشیں مختلف سلاطین سے ملی تھیں ان میں سے ان کو بھی حصہ رسدی ملتا ہوگا۔ توکل اور قناعت پر گذر بسر ہوتی ہوگی اور مشغلہ حیات رشد و ہدایت ہوگا! انھوں نے اپنی پوری زندگی بیدر ہی میں بسر کی اور انتقال بھی وہیں کیا اور غالباً بی بی منت اللہ کی درگاہ کے احاطہ میں دفن ہوئے۔

صاحب تبصرۃ الخوارقات کو اپنے جد اعلیٰ اور اپنے سلسلے کے پیر بندگی مخدوم حضرت سید نا گیسو دراز بندہ نوازؒ سے دلی عقیدت تھی۔ انھوں نے حضرت بندگی مخدوم کے وصال کے تقریباً ڈیڑھ سو سال بعد ۹۸۱ھ

Marfat.com

میں اپنے والد کے ارشاد کی تعمیل میں حضرت بندگی مخدوم کے حالات، خوارقات آپ کے مریدوں اور خلفا اور آپ کی اولاد و احفاد کی تفصیل پر تبصرۃ الخوارقات کے نام سے ایک کتاب مرتب کی۔ اس کتاب کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں حضرت بندگی مخدوم سے متعلق آپ کے سن مبارک کے اعداد یعنی (۵۰۱) کی رعایت سے ایک سو پانچ روایتیں جمع کی ہیں۔ دوسرا حصہ جو پہلے حصہ کا ضمیمہ ہے اس میں حضرت بندگی مخدوم کی حیات طیبہ سے متعلق ضروری معلومات فراہم کرنے کے بعد آپ کے مریدوں اور خلفاء کی فہرست دی ہے۔ اس کے بعد آپ کی اولاد و احفاد کی اپنے زمانے تک تفصیل درج کی ہے۔ ماشاءاللہ حضرت بندگی مخدوم کی اولاد خوب پھلی پھولی اور آپ کے وصال کے ڈیڑھ سو سال کے اندر اس خاندانِ مبارک کی اتنی شاخیں ہو گئیں کہ —— تبصرۃ الخوارقات کے مصنف کو بھی بعض شاخوں کی تفصیلات معلوم نہ ہو سکیں۔

صاحب تبصرۃ الخوارقات نے اپنی کتاب کے پہلے حصے میں جو روایتیں حضرت بندگی مخدوم سے متعلق جمع کی ہیں وہ تین طرح کی ہیں۔ پہلی قسم کی روایتیں وہ ہیں جو انھوں نے اپنے خاندان کے بزرگوں یا حضرت بندگی مخدوم کے سلسلے میں بیعت کردہ حضرات سے سنیں۔ دوسری قسم کی روایتیں وہ ہیں جو انھوں نے خود حضرت بندگی مخدوم کی تصانیف سے نقل کی ہیں۔ آخری قسم کی روایتیں وہ ہیں جو حضرت بندگی مخدوم کے سوانح طیبہ پر لکھی ہوئی کتابوں یا حضرت بندگی مخدوم کے سلسلے کے بزرگوں کے ملفوظات سے نقل کی ہیں۔ انھوں نے ہر روایت کی ابتدا ہی میں اپنا ماخذ بتا دیا ہے۔ اس کے لئے انھوں نے مخففات استعمال کی ہیں اور کتاب کے آخر میں ان مخففات کی تفصیل بھی درج کر دی ہے۔

صاحب تبصرۃ الخوارقات نے جو مخففات استعمال کئے ہیں وہ یہ ہیں:-

مس : مسموع - سنی ہوئی روایت

سمر : اسمار الاسرار

خا : خاتمہ

دی : دیوان

جوا : جوامع الکلم

مح : محبت نامہ

مہ : ملفوظات شاہ من اللہ حسینی

سی : سیر محمدی

مو : مولود منظوم

Marfat.com

اس طرح صاحب تبصرۃ الخوارقات کے کُل نو ماخذ ہیں۔ ایک مسموع یعنی سُنی سنائی روایتیں۔ تین ماخذ حضرت بندگی مخدومؒ کی تصانیف مبارکہ ہیں۔ باقی چار ماخذوں میں ایک آپ کی سیرت مبارک۔ حضرت بندگی مخدوم کے ملفوظات کے دو مجموعے اور حضرت بندگی مخدومؒ کے دو پوتوں کے ملفوظات۔ اب ان ماخذوں کی تفصیل ملاحظہ فرمائیے:-

۱۔ اسمار الاسرار: اسمار الاسرار حضرت بندگی مخدومؒ کی نہایت بلند پایہ تصنیف ہے اور قیام گلبرگہ کے زمانے میں املا کرائی گئی ہے اس میں بقول حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ حقایق و معارف رمز و ایما اور اشارات کی زبان میں بیان کئے ہیں۔" حضرت بندگی مخدومؒ نے اس کتاب کے (۴۷) سبقاً سبقاً صرف ملک نادہ شہاب الدین، مخدوم زادہ میاں ید اللہ، میاں عبداللہ اور حضرت قاضی بہاالدین کو مخصوص مجلس درس میں پڑھائے بھی ہیں۔ البتہ چند مقاموں پر حروف مقطعات کی شرح کو پوشیدہ رکھا۔ اس مخصوص مجلس درس میں بس یہی اصحاب ہوتے تھے۔ ان کے سوا کوئی اور شریک درس نہ کیا جاتا تھا صاحب تاریخ حبیبی نے لکھا ہے کہ" حضرت قطبی فرماتے تھے کہ حضرت شیخ نصیرالدین محمودؒ کے سر مبارک کی قسم اگر کوئی میرا باپ اور شیخ بھی ہوتا اور کہتا کہ اس کتاب کو آپ نے جس طرح لکھا ہے مجھے اس کا سبق دیجئے تو کبھی نہ دیتا اور اس کو کے اسرار ظاہر نہ کرتا۔" حضرت بندگی مخدومؒ فرماتے ہیں کہ یہ کتاب الہام ہے۔ اس لئے تنزیل کے ڈھنگ پر مرتب کی گئی ہے۔ مقصد معارف قرآنی کی تفسیر و تاویل ہے۔ اسی وجہ سے اسمار کی تعداد بھی حضرت بندگی مخدومؒ نے قرآنی سورتوں کے برابر رکھی ہے۔

اس کتاب کو مولانا سید عطا حسین مرحوم نے اپنے مقدمہ کے ساتھ مرتب کر کے حیدرآباد سے شائع کیا ہے۔

۲۔ خاتمہ: شیخ طریقت ضیاء الدین ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی کی تصانیف میں ایک کتاب عربی زبان میں "آداب المریدین" ہے۔ جس پایہ کے آپ مصنف تھے یہ کتاب بھی اسی پایہ کی ہے۔

"آداب المریدین" ایک جامع کتاب ہے لیکن مختصر ہے بقول مولانا عطا حسین، حضرت بندگی مخدوم حکیم الامت تھے اور اپنے زمانے کے حالات اور رجحانات اور کمزوریوں سے خوب واقف تھے آپ نے محسوس کیا کہ آداب المریدین کے موضوع پر ایک مبسوط اور مکمل کتاب کی ضرورت ہے۔ آپ نے اس کتاب کی اخری شرح لکھنے کے بعد ۸۰۰ھ میں " خاتمہ " کے نام سے ایک اور کتاب تصنیف فرمائی جو بطور اس کے تکملہ یا ضمیمہ کے لکھی گئی ہے۔ مولانا عطا حسین مرحوم نے اس کتاب کو بھی سنہ ۱۳۵۶ھ میں اپنے مقدمہ کے ساتھ شائع کردیا ہے۔

Marfat.com

۳۔ دیوان: حضرت بندگی مخدومؒ فارسی کے بلند پایہ شاعر بھی تھے۔ کبھی محمد اور کبھی شہباز تخلص فرماتے تھے۔ آپ کے فارسی کلام کو آپ کے خلیفہ مولانا عماد فتح پوری نے "انیس العشاق" کے نام سے دیوان کی صورت میں مرتب کیا تھا۔ یہ دیوان بھی مولانا عطا حسین مرحوم کے مقدمہ کے ساتھ چھپ چکا ہے۔

۴۔ جوامع الکلم: حضرت بندگی مخدومؒ کے بڑے صاحب زادے میاں بندگی حضرت سید اکبر حسینیؒ نے آپ کے قیامِ دہلی کے زمانے میں ایک ملفوظ مرتب فرمایا تھا۔ یہ ملفوظ اب ناپید ہے۔ اس کے بعد آپ نے حضرت بندگی مخدومؒ کے قیام گجرات کے دنوں میں جوامع الکلم کے نام سے ایک اور ملفوظ مرتب فرمایا۔ یہ ملفوظ دوشنبہ ۱۸ رجب ۸۰۲ھ سے شروع ہوتا ہے اور ربیع الثانی ۸۰۳ھ پر ختم ہو جاتا ہے۔ اس ملفوظ کی نہایت درجہ اہم خصوصیت یہ ہے کہ حضرت بندگی مخدوم نے اسے ملاحظہ فرمایا ہے اور اس کے تعلق سے ارشاد ہوا ہے کہ اگر میں لکھتا تو ایسا ہی لکھتا۔ حضرت بندگی مخدومؒ کی تعلیمات اور آپ کے سوانح طیبہ کے تعلق سے اس کتاب کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ جناب حامد صدیقی کے مقدمہ کے ساتھ یہ کتاب ۱۳۵۶ھ میں درگاہ شریف سے شائع ہو گئی ہے۔

۵۔ مولود منظوم: حضرت بندگی مخدوم کا ایک اور ملفوظ جو منظوم تھا، ملک زادہ، مقبول خانوادہ برگزیدہ ملک عثمان جعفر نے مرتب کیا تھا۔ یہ ملک زادہ حضرت بندگی مخدوم کے مرید اور آپ کے اجازت یافتہ تھے۔ یہ ملفوظ اب ناپید ہے اور اس کا کوئی نسخہ ابھی تک کسی کتب خانہ میں دریافت نہیں ہوا ہے۔ تبصرۃ الخوارقات ہی اب تک وہ تنہا کتاب ہے جس میں اس ناپید کتاب کے کچھ اقتباسات محفوظ رہ گئے ہیں۔

۶۔ سیرِ محمدیؒ: اس کتاب کے مصنف حضرت مولانا محمد علی سامانیؒ ہیں۔ مولانا محمد علی سامانیؒ حضرت بندگی مخدوم کے مرید اور خادم بارگاہ ہیں۔ انھوں نے ۸۳۱ھ میں حضرت بندگی مخدومؒ کی ایک سیرتِ طیبہ لکھی۔ چونکہ یہ کتاب حضرت بندگی مخدوم کے خادمِ خاص کے قلم سے نکلی ہے اور وہ بہت سے واقعات کے چشم دید راوی ہیں، اس لئے اسے غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ اس کتاب کا اصل فارسی متن اور اس کا اردو ترجمہ "سیر محمدی مع ترجمہ المعروف بہ تحفۂ احمدی" کے نام سے کلیم سید شاہ نذیر احمد قادری نے ۱۳۴۷ھ میں الہ آباد کے یونانی دواخانہ پریس سے شائع کر دیا ہے۔

۷۔ محبت نامہ: محبت نامہ حضرت بندگی مخدوم کے پوتے، بندگی میاں سید محمد اصغر کے صاحبزادے اور حضرت بندگی مخدومؒ کے اولین جانشین بندگی میاں سید شاہ یداللہ حسینیؒ (صاحب روضۂ خرد) کے ملفوظات ہیں۔ کتاب کا پورا نام "محبت نامۂ الٰہی و اسرار نامۂ خدائی" ہے۔ اس کے جامع میاں بندگی حضرت یداللہ حسینیؒ کے مرید، خلیفہ اور داماد حضرت سید محمد بن فضل اللہ حسینی عرف سید محمودؒ ہیں۔ ملفوظ ۳ رجب ۸۴۳ھ

Marfat.com

سے شروع ہوتا ہے اور ۲۰ محرم ۸۴۴ھ کی ایک مجلس کے بیان پر ختم ہو جاتا ہے۔ بندگی میاں حضرت سید شاہ ید اللہ حسینی عرف قبول اللہ حسینیؒ حضرت بندگی مخدومؒ کے بڑے چہیتے پوتے ہیں اور آپ کے وصال کے بعد ہی آپ کے سجادہ نشین ہوئے ہیں۔ اکثر مجلسوں میں حضرت بندگی مخدومؒ کے ایسے حالات بیان فرماتے ہیں جو دوسری کتابوں میں نہیں ملتے۔

یہ کتاب اب تک شائع نہیں ہوئی ہے۔ جناب رحیم الدین صاحب نے اس کے فارسی متن کی تصحیح کی ہے اور اس کا اردو میں ترجمہ بھی کر دیا ہے۔ لیکن اصل متن کی طرح یہ ترجمہ بھی ابھی تک طبع نہیں ہوا ہے۔

۸۔ **شمائل الجمل و شمائل الکمل:** یہ کتاب حضرت مخدوم کے دوسرے پوتے اور بندگی میاں حضرت محمد اصغر کے دوسرے صاحب زادے اور حضرت بندگی میاں سید ید اللہ حسینیؒ کے چھوٹے بھائی، میاں بندگی سید شاہ من اللہ حسینی مشہور بہ ابو الفیضؒ کے ملفوظ ہیں آپ کا مزار مبارک آج بھی بیدر میں مرجع عوام و خواص ہے۔ اس کے جامع آپ کے صاحبزادے بندگی میاں ابو الحسن ناصر الدین سید کلیم اللہ حسینیؒ ہیں۔ ملفوظ کا آغاز ۳ ذوالحجہ ۸۶۴ھ سے ہوتا ہے اور آخری مجلس جس کا حال اس میں بیان ہوا ہے وہ ۱۳ جمادی الاول ۸۶۵ھ کی ہے۔ بندگی میاں من اللہ حسینیؒ اپنے جد امجد حضرت مخدومؒ کے عشق میں اس درجہ ڈوبے ہوئے ہیں کہ آپ کی کوئی مجلس حضرت بندگی مخدومؒ کے ذکر سے خالی نہیں۔ اس کتاب میں حضرت بندگی مخدومؒ کی حیات طیبہ اور آپ کی تعلیمات سے متعلق بیش قرار معلومات درج ہیں۔ یہ کتاب ابھی تک شائع نہیں ہوئی ہے۔ دنیا میں اس کا ایک ہی معلومہ نسخہ حضرت مولانا شیخ علاء الدین جنیدیؒ سجادہ نشین بارگاہ حضرت مخدوم سیدنا سراج الدین جنیدیؒ (گلبرگہ) کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔

صاحب تبصرۃ الخوارقات نے اپنی تالیف کے سلسلے میں حضرت بندگی مخدومؒ کے سوانح طیبہ سے متعلق تقریباً تمام اہم کتابوں کو اپنے پیش نظر رکھا ہے۔ لیکن حیرت ہے کہ اس سلسلے کی ایک اہم ترین کتاب ان کی نظر سے کیسے رہ گئی۔ یہ کتاب ہے تاریخ حبیبی۔ جوامع الکلم اور سیر محمدی کے بعد اسی کتاب کو حد درجہ اہمیت حاصل ہے۔ اس کے مصنف مولانا عبد العزیز ابن شیر ملک بن محمد واعظی ہیں۔ مولانا عبد العزیزؒ حضرت بندگی مخدومؒ کے چھوٹے صاحب زادے بندگی میاں حضرت محمد اصغر عرف میاں لہرؒ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ انھوں نے یہ کتاب ۸۹۱ھ میں لکھی ہے اور یہ زمانہ بندگی مخدومؒ کے سجادے اور پوتے میاں بندگی حضرت سید محمد اصغر کے صاحب زادے بندگی میاں سید شاہ ید اللہ حسینیؒ کی سجادگی اور سلطان علاء الدین ابن احمد شاہ ولی بہمنی کی حکومت کا عہد ہے۔ یہ کتاب حضرت بندگی مخدومؒ کے وصال کے صرف (۶۶) سال بعد لکھی گئی ہے۔ اس کتاب کا اصل فارسی متن ابھی تک شائع نہیں ہوا ہے۔ البتہ اس کا اردو ترجمہ جو نواب معشوق یار جنگ کا کیا ہوا ہے، ۱۳۶۸ھ میں درگاہ شریف کی طرف

Marfat.com

سے شائع کردیا گیا ہے۔

کتاب تبصرۃ الخوارقات ابتدائی عادل شاہی دور کی فارسی کا ایک اچھا نمونہ ہے۔ قدیم اردو بولنے والے جب فارسی لکھتے تھے تو ان کی فارسی کیسی ہوتی تھی، اس کتاب سے اس کا تھوڑا بہت اندازہ ہوتا ہے۔ گویا یہ دکنی فارسی ہے۔ اس کتاب سے اس بات کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اب فارسی لکھنے والے گھروں میں فارسی نہ بولتے تھے۔ بلکہ قدیم اردو یا دکنی بولتے تھے۔ اس قدیم اردو کے اثرات ان کی فارسی پر بھی نمایاں نظر آتے ہیں۔

صاحب تبصرۃ الخوارقات اوسط علمی استعداد کے بزرگ معلوم ہوتے ہیں۔ غالباً انھوں نے بس یہی ایک کتاب تالیف کی تھی کیونکہ ان کی کوئی تصنیف دستیاب ہوتی ہے اور نہ ہی اس کا کہیں ذکر ملتا ہے۔ انہیں تصنیف و تالیف کا بھی کوئی خاص سلیقہ نہیں۔ مولف کا اصل مقصد حضرت بندگی مخدومؒ سے متعلق بعض خوارقات کو بیان کرنا اور اس کے بعد آپ کی اولاد و احفاد کے وسیع سلسلے کے ناموں کو ضبط تحریر میں لانا معلوم ہوتا ہے۔ اس کتاب کی سب سے بڑی اہمیت یہ ہے کہ اس میں بعض ایسی روایتیں درج ہیں جو اس سے پہلے کی لکھی ہوئی کتابوں میں نہیں ملتیں۔ مثلاً عام طور پر حضرت بندگی مخدومؒ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ نے اپنے سن مبارک کے اعداد کے برابر یعنی (۱۰۵) کتابیں تصنیف فرمائیں۔ اس روایت کی کوئی سند نہیں ملتی لیکن صاحب تبصرۃ الخوارقات واضح طور پر بیان کرتے ہیں کہ آپ نے (۱۲۵) کتابیں تصنیف فرمائی تھیں اور تصنیف کا طریقہ یہ تھا کہ انہیں املا کراتے تھے۔ کتاب کے تمام ہو جانے کے بعد آپ نے اس پر کبھی نظر ثانی نہیں فرمائی۔ اسی طرح حضرت بندگی مخدومؒ کے خلفاء کی جو فہرست سیر محمدی یا تاریخ حبیبی میں درج ہے اس سے زیادہ مکمل فہرست ہمیں تبصرۃ الخوارقات میں ملتی ہے۔ اس فہرست میں کچھ نام ایسے بھی ہیں جو اس سے پہلے لکھی ہوئی مذکورہ صدر کتابوں میں نہیں ملتے۔

ڈیڑھ سو سال کی مدت کے اندر اندر دکن میں حضرت بندگی مخدومؒ کا خاندان مبارک کافی وسیع ہو گیا تھا۔ آپ کے صاحب زادوں اور صاحب زادیوں کی اولاد کا سلسلہ بہت پھیل گیا تھا۔ اب وقت آچکا تھا کہ اس خاندانِ مبارک سے تعلق رکھنے والوں کا تذکرہ ایک جگہ مرتب ہو جائے۔ مولف تبصرۃ الخوارقات نے اپنے زمانے تک کے ایسے تمام افراد کے نام اور ان کا نسب نامہ تبصرۃ الخوارقات کے ضمیمے میں محفوظ کر دیا ہے، جو کسی نہ کسی طرح حضرت بندگی مخدومؒ سے نسبی تعلق رکھتے تھے۔ یہ ایک بہت بڑی خدمت تھی جو صاحب تبصرۃ الخوارقات نے انجام دے دی۔ بعد کے مصنفوں اور خاص طور پر تاریخ خاندان محمدیا تاریخ محمدی کے مصنف نے اس سے کافی استفادہ کیا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کتاب تبصرۃ الخوارقات کو کافی حسن قبول حاصل ہوا تھا۔ کیونکہ اس کتاب کے قلمی نسخے، نایاب نہیں۔ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد، کتب خانہ نواب سالار جنگ حیدرآباد، کتب خانہ [illegible] گلبرگہ، کتب خانہ مولانا شیخ علاء الدین جنیدیؒ اور کتب خانہ درگاہ حضرت [illegible]

Marfat.com

کے قلمی نسخے موجود ہیں۔ اس کم سواد نے کتب خانہ روضتین گلبرگہ، کتب خانہ مولانا علاء الدین جنیدی گلبرگہ اور کتب خانہ درگاہ حضرت امین الدین اعلیٰؒ بیجاپور کے نسخوں کو اپنے سامنے رکھ کر تبصرۃ الخوارقات کا موجودہ مصححہ متن مرتب کیا ہے۔ اس کے ساتھ فارسی متن کے مقابل اس کا اردو ترجمہ بھی درج کر دیا ہے۔ بعض مقامات پر اس کم سواد کو ترجمہ میں خاصی دشواری پیش آئی خصوصاً حضرت بندگی مخدومؒ کی کتاب اسمار الاسرار اور اس کے بعض مقامات کی جو شرح بندگی میاں حضرت سید اکبر حسینیؒ نے فرمائی ہے اس کے بعض حصے اس کم سواد کی فہم ناقص سے اونچے ہی رہے۔ دو ایک مقامات پر جہاں اس کم سواد کی فہم ناقص نے بالکل ہی جواب دے دیا ہے، وہاں حاشیہ میں اس بات کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔

اس کتاب کے متن کی تصحیح اور اس کے ترجمہ میں جو بیش بہا رہنمائی مجھے مخدوم محترم مولانا شیخ علاء الدین جنیدی مدظلہٗ سجادہ نشین بارگاہِ سیدنا سراج الدین جنیدیؒ سے ملی ہے۔ اس کا بصد تشکر اعتراف مجھ پر فرض ہے۔ یہ واقعہ ہے کہ اس ہیچمدان نے مولانا کی عالمانہ صحبتوں سے کافی استفادہ کیا ہے۔ مولانائے محترم ایک نہایت درجہ بالغ نظر عالم ہیں۔ عمومی طور پر پورے اولیائے ہند اور خصوصی طور پر اولیائے دکن کے بارے میں ان کا مطالعہ نہایت وسیع اور عمیق ہے۔ ان کا سینہ ان بزرگوں سے متعلق معلومات کا ایک بیش بہا خزانہ ہے۔ افسوس ہے کہ مولانائے محترم اپنے جوہر اصلی کی طرف سے حد درجہ غفلت برتتے ہیں۔ اگر وہ اپنی دوسری کم درجہ کی مصروفیتوں سے صرف نظر فرما کر محض اسی موضوع کے لئے اپنے آپ کو وقف فرما دیں تو یقیناً ہندوستان ایک عالم متبحر کی جلیل القدر علمی خدمات سے محروم نہ رہ جائے گا۔

حضرت بندگی مخدومؒ سے متعلق اس اہم کتاب کے متن کو مرتب کرنے اور اس کا ترجمہ کرنے کی ہمت تمام تر نتیجہ ہے اس کم سواد کے نہایت درجہ شفیق اور محترم استاد پروفیسر سید محمد صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی تشویق اور ہمت افزائی کا۔ ان کے ایک ادنیٰ خادم، ان کے ایک کم سواد شاگرد کے پاس الفاظ نہیں ہیں جن کے ذریعہ ان کی شفقت، کرم گستری اور شاگرد نوازی کا شکریہ ادا کر سکے۔

اس کم سواد نے کسی نام و نمود کی ہوس یا کسی مادی فائدے کی تمنا کے بغیر، صرف بارگاہ حضرت بندگی مخدوم سیدنا بندہ نوازؒ گیسودرازؒ سے اپنی غیر متزلزل اور بے پایاں عقیدت کیلئے اظہار کیلئے یہ خدمت انجام دی ہے بس اس دعا پر اس گزارش کو تمام سمجھئے کہ یہ حقیر سعی بارگاہ حضرت بندگی مخدومؒ میں مقبول ہو جائے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ؛

میسور
۲۰ فروری ۱۹۶۶ء

خاکپائے بارگاہ بندہ نوازؒ
فقیر سید مبارز الدین رفعت

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلیٰ رَسُولِہٖ وَآلِہٖ وَاَصحَابِہٖ اَجمَعِینَ

اَمَّا بَعد، ایں کلمات کرامات عاشقِ شہبازِ بلند پرواز کہ جواہر خزینۂ اسرارِ سبحانیست، وملفوظات خوارقِ عارفِ سرفرازِ الجامع الحقیقت والمجاز کہ زواہر گنجینۂ انوارِ ربانیست، از زبانی ہم رازِ نبیؐ، و ہم سرِ علیؓ، اعنی خواجہ محب اللہ ابوالحسن علی بن ابی الفتح محمد الحسینی المعروف بہ سید بابو، ادھم اللہ تعالیٰ علیٰ عیننا و راسنا مادامت الشمس طالعۃ ولعین جاریۃ، شنیدہ شد کہ چہ نقل ہا در کتب ہا افتادہ اند، از آں سبب مردمان باز ماندہ اند۔ اگر کسے ایں را جمع کند چہ خوب باشد تا جہانیان مستفید گردند۔ بنا براں ایں کمینہ با قصور فہم خویش و از اندازۂ فہم سقیم خویش بہ اندیشیدہ و تجاسر نمودہ روا نداشت کہ چنیں جواہر غیبی و زواہر لاریبی متفرق گذاشتہ شوند ورنہ بیت:

ترجمہ: نبیؐ کے ہم راز اور علیؓ کے ہم سِر یعنی خواجہ محب اللہ ابوالحسن بن ابی الفتح محمد حسینی المعروف بہ سید بابو، اللہ تعالیٰ ان کو جب تک سورج طلوع ہوتا ہے اور چشمے بہتے رہیں ہمارے سر اور آنکھوں پر سلامت رکھے، کی زبانی سُنا گیا کہ بلند پرواز عاشق شہباز کے کلمات کرامات جو اسرارِ سبحانی کے خزانے کے جواہر ہیں اور سرفراز عارف اور جامع حقیقت ومجاز کے خوارق کے ملفوظات جو انوارِ ربانی کی تابناکیاں ہیں، مختلف کتابوں میں بکھری ہوئی ہیں۔ اس لیے لوگوں کی ان تک پہنچ نہیں ہوتی۔ اگر کوئی شخص ان کو جمع کرے تو خوب ہو اور جب تک دنیا باقی رہے لوگ ان سے مستفید ہوں۔ اس لیے اس کمینہ نے اپنی کم فہمی اور اپنی ناقص سوجھ بوجھ کے باوجود اس پر کافی غور کیا، اور جسارت کر کے اس بات کو گوارا نہ کیا کہ ایسے غیبی جواہر اور ایسی لاریبی تابناکیاں جمع نہ ہوں

کسے کو کہ باشد کم از مور چہ
چہ زہرہ زند در یا سخن گوید او
کسے کو کہ باشد منور ز حق
من اللہ وصفش چہ آرد بنطق

و چونکہ خوارقات علیہ حضرت گیسو دراز اگر چہ بسیار است، و ملفوظات کرامات سنیہ او بے شمار اگر جملہ آں مذکور کنم در تقریر نہ گنجد و در تحریر نہ انجامد۔ اگر مطلقاً از آں تقاعد نمایم، مریدان و معتقدان را نوعی حیرانی پیدا آید۔ پس بحکم ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ، چیزے کہ دانستہ نشود بر ہمہ آں چیز ترک کردہ نشود، ہمہ آں چیز را صد و پنج نقل کرامات کہ بر سر ہر نقل نام کتاب اشارۃ بحرف است، بہ تفصیل ذیل صد و پنج کرامات در تبصرہ مندرج است۔ و یکے خاتمہ کہ در ذکر اسماء و کتب، و کنیت، و لقب، و خطاب، اب و ام و مولد، و ارادت و خلافت و سجادگی، و عمر و مصنفات، و وفات، قبر و نسب، و خلفاء و مریدان کامل، و وصیت و نقش، خاتمہ، و حلیہ و حصار و ذکر بعضے اوراد است، بتاریخ و سنہ احدی ثمانین تسعمایہ مسطور نمودہ آنکہ بیحل اگر صاحب دلے گاہے مطالعہ ایں کلمات کرامات خوارقات مشرف گردد، شاید کہ بحال ایں فقیر الحقیر الی اللہ القوی الغنی کہ کمترین خدمتگاران

بکھری ہوئی چھوڑ دی جائیں۔ ورنہ سے

(ترجمہ: ایسا شخص جو چیونٹی سے کم تر ہو اس کی کیا مجال کہ وہ دریا کے تعلق سے کچھ کہے اور ایسے شخص کے بارے میں جو حق کی طرف سے منور ہو من اللہ اس کے وصف بیان کرنے کے لیے گویائی کہاں سے لائے)

حضرت گیسو دراز کے خوارق عالیہ بہت ہیں اور آپ کے مبارک کرامات کے ملفوظات بے شمار ہیں۔ اگر ان سب کا ذکر کروں تو تقریر میں نہ سمائیں اور تحریر ان کے لیے کافی نہ ہو۔ اگر ان میں کچھ کمی کروں تو مریدوں اور معتقدوں کو بڑی حیرانی ہو۔ اس لیے اس قول کے مطابق کہ جو چیز پوری طرح سمجھ میں نہ آئے اس کو پوری طرح نہ چھوڑ، اس کتاب میں ایک سو پانچ کرامات بیان کئے ہیں۔ ہر نقل کی ابتدا میں اس کتاب کے ابتدائی حروف لکھ دیئے ہیں جس سے یہ نقل لی گئی ہے۔ تبصرہ میں ایک سو پانچ کرامات بہ تفصیل ذیل درج کئے گئے ہیں۔ اور ایک خاتمہ جس میں آپ کا نام آپ کی لکھی ہوئی کتابوں کے نام، کنیت، لقب اور خطاب آپ کے والد اور آپ کی والدہ کا نام، پیدائش، ارادت، خلافت، سجادگی، عمر، تصانیف، وفات قبر، نسب، خلفا، مریدان کامل، وصیت، نقش، خاتمہ، حلیہ، حصار اور بعض اوراد کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ کتاب سنہ ۹۸۱ ہجری میں لکھی گئی۔ اگر کبھی کوئی صاحب دل ان خوارقات کے ملفوظات کے کلمات کرامات کے مطالعہ سے

Marfat.com

بندگی میاں، قطب جہاں، ولی زماں است
و کمترین معتقدان درگاہ مرشدِ مرشدان،
پیوند دلِ شکستگان است، و مشتمیر و مولف این
جواہر آبدار و زواہر نامدار است، بندۂ بندگان
دربار حضرت عالی جاہ، و غلام غلامان دربان
بلند پناہ، من اللہ بن علی اللہ محمدؐ
الحسینی رزقہ اللہ المحبت والمعرفتہ
نظرے افتد، آئینہ دل مکدر بدان متجلی شود
و جمال صورتِ معشوق در آں آئینہ مشاہد
گردد۔ بشفقت عام و کرم تام خویش
بندگی میاں، فرد آوان، حضرت
والدی و مرشدی حرفاً بعد حرفٍ، و ورقاً
بعد ورقٍ و جزءاً بعد جزءٍ بنظر مبارک
مشرف کردہ۔ و اگر جائے بحکم بشریت سہوے
واقع شدہ بود، آں را بدست مبارک
اصلاح آوردہ، ایں کتاب را بہ تبصرۃ
الخوارقات نام نہادہ۔ حق تعالیٰ
سایۂ بندگی میاں بر سرِ ما و بر سرِ طالبان بیت:
ز مسترشدانش کمینہ منم
ز مستا لغانش کمینہ منم
ازلاً و ابداً بخاک قدم روشن گرداند، واللہ
الموفق والمستعان و علیہ التوکل والتکلان،
(۱) نقل است (مس) کہ خواجہ احمد دبیر
و قاضی راجا پیش حضرت سلطان العاشقین،
رحمۃ للعالمین، منتخبۂ عرفان السالکین الواصلین،

مشرف ہو تو شاید غنی اور قوی خدا کے حقیر فقیر
بندگی میاں، قطب جہاں اور ولی زماں کے
خدمت گاروں میں سب سے کمترین، ٹوٹے دلوں
کو جوڑنے والے مرشدوں کے مرشد کی درگاہ کے سب سے
ادنیٰ معتقدان جواہر آبدار اور زواہر نامدار کے مؤلف،
دربار حضرت عالی جاہ کے بندوں کے بندے اونچی بارگاہ کے
دربان کے غلاموں کے غلام من اللہ بن علی اللہ محمد الحسینی
(اللہ اس کے جذبۂ محبت اور اس کی معرفت میں
اضافہ فرمائے) پر ایک نظر پڑ جائے۔ اس کا مکدر دل اس
سے روشن ہو جائے۔ معشوق کے جمال کی صورت اس
آئینہ میں نظر آئے۔ اپنی شفقت عام اور کرم تام سے
کام لے کر زمانے میں یکتا میرے والد اور میرے مرشد
حضرت بندگی میاں نے اس کتاب کا ایک ایک حرف،
ایک ایک ورق اور ایک ایک جز ملاحظہ فرمایا ہے۔
اگر بشری تقاضے سے کہیں غلطی ہو گئی تو اسے اپنے
دستِ مبارک سے درست فرمایا ہے۔ اور اس کتاب
کا نام تبصرۃ الخوارقات رکھا ہے۔ حق تعالیٰ بندگی میاں
کو ہم طالبوں (ان کے مریدوں اور استعانت چاہنے
والوں میں سب سے کمینہ میں ہوں) کے سروں پر باقی
اور پائندہ رکھے اور ان کے غلاموں کے غلام کی آنکھیں
دن رات اور ہمیشہ ہمیشہ ان کے قدموں کی خاک سے
روشن ہوتی رہیں۔ واللہ الموفق والمستعان
علیہ التوکل والتکلان۔
(۱) نقل ہے (مس) کہ خواجہ احمد دبیر اور قاضی راجا
نے عاشقوں کے سلطان، رحمت عالم، عارفوں، سالکوں

Marfat.com

قطب الملکوت، غوث الاہوت والجبروت
سلطان العرفا، برہان الاصفیا، وتاج الاولیاء،
ہم سر انبیا، سرورِ عالمیان، مرشد جہانیان، پیر
ہر پیر و جوان، خدابین، خدانما، قطب الصمدانی،
شفیع الزمانی، سرو چمن اولیای تحت قبائی
لا یعرفہم غیری، خورشید سپہر کُنت کنزاً مخفیاً
فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لا
عرف، نہنگ دریائے احدیت، پلنگ صحرائے
صمدیت، شیر بیشۂ ربوبیت، سیمرغ قلۂ الوہیت
ہم دم نبی، ہم قدم وصی، ہم راز مصطفیٰ، ہم راز
مرتضیٰ، قطب الاقطاب، غوث الملکوت والابدال
والاوتاد، عاشق شہباز، عارف سرفراز،
الجامع الحقیقۃ والمجاز، قطب اہل راز و نیاز،
بلند پرواز، آگاہ سرفراز، از ہمہ ممتاز، صدر الدین
ابوالفتح، الولی الاکبر الصادق، جعفر الثانی، سید
السادات، صاحب الکشف والکرامات، سلطان
الاولیا، حضرت میراں سید محمد الحسنی والحسینی،
گیسو دراز رضی اللہ عنہ وارضاہ، عرضداشت
نمودند کہ لقب حضرت مرشدی بہ صدر الدین
چہ سبب است، سلطان العاشقین، زبدۂ
آل رسول رب العالمین درج دہان را بلولوء
آبدار حقیقت بیان را از مرجان تابدار بر
گشادہ، و تیغ زبان را کہ کلید قفل اسرار ہاست
از نیام برکشیدہ، فرمودند کہ یک روز چند مریدان
حضرت شیخی و مرشدی نصیر الدین محمود

اور واصلوں میں منتخب، قطب ملکوت، غوث
لاہوت وجبروت، عارفوں کے سلطان، اصفیا
کے برہان، اولیا کے تاج، انبیا کے ہم سر، دنیا
والوں کے سردار اور مرشد، ہر بوڑھے اور جوان
کے پیر، خدابیں، خدانما، قطب الصمدانی، "میرے
اولیا میرے دامن میں ہیں، ان کو میرے سوا کوئی
نہیں جانتا" کہنے والے کے چمن کے سرو، "میں
ایک چھپا ہوا خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں،
پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا" ارشاد فرمانے والے
کے آسمان کے سورج، دریائے احدیت کے نہنگ،
صمدیت کے صحرا کے پلنگ، ربوبیت کے جنگل کے
شیر، الوہیت کی چوٹی کے سیمرغ، نبی کے ہم دم،
وصی کے ہم قدم، مصطفیٰ کے ہم راز، مرتضیٰ کے ہم سر
قطبوں کے قطب، ملکوت، ابدال اور اوتاد کے
غوث، شہباز عاشق، سرفراز عارف، حقیقت
اور مجاز کے جامع، راز و نیاز سے آگاہ، بلند
پروازوں کے قطب، آگاہی سے سرفراز، سب سے
ممتاز صدر الدین، ولی اکبر الصادق، جعفر ثانی،
سید السادات، صاحب کشف و کرامات، سلطان
اولیا، حضرت میراں سید محمد الحسنی الحسینی،
گیسو دراز سے عرض کی حضرت کا لقب صدر الدین
کیوں ہے؟ عاشقوں کے سلطان اور زبدہ آل
رسول رب العالمین نے حقیقت بیان کے لیے
اپنے دہن مبارک کے خزانے کے آبدار موتی اور
تابدار مرجان بکھیرے۔ زبان کی تلوار جو رازوں

Marfat.com

اودھی کہ کاملان و عالمان و عاشقان و صادقان
بودند، موصوف بموت معنوی گشتہ بودند موتوا
قبل ان تموتوا نقد وقت ایشان شدہ بود
و از ہمہ حظوظ و لذات بیرون افتادہ بودند
پیش حضرت شیخ بصورت عرضداشت پرسیدند
سید محمد بن سید یوسف را بر بالادست ما نشانیدن
چہ معنی دارد؟ حضرت شیخ فرمودند کہ شما پیش از صبح بیایید
جواب خواہم گفت۔ ایشان پیش از صبح بر حضرت شیخ آمدند
حضرت شیخ فرمودند کہ ہر ہمہ مراقبہ شوید۔ در مراقبہ شدند۔
فرمودند کہ ببینید مرتبہ سید محمد۔ ایشان دیدند کہ سید محمد
بر کنگرۂ عرش طواف می کند و جولان گری می
نماید۔ ہر ہمہ متحیر و حیران ماندند۔ حضرت شیخ
فرمودند کہ مرتبہ سید محمد ازیں بالاتر است۔ ایشان
را شوق بے حد است و اشتیاق بے عد درونے
نمود کہ آں ہم ببینیم۔ ایشان باز صورت حال
بموقف عرض رسانیدند تا آں ہم بتائید آخر الامر
دیدند کہ بالائے عرش یک محل است چنیں چناں
و در آں محل صدر ہا گسترانیدہ اند۔ و بالائے صدر
یک صورت نشستہ است چنیں و چناں مصرع
کہ شرمندہ از طلعتش مہر و ماہ۔ و بر زیر دست
آں صورت ارواح ہمہ اولیا نشستہ اند۔ و
در آں محل حضرت رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہم ہستند۔ آخر ملا سکان
پیش حضرت رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وسلم خبر آوردند کہ سید محمد

کے قفل کی کنجی ہے، نیام سے باہر نکالی اور فرمایا
کہ ایک روز میرے شیخ اور میرے مرشد شیخ
نصیر الدین محمود اودھی سے ان کے چند مریدوں نے
جو کاملوں، عالموں، عاشقوں اور صادقوں میں
تھے اور "مر جاؤ تم مرنے سے پہلے" کے قول کے مطابق
ان کی موت ہو چکی تھی، اور دنیا کی تمام لذتوں اور
مزوں سے وہ باہر ہو چکے تھے، عرضداشت کی صورت
میں پوچھا کہ آپ سید محمد ابن سید یوسف کو ہم سب کے
اوپر بٹھاتے ہیں۔ اس کے کیا معنی ہیں؟ حضرت
شیخ نے فرمایا کہ تم صبح ہونے سے پہلے آجاؤ، تمہارے
اس سوال کا جواب دوں گا۔ یہ لوگ صبح ہونے سے
پہلے حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت شیخ
نے فرمایا کہ تم سب مراقبہ کرو۔ تمام نے مراقبہ کیا۔ فرمایا
کہ سید محمد کا مرتبہ دیکھو۔ انھوں نے دیکھا کہ سید محمد عرش
کے کنگورے کا طواف کرتا ہے۔ اور تیزی سے گھوم رہا
ہے۔ یہ دیکھ کر سب حیران رہ گئے۔ حضرت شیخ نے فرمایا
کہ سید محمد کا مرتبہ اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ انھیں بے حد
شوق اور انتہا سے زیادہ اشتیاق ہوا کہ اسے بھی دیکھیں
اور یہ صورت حال عرض کی آخرکار آپ کی تائید
سے دیکھا کہ عرش کے اوپر ایک محل ہے۔ ایسا اور ویسا۔
اس محل میں صدر بچھائی گئی ہے۔ صدر کے اوپر ایک
صورت بیٹھی ہے۔ ایسی اور ویسی۔ اس کے چہرے
کے آگے چاند اور سورج بھی شرمائیں۔ اس
صورت کے نیچے تمام اولیاء کی روحیں بیٹھی ہوئی ہیں۔
اس محل میں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما

Marfat.com

آمده است۔ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم طلبید و بشارت بہ بالائے دست آں صورت نمودہ فرمودند کہ بنشیں۔ سید محمد گفت، ایں دین است۔ ہمہ ارواح اولیا بہ زیر دست ایں نشستہ، من بالائے دست چوں نشینم؟ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم خود از دست مبارک گرفتہ بالائے دست او نشانیدند و فرمودند کہ ایں است تو صدر دین و قوام دین است۔ دین تو است۔ ہمہ ارواح اولیا ایستادہ بہ سید محمد دست بوسی کردند و مرحبا گفتند۔ ایشاں را بعد ایں مشاہدہ کما حقہ اعتقاد بر من شدہ۔ بعدہ فرمودند، از آں وقت تا ہنوز نہ لقب من بہ ہفت طبق آسماں و عرش میاں ملایکاں مشہور بہ صدر الدین است و در جہاں بہ گیسو دراز است۔

ہیں۔ اتنے میں فرشتوں نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں عرض کیا، سید محمد آیا ہے۔ آپ نے طلب فرمایا اور اس صورت کے ہاتھ کے اوپر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد ہوا کہ بیٹھ۔ سید محمد نے کہا یہ دین ہے، تمام کی روحیں اس کے ہاتھ کے نیچے بیٹھی ہیں۔ میں اس کے ہاتھ کے اوپر کیسے بیٹھوں؟ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھ سے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس صورت کے ہاتھ کے اوپر بٹھا دیا۔ اور فرمایا کہ یہ دین ہے اور تو صدر دین اور قوام دین ہے۔ دین تو ہے۔ تمام اولیاء کی روحیں کھڑی ہوگئیں۔ اور سید محمد کی دست بوسی کی۔ اور مرحبا کہا۔ اس مشاہدے کے بعد ان لوگوں کا مجھ پر کما حقہ اعتقاد ہوا۔ اس کے بعد فرمایا کہ اس وقت سے اب تک میرا لقب آسمان کے سات طبقوں، عرش اور فرشتوں میں صدر الدین اور زمین پر گیسو دراز مشہور ہے۔

(٢) نقل است (مس) کہ باز خواجہ احمد دبیر و قاضی راجا پیش سرور عاشقاں، سلطان السالکاں، امام المستغرقین، ہمام المتصدقین، تاج العارفین، رئیس المعشوقین، راس المحققین، سید المحبوبین، غواص دریائے قدم، حاضر بحضوری دم بہ دم، قرۃ عین محمدیؐ، نور عین علیؓ، نایب مناب نبیؐ، قایم مقام وصیؓ، کعبہ صوفیان باصفا، صاحب اسرار مصطفےٰؐ، ہو المرشد فی العموم حضرت

(٢) نقل ہے (مس) پھر خواجہ احمد دبیر اور قاضی راجا نے عاشقوں کے سرور، سالکوں کے سلطان، مستغرقوں کے امام، متصدقوں کے ہمام، عارفوں کے تاج، معشوقوں کے رئیس، محققوں کے سردار، محبوبوں کے سید، دریائے قدم کے غواص، محضر دم بہ دم کے حاضر، قرۃ عین محمدیؐ، نور عین علیؓ، نایب مناب نبیؐ، قایم مقام وصیؓ، باصفا صوفیوں کے کعبہ، صاحب اسرار مصطفےٰؐ، سب کے مرشد، حضرت

Marfat.com

بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ عرضداشت نمودند
کہ سبب ملقب حضرت مرشدی بہ گیسو دراز چہ
بود؟ فرمودند کہ برائے ارادت حضرت شیخیؒ و
مرشدی خواجہ محمود اودھی رفتہ بودم حضرت
شیخ بر بالائے بام بودند۔ خادم را فرمودند کہ
سید محمد را طلب۔ خادم آمدہ گفت، سید محمد
کیست۔ دو سہ کس کہ بنام سید محمد نشستہ
بودند، خادم حیران شد کہ کرا طلبم۔ مارا اگرچہ
معلوم بود کہ خادم حیران شدہ پیش حضرت
شیخ خواہد رفت۔ و ایں ہم معلوم بود ملقب
بہ ایں لقب خواہم شد۔ امامن ہم جوابے
دادم تا حمل برے ادبی نشود۔ خادم باز گشت
پیش حضرت شیخ گزرانید کہ دو سہ کس بنام
سید محمد نشستہ اند، کرا طلبم؟ حضرت شیخ فرمودند
کہ سید محمد گیسو دراز را طلب۔ خادم آمدہ
بنام سید محمد گیسو دراز مارا طلبیدہ برد۔ ازاں
وقت لقب من بہ گیسو دراز شد۔

بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ کے
گیسو دراز لقب کی کیا وجہ ہے۔ فرمایا کہ ایک بار
میں اپنے شیخ اور مرشد حضرت خواجہ محمود اودھی
سے ملنے گیا۔ حضرت شیخ کوٹھے پر تشریف فرما تھے۔
خادم سے فرمایا کہ سید محمد کو بلا۔ خادم آیا اور
اس نے پوچھا کہ سید محمد کون ہے؟ سید محمد نام کے
دو تین آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ ہر ایک نے
جواب دیا۔ خادم حیران ہوا کہ کس کو بلائے۔ اگرچہ
ہم کو معلوم تھا کہ خادم حیران ہو کر حضرت شیخ
کے پاس جائے گا اور یہ بھی معلوم تھا کہ میں اس
لقب سے ملقب ہوں گا۔ اس کے باوجود میں نے
بھی جواب دیا تاکہ بے ادبی نہ سمجھی جائے۔ خادم
لوٹ گیا اور حضرت شیخ سے عرض کیا کہ سید محمد نام
کے دو تین آدمی بیٹھے ہیں، کس کو بلاؤں؟ حضرت
شیخ نے فرمایا کہ سید محمد گیسو دراز کو بلا۔ اس وقت
سے میرا لقب گیسو دراز ہو گیا۔

(۳) نقل است (جوا) کہ حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ را یارے بود۔ او را درویشے
یک جیتیل دادہ بود کہ اصلا کیسۂ تو خالی نشود۔
یکباری انچہ در کیسۂ او بود حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ ستدند و فرمودند بنشیں پیش
من چگونہ پُر خواہد شد۔ ناگاہ شخصے معتقد آں
یار پیدا شد۔ پائے بوسید و پنج تنکۂ زر
پیش نہاد۔

(۳) نقل ہے (جوا) کہ حضرت مخدوم رضی
اللہ عنہ کا ایک مرید تھا۔ ایک درویش نے اسے
ایک جیتیل (اس دور کا ایک سکہ، پیسہ) یہ کہہ کر دیا
تھا کہ تیری تھیلی کبھی خالی نہ رہے۔ ایک بار حضرت
مخدوم ؓ نے جو کچھ اس تھیلی میں تھا لے لیا اور فرمایا
بیٹھو اور دیکھو میں اسے کس طرح بھرتا ہوں۔ یکایک
اس مرید کا ایک معتقد آیا۔ اس کے پاؤں کو بوسہ دیا اور پانچ
تنکے (اس دور کا ایک سکہ، روپیہ) بطور نذر پیش کئے۔

Marfat.com

(۴) نقل است (جوا) کہ در ابتدا احوال
والدۂ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ پیوند
بحضرت شیخ نصیر الدین نہ کردہ بودند، اصلا بصوم
دوام و طے و بیدار شدن بہ یک ساعت راضی
نبودند۔ تا آنکہ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ
گلہ پیش حضرت شیخ کردند۔ حضرت شیخ مصلا بدست
حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ داد و برادر فرستادند۔
حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ بوالدہ گفتہ، مصلا بدستش دادند
والدۂ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ ہائے، ہائے
بگریست و گفت، می دانم حضرت شیخ مصلا
برائے آں فرستادہ است تا من ترک تو
بگیرم۔ اکنوں من ترا نہ نجانم۔ ہر چہ شیخ فرماید
تو دانی بکن۔ باایں ہم خالی از مزاحمت نبودند۔
تا آنکہ حضرت شیخ در پردہ شدند۔ سالہا
والدۂ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ بہ تجسس حال
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ بودند و معتقد حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ نبودند۔ بعضے اوقات گفتندے
کہ من شنیدہ ام از والد تو و از صوفیان دیگر
کہ یاران بندگی شیخ الاسلام نظام الدین بودند،
می گفتند کہ درویشاں ایں چنیں باشند کہ در
دوکان بنگ فروش بروند۔ چوں ایں بخورند
تا خلق داند کہ بنگ خورند کسے بر
ایشاں نیاید۔ ایشاں بخدائے خویش
بفراغ دل مشغول باشند۔ و بعد
چند روز یک مشتی نخود بخورند۔ آخر و قانع

(۴) نقل ہے (جوا) کہ ابتدا میں حضرت بندگی
مخدوم رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت شیخ نصیر الدین
سے آپ کے رابطہ کو پسند نہ کرتی تھیں اور
آپ کے صوم دوام اور طے اور ایک گھڑی
رات سے بیدار رہنے پر بالکل راضی نہ
تھیں۔ یہاں تک کہ حضرت مخدوم نے حضرت شیخ
کے آگے اس کا گلہ کیا۔ حضرت شیخ نے حضرت بندگی
مخدوم کے ہاتھ ایک مصلا آپ کی والدہ کے پاس بھیجا۔
حضرت نے والدہ سے عرض کیا اور مصلا ان کے
ہاتھ میں دے دیا۔ آپ کی والدہ ہائے، ہائے
کہہ کر رونے لگیں۔ اور کہا میں جانتی ہوں کہ حضرت
شیخ نے مصلا اس لیے بھیجا ہے تاکہ میں تجھے
چھوڑ دوں۔ اب میں تیرا دل نہ دکھاؤں گی۔
جو کچھ شیخ فرمائیں، اس پر سمجھ کر عمل کر۔
اس کے باوجود وہ مزاحمت سے باز نہ آئیں۔
یہاں تک کہ حضرت شیخ کا انتقال ہو گیا۔ کئی
سال تک وہ آپ کے احوال کی ٹوہ میں رہیں اور
آپ کی معتقد نہ ہوئیں۔ کبھی کہتیں کہ میں نے تمہارے
والد اور دوسرے صوفیوں سے سنا ہے کہ حضرت
بندگی شیخ الاسلام نظام الدین کے مرید کہتے تھے کہ
درویش ایسے ہوتے ہیں جو بھنگ فروش کی دوکان
پر جائیں، بھنگ پئیں، تاکہ لوگوں کو معلوم
ہو کہ یہ بھنگ پینے والے ہیں اور کوئی ان کا پیچھا
نہ کرے۔ اور وہ اطمینان کے ساتھ اپنے خدا سے
رجوع رہیں۔ چند روز کے بعد مٹھی بھر چنے کھائیں آخر کار

Marfat.com

یعنی کہ از خانہ زاد بعضے از آں جملہ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ خبر داند۔ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ را دیوانہ گفتند۔ چوں ہماں پیش آمد اعتقاد کردندے و گفتندے ہر کہ گفت تو نشنود و ہر زن داند او چنیں و چناں از آں ہفت طشت خانہ بخورد۔ تو زادۂ منی۔ از اول حال تا ہفتاد سال قریب معائنہ کردم۔ از انچہ از شیخ فرید الدین و از شیخ نظام الدین و شیخ نصیر الدین شنیدہ ام از تو ہماں دیدہ شدم۔ ہر کہ ترا دید ایشاں را دید۔ بعد ازاں بر نہالچۂ خود نہ نشستے دور سر آں کھٹ بعد آمدن حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ نماندے۔ آں گزاشتہ نہالچۂ خویش پیش حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ فراز کردے۔ خود گوشہ گرفتے و نشستے۔

(۵) نقل است (جوا) چوں روز استفتاح بود۔ جوگی جوان موازنہ سی سال پیش حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ آمدہ نشست روز استفتاح البتہ بجہت تجدید بیعت و ملاقات خلق ہجوم بسیار بودہ است۔ گفت من از دور بخدمت آمدہ ام۔ سخن دارم۔ اگر خلوت شود عرض دارم۔ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ مولانا خضر خادم را گفتند، آنکہ تجدید بیعت کردہ ام و بجہت دوگانہ بیروں رفتہ اند ہم ایشاں را برار۔ و باقی خلق را برار، ایشاں را آوردند۔

میں نے کسی خانہ زاد کو اپنے احوال کچھ کچھ بتائے اس نے مجھے دیوانہ کہا۔ وہی دیوانہ ہو گیا۔ پھر آپ کی والدہ آپ کی معتقد ہو گئیں۔ اور کہا کہ جو تیری بات نہ مانے اور اسے بکواس جانے وہ ایسی اور ایسی مصیبتوں میں مبتلا ہو۔ تو میرا جنا ہے۔ ابتدا سے لے کر سات سال تک میں قریب سے دیکھا ہے۔ جو کچھ میں نے شیخ فرید الدین شیخ نظام الدین اور شیخ نصیر الدین کے بارے میں سنا ہے وہ سب باتیں میں نے تجھ میں دیکھی ہیں۔ جس کسی نے تجھے دیکھا، اس نے ان لوگوں کو دیکھا۔ اس کے بعد وہ پھر کبھی اپنے نہالچے پر نہ بیٹھیں۔ حضرت بندگی مخدومؒ کے آنے پہ کبھی اپنے پلنگ پر نہ رہتیں، پلنگ چھوڑ کر آپ کے لیے اپنا نہالچہ بچھا دیتیں اور خود کسی گوشے میں ہو جاتیں اور کبھی نہ بیٹھتیں۔

(۵) نقل ہے (جوا) کہ استفتاح کا دن تھا۔ ایک جوگی جس کی عمر تیس سال کے قریب ہو گی، حضرت مخدومؒ کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ استفتاح کا دن تھا اس لیے تجدید بیعت اور ملاقات کے لیے مخلوق کا بہت ہجوم تھا۔ جوگی نے آپ سے کہا میں بہت دور سے آیا ہوں۔ اگر خلوت ہو جائے تو ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ حضرت بندگی مخدومؒ نے اپنے خادم مولانا خضر سے فرمایا کہ جن لوگوں کی بیعت کی تجدید ہو گئی ہے کر دی ہے، اور دو رکعت نماز پڑھنے کے لیے

Marfat.com

سخن با ہر کس فرمودند۔ ایشاں معذرت کردند۔ آغاز کرد کہ من مخصوص بر شما از زمین دور آمدہ ام سخن دارم۔ فرمودند چہ مقصود است، بگو۔ گفت، مارا چیزے پیر ما دادہ بود۔ وگفتہ کہ مرد را بدہی۔ پرسیدم، مرد کرا گویند۔ آنکہ ازاں حظ نگیرد۔ بسے تفحص کردم۔ مرد جز شما نیافتم آمدم تا فرمان پیری آرم۔ انچہ با خود دارم شمارا بدہم۔ فرمودند بارے بدانم چیست؟ گفت، رساین، یعنی کیمیائی۔ اینچنیں نیست کہ پیش تو ایں دم چیزے بطلبم و مسوزم و راست کنم۔ چیزے موجود در زنبیل من است۔ اشارت شود بکشم و پیش شما بدارم۔ و پیش حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ از ہر جنس خوردہ افتادہ بود نیم تنکہ، ودہ گانی و تنکہ نقرہ وغیرہ آں فرمودند، کیمیائے من ہمیں است۔ مرا دگر حاجت نیست گفت می دانم شمارا چہ کار آید۔ اما فقیری دیلونی الواحاجتیاں را بدہی۔ او را کار آید۔ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند آں را کہ خدا بدہاند بدہم و یا ہر جا کہ خوش آید بغیر اذن او بدہم؟ گفت، آں را کہ خدا بدہاند، بدہ۔ فرمودند، ایشاں بندگان خدا اند۔ از من بر ایشاں رحیم است می تواند کہ بغیر من ایشاں را رساند۔ و مہم ایشاں کفایت کند۔ من درمیاں چہ فضولی کنم گفت ہیلہ علم چرا بداست۔ فرمودند نیکو می گوئی میاں مانیست کہ ہر کہ ازیں جہاں فقر و تہی دست رود

باہر چلے گئے ہیں انھیں بھی بلا لاؤ۔ وہ باقی لوگوں کو بھی ان کے گھروں سے بلا لائے۔ آپ نے ان سب سے بات کی، پھر ان سے معذرت چاہی۔ خلوت ہو گئی۔ جوگی نے کہا میں صرف آپ کے لیے اتنی دور سے آیا ہوں۔ آپ سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ فرمایا جو کچھ کہنا چاہتے ہو کہو۔ کہا ہم کو ہمارے گرو نے ایک چیز دی تھی اور کہا تھا کہ یہ چیز کسی مرد ہی کو دینا۔ میں نے گرو سے پوچھا کہ مرد کس کو کہتے ہیں۔ کہا مرد وہ ہے جو اس چیز سے لذت گیر نہ ہو۔ میں نے بہت ڈھونڈا آپ کے سوا کسی کو مرد نہ پایا۔ اب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں تاکہ اپنے گرو کے حکم کی تعمیل کروں اور جو کچھ اپنے پاس رکھتا ہوں آپ کو دے دوں۔ آپ نے فرمایا آخر مجھے معلوم بھی تو ہو کہ وہ کیا چیز ہے۔ کہا رساین یعنی کیمیا۔ یہ ایسی چیز نہیں کہ آپ کے سامنے اسی وقت کوئی چیز طلب کروں، اسے جلاؤں اور وہ چیز تیار کروں۔ وہ چیز میری زنبیل میں موجود ہے۔ حکم ہو تو اسے نکالوں اور آپ کی خدمت میں پیش کر دوں۔ حضرت بندگی مخدومؒ کے آگے ہر قسم کی ریزگاری پڑی ہوئی تھی، نیم تنکہ، دہ گانی، اور چاندی کے تنکے۔ فرمایا کہ میری کیمیا یہی ہے مجھے کسی اور چیز کی حاجت نہیں۔ کہا، میں جانتا ہوں یہ چیز آپ کے کیا کام آئے گی لیکن کسی فقیر اور حاجتمند کو دیجیے۔ ان کے کام آئے گی۔ فرمایا خدا جن کو دینا چاہے ان کو

Marfat.com

اورا در فردائے قیامت عند اللہ جاہے و جلالتے و منزلتے عظیم باشد۔ و آں را کہ ایں علم باشد ہرگز دست او خالی نبود۔ دل او مالا مال بجاں باشد۔ و او فقیر نشود۔ دل او تاریک گردد۔ و درونہ مغشوش و مکدر باشد کہ ہیچ وقتے بکار نباید۔ خود را از آں چناں دولت محروم کنم و ہیچ ازیں برنخورم، فایدہ چیست؟ یکے دیگر با او بود۔ گفت، می گفتم کہ ایں مرد است۔ ہیچ قبول نخواہد کرد۔ باز گفت، چیزی دیگر دارم آں بستاں۔ فرمودند، آں چیست؟ گفت، در شہر قتال خواہد شد و بلاہاء عظیم خواہد فتاد۔ ترا چیزے بگویم تو بدآں رہ نمائی دشمن ترا نیابد کہ بتو نکبتے رساند۔ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند، آمدہ را دفع کند یا نہ آمدہ را؟ گفت، نہ آمدہ را۔ فرمودند، آمدہ نہ آمدہ است، برای ایں خیرچہ بلا بر خود گیرم، مرا چہ نفع کند؟ آں روز کہ اجل رسد لبہر درد یا شکم درد میرم۔ پس فایدہ من ازیں چیست؟ گفت، من آمدہ شرمندہ می شوم از من چیزے بستاں۔ و گفت، سرمہ دارم آں را در چشم کشی۔ در نظر غایب شوی ترا معتقدا بسیار اند۔ اگر آں سرمہ در چشم کشی، میان ایشاں در آی، ایشاں ترا نہ بینند و تو جملہ حکایت ایشاں بشنوی۔ بہ ایشاں بگوئی، سخت معتقد شوند۔ کار تو بیشتر شود۔ رہ سلوک مسلوک گردد فرمودند

دوں یا اس کی مرضی کے بغیر دوں۔ جوگی نے کہا خدا جن کو دینا چاہے ان کو دیجئے۔ فرمایا، یہ لوگ خدا کے بندے ہیں۔ خدا ان پر مجھ سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ میرے بغیر بھی ان کو دیتا ہے اور ان کی مشکلوں کو آسان کرتا ہے۔ میں درمیان میں یہ فضول کام کیوں کروں۔ کہا، علم کے تحفے میں کیا برائی ہے؟ فرمایا، تم ٹھیک کہتے ہو لیکن ہمارے یہاں یہ ہے کہ جو کوئی بھی اس دنیا سے فقیر اور خالی ہاتھ جائے گا، کل قیامت کے روز اللہ کے پاس اس کی شان، اور مرتبہ اور منزلت بہت بڑی ہوگی جس کے پاس یہ علم ہوگا اس کا ہاتھ ہرگز خالی نہ ہوگا۔ وہ مالا مال رہے گا اور فقیر نہ ہوگا۔ اس کا دل تاریک ہو جائے گا۔ اس کا باطن میلا اور مکدر ہوگا۔ اور کسی وقت وہ اس کے کام نہ آئے گا۔ پھر بتاؤ، ایسی دولت سے اپنے آپ کو محروم کروں اور اس سے کچھ حاصل نہ کروں، اس سے کیا فائدہ ہے۔

ایک اور آدمی اس جوگی کے ساتھ تھا۔ اس نے کہا میں نہ کہتا تھا کہ یہ مرد ہے۔ کوئی چیز قبول نہ کرے گا۔ اس کے بعد جوگی نے کہا کہ شہر میں قتل و غارت گری کا ہنگامہ برپا ہونے والا ہے اور بڑی مصیبت آنے والی ہے۔ آپ کو ایک چیز بتاتا ہوں آپ سمجھ لیجیے۔ اس سے آپ کے دشمن آپ تک نہ پہنچ سکیں گے اور آپ کو کسی طرح کا نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ حضرت بندگی مخدوم نے فرمایا کہ یہ چیز آئے ہوئی بلا کو ٹالے گی یا نہ آئی ہوئی کو

Marfat.com

نیکو گوئی ما ایں چنیں کسے را بھاند و نا میمیم۔ اما میاں ما قانو نست کہ اگر بخواہیم بر حکایت کسے اطلاع یا بیم بدل خویش باز آئیم۔ ہر چہ دل ما گوید ہماں بکنیم۔ وہماں باشد کہ دل گفتہ باشد گفت ہلہ ایں قبول کن۔ وگرنہ من خجل شدہ باز می روم۔ بر شما جواری و عورتاں اند۔ اگر چیزے برائے امساک بستانی ایشاں را حظے باشد۔ فرمودند آنکہ چندیں سال تن خویش را کسب کرد، او را صاف کرد، تزکیہ داد، ایں قدر دست گرد او بماندام خود نہ شد کہ انچہ خواہد بدارد و انچہ نخواہد بگذارد؟ درین سخن ماند۔ دوم بار یار او آغاز کرد نمی گفتم [illegible] است، از ما ہیچ قبول نمی کند و نخواہد کرد [illegible] گفت شما شب تنہا می باشید۔ وقت خود دروں می برید۔ ایں قدر باشد کہ وقت خود بیاید۔ خود فراز شود۔ وخود دروں رود۔ فرمودند درویش و منقطع، واہلِ دل را با ہجوم زیاں کار است یا سود مند؟ گفت زیانِ کار۔ فرمودند، دیدی ہجوم ہا کہ بر در است؟ گفت، دیدم بسیار خلق پیش در نشستہ اند۔ فرمودند، ایشاں ایں نہ دیدہ اند کہ وقت خود می آید و خود می رود۔ با ایں ہم ایں ہجوم است۔ اگر بدانند بداں معنی را ام آس زدن دشوار شود۔ آنکہ چرا آں کنم کہ انچہ زیاں کار من باشد زیادہ شود۔ او شکستہ دل شد۔ آغاز کرد کہ شنو، از دور آمدہ ام۔ خجل شدہ مے روم۔ از آں ما ہیچ قبول نکردی فرمودند

کہا نہ آئی ہوئی کو ٹلے گی۔ فرمایا جو بلا نہ آئی ہو اس کے لیے یہ بلا کیوں مول لوں۔ اس سے مجھے کیا فائدہ ہوگا۔ جس دن موت آئے گی۔ سر کے درد یا پیٹ کے درد سے مر جاؤں گا۔ پھر اس سے میرا کیا فائدہ ہوگا۔

جوگی نے کہا میں آیا ہوں، آپ میری کوئی چیز قبول نہیں کرتے۔ شرمندہ ہوتا ہوں مجھ سے کچھ تو لیجئے۔ پھر کہا، میرے پاس ایک سُرمہ ہے۔ اگر آپ اسے آنکھوں میں لگالیں تو لوگوں کی نظر سے غائب ہو جائیں گے۔ آپ کے معتقد بہت ہیں۔ اگر آپ آنکھوں میں یہ سُرمہ لگا کے ان کے درمیان آئیں تو یہ لوگ تو آپ کو نہ دیکھ سکیں گے لیکن آپ ان کی ساری باتیں سُن سکیں گے۔ اگر آپ یہی باتیں بعد میں ان سے کہیں تو آپ کے بہت زیادہ معتقد ہو جائیں گے۔ آپ کا کاروبار اور بڑھے گا۔ سلوک کا راستہ طے ہوگا۔ حضرت مخدومؒ نے فرمایا تم ٹھیک کہتے ہو۔ ہم ایسے شخص کو بھانڈ کہتے ہیں۔ ہمارے درمیان قانون ہے کہ اگر ہم چاہیں تو کسی کی باتیں معلوم کرلیں۔ اپنے دل کی طرف رجوع کریں اور جو کچھ ہمارا دل کہے وہی کریں۔ وہی ہوتا ہے جو دل کہتا ہے۔ پھر جوگی نے کہا یہ تحفہ قبول کیجئے، ورنہ میں تو شرمندہ ہی جاتا ہوں۔ آپ کی لونڈیاں اور عورتیں تو ہوں گی۔ اگر امساک کے لیے کوئی چیز لیجئے تو ان سے بڑی لذت ملے گی۔ حضرت مخدومؒ نے

Marfat.com

چرا خجل شوی؟ ہرچہ گفتی، ہمہ نیکو گفتی۔ اما آنچہ
مرا بکار نیاید برائے آں دست فراز نہ کنم۔ دانی
چہ کار آید۔ بر دست او چیزے خردہ داوند۔
گفت، مارا بدیں چیز احتیاج نیست۔ فرمودند،
می دانم۔ اما از آں ماست۔ بستان بستدو
آں را در گرہ بست۔ بعد ازاں یک انار بدست
او دادند بہ تبرک بستد و گفت، ایں را من تمام
خواہم خورد۔ بر سر و چشم داشت۔ و آں را در بغل
محکم گرفت۔ پیشانی بر آستان در نہاد۔ و آں
گچی شکستہ بود۔ پیشانی سود و بہ بہائے گریست
و وداع کرد۔ قدرے دور رفت، و باز گشت۔
و گفت، من خجل شدہ می روم۔ از آں ما قبول
نکردی۔ از دور آمدہ بودم۔ مخصوص بر تو آمدہ
بودم۔ فرمودند، سلامت برو۔ آنچہ مرا بر آں احتیاج
نباشد بر خود نگیرم۔ رفت، باز آمد۔ گفت، یکباری
ہم بر تو خواہم آمد۔ گفتند، بیای۔ باز قدرے
زمیں رفت۔ باز آمد۔ گفت، نام من یاد داری؟
گفتند، نام تو چیست؟ گفت، بارکندائی۔
اگر از کسے ایں نام من بشنوی، بدآں آں
منم۔ از آں وقت باز نیامدہ۔

میاں جوگیاں بارکندائی ہست۔ نیک
او را اعتقاد کنند۔ و میاں ایشاں معظم است
در زمیں لکھنوتی باشد، بادشاہ لکھنوتی روزے
او را گرفت۔ گردن زد۔ ناگاہ دیدند جامہائے
سپید پوشیدہ، در بازار می گردد۔ بازگرفتند، و بردند۔

فرمایا کہ جس نے اپنے جسم کو اتنے دنوں تک کسب
کرایا، اس کو صاف کیا اور اس کا تزکیہ کیا،
کیا اس کو اپنے جسم پر اتنی قدرت حاصل نہ
ہوگی کہ جس چیز کو وہ چاہے رکھے اور جس کو
نہ چاہے چھوڑ دے؟

حضرت مخدوم کی یہ بات سن کر وہ خاموش
ہوگیا۔ اس کے دوست نے دوبارہ کہا کہ میں
نہ کہتا تھا کہ یہ مرد ہے، ہم سے کوئی چیز قبول کرتا
ہے اور نہ کرے گا۔ اس کے بعد جوگی نے کہا
آپ رات کو اکیلے رہتے ہیں۔ اپنی کھاٹ آپ
خود اندر لے جاتے ہیں۔ ایسا ہونا چاہیے کہ کھاٹ
اپنے آپ آئے، اپنے آپ ہی اٹھے اور اپنے
آپ ہی اٹھے اور اپنے آپ ہی اندر جائے۔
حضرت مخدوم رح نے فرمایا، درویش، خلوت گزیں
اور اہل دل کے لیے لوگوں کا ہجوم نقصان دہ ہے
یا فائدہ مند؟ جوگی نے کہا، نقصان دہ ہے۔
حضرت مخدوم رح نے فرمایا کہ تم نے اس ہجوم کو
دیکھا جو ہمارے دروازے پر ہے۔ جوگی نے کہا، ہاں
دیکھا ہے۔ ایک مخلوق آپ کے در پر بیٹھی ہے۔ فرمایا کہ ان
لوگوں نے یہ نہیں دیکھا ہے کہ کھاٹ آپ خود آتی ہے اور آپ
خود جاتی ہے۔ اس کے باوجود اتنا ہجوم ہے۔
اگر یہ بات بھی انھیں معلوم ہو جائے تو میرا سانس
لینا تک دشوار ہو جائے۔ پھر وہ کام کیوں
کروں جس کے کرنے میں میرا نقصان اور
زیادہ ہو۔

Marfat.com

این بار درمیان چاه انداخت۔ بر سنگ کرد۔
باز زمین ہموار کرد۔ باز دیدند با چند جوگی گذر
کنان در بازار می رود۔ باز گرفتند۔ سنگ بزرگے
در گلوئی او بستند۔ در لب آب لکھنوتی غرق کردند۔
باز دیدند پیش در بادشاہ تو ضیع مراقبہ نشستہ
بر سر وسرین یدو پا نشستہ است۔ باز بردند۔
این بار جا ہا داد۔ اورا تعظیم و معذرت فرمود۔
نیک عمر دراز داشت۔ اما برعاشق شہباز آمد
خود جوان موازنہ سی سال بود۔

وبار دیگر جوگی ہم درخانہ دہلی کہنہ نزدیک
دروازہ بدائون آمدہ بود۔ ویکے جوان سبز رنگ۔
سر و پا برہنہ۔ اندران رنگے پیش شاہباز آمدہ
نشست۔ بسیار جہد کرد کہ چیزے ازیں بستان۔
یعنی از کیمیا و سیمیا۔ حضرت بندگی مخدوم فرمودند
مرا کار نیاید۔ ہرگز نستانم۔ واگر گفتار او باز گر
دانم ہمانچہ نوشتہ ام از آن آن جوگی، مکرر شود۔
او نیز ہر بارے در صحن خانہ می گشت۔ ومی گفت
مارا چرا، از خود می رانی؟ جہانے سرگرداں ماست۔
حضرت بندگی مخدوم فرمودند در آں چیزائے چیزے
مرا بکار نیاید۔ برائے چہ ستانم۔ او ہم گریست
سر بر آستان نہاد۔ پیشانی سود۔ باز گشت۔

یہ سن کر جوگی دل شکستہ ہوا۔ کہنے لگا کہ سنیے،
میں دور سے آیا تھا۔ اب شرمندہ جا رہا ہوں
کیوں کہ آپ نے ہماری کوئی چیز قبول نہ کی۔
حضرت مخدومؒ نے فرمایا کہ تم شرمندہ کیوں ہوتے ہو،
جو کچھ تم نے کہا وہ ٹھیک کہا۔ لیکن جو چیز میرے
کام کی نہ تھی اسے لے کر میں کیا کرتا۔ اور تم
بھی جانتے ہو کہ وہ چیز میرے کس کام کی تھی
اس کے بعد حضرت مخدومؒ نے اس
جوگی کے ہاتھ میں کچھ دانگ رکھے۔ جوگی نے
کہا،" مجھے اس چیز کی ضرورت نہیں۔ فرمایا
کہ میں یہ بات جانتا ہوں لیکن یہ ہماری طرف سے ہے
اسے لے لو۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اور آپ کے دیئے ہوئے
دانگ اپنی گرہ میں باندھ لیے۔ اس کے بعد حضرت
مخدومؒ نے ایک انار اس کے ہاتھ میں دیا۔ اس
نے کھڑے ہو کر یہ انار تبرک کے طور پر لے لیا اور کہا کہ
اسے میں پورا کھاؤں گا۔ پھر اسے اپنے سر پر رکھا، آنکھوں
سے لگایا اور اپنی بغل میں اچھی طرح رکھ لیا۔ پھر اس نے
آپ کے آستانے پر پیشانی رکھی۔ آستانے کی
گچ اکھڑ گئی تھی۔ اس پر اپنی پیشانی رگڑی اور
ہا ہا کہہ کر رونے لگا۔ اور رخصت ہو گیا۔ تھوڑی
دور ہی گیا تھا کہ لوٹ کر آگیا اور کھڑے ہو کر عرض
کیا کہ میں شرمندہ جا رہا ہوں کہ آپ نے ہماری
کوئی چیز قبول نہیں کی۔ میں دور سے آیا تھا اور
صرف آپ کے لیے آیا تھا۔ حضرت مخدومؒ نے فرمایا،
سلامتی کے ساتھ جاؤ۔ مجھے جس چیز کی ضرورت

Marfat.com

نہ تھی وہ میں نے نہیں لی۔ یہ سُن کر وہ چلا گیا۔ لیکن پھر لوٹ کر آگیا اور کہنے لگا ایک بار پھر آپ کے پاس آنے کو جی چاہا۔ حضرت مخدومؒ نے فرمایا، آؤ، آؤ، پھر کچھ دُور گیا اور واپس آگیا۔ کہنے لگا، آپ کو میرا نام معلوم ہے؟ فرمایا، تیرا نام کیا ہے۔ کہا، میرا نام بارکندائی ہے۔ اگر آپ کسی سے یہ نام سُنیں تو سمجھیں یہ میں ہی ہوں۔ اس کے بعد وہ لوٹ کر نہ آیا۔ حضرت مخدومؒ نے فرمایا جوگیوں میں بارکندائی نام کا ایک شخص ہے۔ اُس پر لوگوں کا بڑا اعتقاد ہے۔ اور وہ جوگیوں میں بہت بڑا مانا جاتا ہے۔ لکھنوتی کی بات ہے کہ ایک روز لکھنوتی کے بادشاہ نے اسے پکڑ لیا۔ اور اس کی گردن اُڑا دی۔ یکایک لوگوں نے دیکھا کہ وہ سفید کپڑے پہنے بازار میں گھوم رہا ہے۔ بادشاہ کے لوگوں نے اسے پھر پکڑ لیا اور اسے پکڑ کر بادشاہ کے پاس لے گئے۔ اب کی بار اسے ایک کنوئیں میں ڈالا گیا۔ اور اسے پتھروں سے بھر دیا گیا۔ پھر لوگوں نے دیکھا کہ وہ چند جوگیوں کے ساتھ بھیک مانگتا ہوا بازار میں پھر رہا ہے۔ اسے پھر پکڑ لیا۔ ایک بڑا پتھر اس کے گلے میں ڈال کر دریائے لکھنوتی کے کنارے اسے پانی میں غرق کر دیا گیا۔ پھر لوگوں نے دیکھا کہ وہ بادشاہ کے دروازے پر مراقبہ کی حالت میں اپنی دونوں رانوں پر پیر رکھے بیٹھا ہے۔ اسے پکڑ کر پھر بادشاہ کے پاس لے گئے۔ اب کی بار اس نے جوگی کو خلعت دیا، اس کی بڑی تعظیم کی اور معذرت

Marfat.com

چاہی۔ اس نے بڑی لمبی عمر پائی۔ لیکن جب وہ حضرت عاشقِ شہباز سے ملنے آیا تھا تو تیس سال کا نوجوان تھا۔

ایک اور دفعہ پرانی دہلی کے اسی مکان میں جو بدایوں دروازے کے قریب تھا ایک جوگی آیا تھا۔ سبزہ رنگ جوان ننگے سر اور ننگے پانو۔ اسی رنگ میں حضرت شہباز کے آگے آکر بیٹھ گیا۔ اور کہنے لگا کہ آپ کے مُرید عبدالغفار کے پاس ایک ہی چیز یعنی کیمیا ہے۔ دوسری چیز یعنی سیمیا ان کے پاس نہیں ہے۔ اس نے بھی بہت کوشش کی۔ حضرت بندگی مخدومؒ نے فرمایا کہ یہ چیزیں میرے کام نہیں آتیں۔ میں انھیں ہرگز نہ لوں گا۔ اس واقعہ کو بیان فرماتے ہوئے حضرت بندگی مخدومؒ فرماتے ہیں کہ اس جوگی نے جو کچھ کہا اس کو اگر دُہراؤں تو جو کچھ پچھلے جوگی کے تعلق سے میں نے کہا اسی کی تکرار ہوگی۔ وہ بھی ہلا ہلا مکان کے صحن میں گھومنے لگا۔ اور کہتا جاتا تھا کہ آپ ہمیں اپنے سے دُور کیوں کرتے ہیں۔ حالانکہ ایک دنیا ہمارے پیچھے پھرتی ہے۔ حضرت مخدومؒ نے فرمایا کہ خدا کے فضل سے جو چیز میرے کام نہیں آتی، اسے میں کیوں لوں۔ وہ بھی بہت رویا، اپنا سر آستانے پر رکھا، پیشانی رگڑی اور چلا گیا۔

(۶) نقل است (جوا) کہ مولانا نصیرالدین قاسم دانشمند مرید حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ پیش حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ از وسوسہ نالید۔

(۶) نقل ہے (جوا) کہ حضرت بندگی مخدومؒ کے مرید مولانا نصیرالدین قاسم دانشمند نے حضرت بندگی مخدومؒ سے عرض کیا کہ انھیں وسوسے بہت ستاتے ہیں۔

Marfat.com

او را تعلیم کردند عملے۔ بعد قلیل مدتے پرسیدند
کہ امروز حال وسواس چیست؟ گفت،
پیش ازیں وہم حضور در خیال من می گزشتے۔
امروز خیال وسوسہ در خاطر نمی آید۔ ہرچند کہ می
جویم کہ وسوسہ جائے باشد، نام و نشان او نمی یابم۔

(۷) نقل است (جوا) آں کہ حضرت شیخ
یعنی شیخ نصیرالدین را از سبب تحمل حق طبل و
علم عطا شدہ بود۔ و ایں مرتبہ عظیم ہست میان
اولیاء خدا۔ بعد حضرت شیخ آں ولایت بہ چہار
کس قسمت شد۔ یکے صوفی بود۔ یعنی حضرت
بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ۔ دوم صندوق تراش
بود۔ سیوم کلالے بود۔ چہارم عورتے بود۔ ہر کہ
از میان ایشاں می مرد، آں ولایت بحضرت
مخدوم بندگی رضی اللہ عنہ و ارضاہ باز می آمد۔ و
بایشاں تا قیامت مسلم و مفوض خواہد بود۔
انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۸) نقل است (مح) کہ حضرت مخدوم رضی اللہ
عنہ دوم بار بہ زیارت خدمت شیخ فریدالدین
رفتند۔ شیخ زادہ منور در جوف خانۂ شیخ
علاءالدین فرود آوردند۔ در آں جوف خانہ ہفت
صد پریاں ساکن بودند۔ ہیچ کس در آں جا ماندن
نمی توانست کہ می زدند و بیرون می کردند۔ بندگی
مخدوم رضی اللہ عنہ را ہماں جا فرود آوردند۔ چوں
شب آمد، بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ سر در مراقبہ

آپ نے انھیں ایک عمل بتایا۔ کچھ دنوں کے بعد ان
سے پوچھا کہ آج وسواس کا کیا حال ہے۔ عرض کیا
کہ جس طرح اس سے حضوری کا وہم بھی میرے خیال
میں نہ آتا تھا آج وسوسہ کا خیال میرے دل میں
نہیں آتا۔ بہت ڈھونڈھتا ہوں وسوسہ کہیں ملے،
اس کا نام و نشان نہیں پاتا۔

(۷) نقل ہے (جوا) کہ حضرت شیخ یعنی حضرت
شیخ نصیرالدین کو تحمل حق کی وجہ سے انھیں طبل و علم عطا
ہوا تھا۔ اور یہ خدا کے اولیا میں بہت بڑا مرتبہ ہے۔
حضرت شیخ کے بعد وہ ولایت چار شخصوں کو ملی۔
ایک صوفی تھا یعنی حضرت بندگی مخدومؒ۔ دوسرا
تابوت بنانے والا۔ تیسرا کمہار۔
چوتھا شخص جس کو یہ دولت ملی ایک عورت تھی۔
ان میں سے جو کوئی انتقال کر گیا۔ اس کی ولایت
بھی حضرت بندگی مخدوم کو عطا ہوتی گئی۔ اور ان شاء اللہ
تعالیٰ قیامت تک ان ہی کے سپرد اور تفویض
رہے گی۔

(۸) نقل ہے (مح) کہ حضرت مخدومؒ دوسری بار
حضرت شیخ فریدالدین کے مزار کی زیارت کے لیے
تشریف لے گئے۔ شیخ زادہ منور نے آپ کو شیخ
علاءالدین کے مکان کے احاطے میں اتارا۔ اس
احاطے میں سات سو پریاں رہتی تھی۔ کوئی بھی
اس میں نہ رہ سکتا تھا کیونکہ یہ پریاں اسے
نکال دیتی تھیں۔ حضرت بندگی مخدومؒ کو اسی جگہ
اتارا گیا۔ جب رات آئی تو حضرت بندگی مخدومؒ

Marfat.com

گرد نشستند۔ ایشاں دور شدہ مزاحمت
دادن گرفتند۔ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ
بصری آوردند۔ در غضب آمدند۔ وفرمودند، می باشید
یا ازایں جا بیرون کنم؟ ایشاں ماندند، ہیچ مزاحمت
دتشویش ندادند۔

(۹) نقل است (خ) بعد از زمانے بزیارت
خدمت شیخ فریدالدین رفتند۔ ناگاہ خادم روضہ آمد۔
دید ہر عضوے از عضوے دیگر جدا ماندہ۔ قبر خدمت
شیخ فریدالدین بخوں آلودہ۔ دواں بر شیخ زادہ
منور آمد۔ و گفت، کہ سید محمد را کسے کشت۔
شیخ زادہ فی الحال دوید۔ چہ بیند کہ حضرت بندگی مخدوم
نشستہ اند۔ ہیچ نہ گفت۔ متحیر شدہ بازگشت۔
چوں بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ برائے وداع رفتند،
شیخ زادہ پرسید۔ آں شب چہ بود؟ حضرت
بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند، اے شیخ زادہ سخنے
می گویم، بشنوید۔ درشان عقلی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم آمد وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلٰكِن شُبِّهَ
لَهُم۔ وایں را تجلی می گویند۔ وایں حکایت در
اجودھن ہنوز مشہور است۔

مراقبہ کر کے بیٹھ گئے۔ پریوں نے آپ کے گرد حلقہ بنا
آپ کے مراقبہ میں خلل ڈالنا چاہا۔ حضرت بندگی مخدوم
نے مراقبہ سے سر اٹھایا اور غصے کے ساتھ فرمایا کہ
تم خاموش رہو گی یا اس جگہ سے میں تمھیں باہر
نکال دوں۔ پریاں خاموش ہوگئیں اور پھر مزاحمت
کی اور نہ کوئی تکلیف دی۔

(۹) نقل ہے (خ) کہ کچھ مدت کے بعد
حضرت بندگی مخدوم شیخ فریدالدینؒ کے مزار کی
زیارت کے لیے تشریف لے گئے۔ یکایک روضہ کا
خادم آگیا۔ اس نے دیکھا کہ آپ کا ہر عضو دوسرے
عضو سے جدا پڑا ہے۔ اور حضرت شیخ فریدالدینؒ
کی قبر خون آلودہ ہوگئی ہے۔ وہ دوڑا دوڑا
شیخ زادہ منور کی خدمت میں پہنچا اور کہا کہ
کسی نے سید محمد کو مار ڈالا ہے۔ شیخ زادے
اسی وقت دوڑے ہوئے آئے۔ دیکھا کہ حضرت
بندگی مخدوم بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر وہ
حیران رہ گئے۔ کچھ نہ کہا اور لوٹ گئے۔ جب حضرت
بندگی مخدوم ان سے رخصت ہونے کے لیے
ان کے پاس گئے تو شیخ زادے نے پوچھا کہ
اس رات کیا ہوا تھا؟ حضرت بندگی مخدوم
نے فرمایا کہ اے شیخ زادے، ایک بات کہتا
ہوں، سنئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
شان عقلی کے بارے میں آیا ہے کہ "نہ انھوں
نے آپ کو قتل کیا نہ آپ کو صلیب دی، لیکن وہ شبہ
میں ڈال دیئے گئے۔" اسی کو تجلی کہتے ہیں۔

Marfat.com

(۱۰) نقل است (م ح) کہ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ پیش از آں کہ از عالم ظاہر سوئے باطن باز خواہند گشت مقبول آں حضرت شاہ ید اللہ را طلبیدہ فرمودند ایں چنیں نیست کہ ما را از حقیقت خبرے نیست و اگر نباشد چندیں عمر ضایع کردہ باشم۔ ہر کسے مقدار خویش خبرے دارد بداں ماند کسے روئے دید، کسے دستے دید، کسے پائے دید، فی الجملہ حقیقت او را دیدند بدانچہ توانستند۔ و نیز می فرمودند کہ خالق و مخلوق اعیان و اشیا چہ باشد۔ عمریست کہ خبر خالق ہیچ نمی بینم۔ اشیا و مخلوق را کجا دخل است۔ بیرون افتادہ گفتہ است ؎

غیرتش غیر در جہاں نگذاشت
لاجرم عین جملہ اشیا شد

(۱۱) نقل است (م ح) کہ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ مقبول حضرت شاہ ید اللہ را ہفدہ سال بعد از وفات از حال خویش علم ندادند کہ با خدا چہ معاملہ گذشت۔ مقبول الحضرت شاہ ید اللہ ہم نپرسیدند۔ بعد ہفدہم سال خود خبر دادند کہ ملائکہ آمدند۔ پرسیدند، ما پیش حضرت عزت می رویم۔ چہ گوئیم۔ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند، بگوئید علمے کہ برائے تو بیان کردہ ام ہماں کافی است۔ ایشاں پائے بوسیدند و باز گشتند۔

(۱۰) نقل ہے (م ح) کہ حضرت بندگی مخدومؒ نے عالم ظاہر سے عالم باطن کی طرف جانے سے پہلے مقبول آنحضرت، شاہ ید اللہ کو طلب کیا اور ان سے فرمایا کہ ایسا نہیں کہ ہمیں حقیقت کی کچھ خبر نہیں۔ اگر ہمیں حقیقت کی کچھ خبر نہ ہوتی تو ہم نے اتنی عمر ضائع کی۔ ہر ایک کو اپنی اپنی استعداد کے مطابق خبر ہوتی ہے۔ جیسے کسی نے چہرہ دیکھا، کسی نے ہاتھ، اور کسی نے پیر۔ مختصر یہ کہ ہر ایک نے حقیقت کو اتنا ہی دیکھا جتنا دیکھنے کا وہ اہل تھا۔ پھر فرمایا کہ خالق، مخلوق، اعیان اور اشیا کیا ہیں۔ ایک عمر ہو گئی کہ خالق کی کچھ بھی خبر نہیں ملتی۔ اشیا اور مخلوق کا کیا دخل ہے۔ باہر پڑے ہوئے نے کہا ہے ؎

تیری غیرت نے دنیا میں کسی کو غیر نہ چھوڑا
ناچار تو ہی تمام چیزوں کی اصل بن گیا

(۱۱) نقل ہے (م ح) کہ حضرت بندگی مخدومؒ نے اپنی وفات کے سترہ سال کے بعد بھی مقبول حضرت، شاہ ید اللہ کو اپنے حال کی خبر نہ دی کہ خدا کے ساتھ کیا معاملہ رہا۔ مقبول حضرت شاہ ید اللہ نے بھی یہ بات نہ پوچھی۔ سترہ سال کے بعد آپ نے خبر دی کہ فرشتے آئے۔ اور پوچھا کہ ہم حضور باری میں جاتے ہیں، کیا عرض کریں۔ حضرت بندگی مخدومؒ نے فرمایا کہ جو علم میں نے تیرے بارے میں بیان کیا ہے، وہی کافی ہے۔ انھوں نے آپ کے پیروں کو بوسہ دیا، اور لوٹ گئے۔

Marfat.com

(۱۲) نقل است (مح) کہ شیخ علاء الدین اندری
رحمۃ اللہ علیہ عاشق عورتے بودند تا دوازدہ سال
ہر شبے در کوئے او برفتے۔ درون خانہ شدی۔
اگر محل یافتی والا بہ گرد خانہ تمام شب گردیدے۔
نزدیک صبح باز می گشتے۔ در خانہ می آمدے۔
تمامت روز شیخ را در اضطراب و ناپاک گذشتے۔
وہر وقتے کہ از خانہ بیروں می آمدے و ایں بیت
می خواندے۔ بیت ؎

دل را ز عشق چند ملامت کنم کہ ہیچ
ایں بت پرست کہنہ مسلماں نمی شود

یک شبے معشوقہ اش بچوب زدن گرفت۔
سر شکست۔ خون بیروں آمد۔ درویشے دید۔
گفت، علاء الدین ازیں بخدا باز گرد۔ گفت
باخدائے بودہ ام، بخدا باز نہ گردم نشنیدہ
کہ من خدمت گار میر محمّدم۔

(۱۲) نقل ہے (مح) کہ شیخ علاء الدین
اندری رحمۃ اللہ علیہ ایک عورت پہ بارہ سال
تک عاشق رہے۔ ہر رات اس کے کوچے میں
جاتے۔ اگر موقع ملتا تو اس کے گھر کے اندر جاتے
ورنہ تمام رات اس کے گھر کے اطراف گھومتے
رہتے۔ اور صبح لوٹ کر اپنے گھر آجاتے۔ پھر تمام
دن شیخ پر اضطراب اور بے تابی کی کیفیت طاری
رہتی۔ جب اپنے گھر سے نکلتے تو یہ شعر پڑھتے ؎

اپنے دل کو میں عشق پر کب تک
ملامت کروں کہ یہ پرانا بت پرست مسلماں نہیں ہوتا۔

ایک رات ان کی محبوبہ نے انھیں لکڑی
سے اتنا پیٹا کہ ان کا سر پھٹ گیا اور سر سے
خون بہنے لگا۔ یہ دیکھ کر ایک درویش نے کہا
کہ علاء الدین خدا کے لیے اس سے باز آؤ۔
کہا، میں ایک باخدا کے ساتھ تھا، بخدا
باز آیا، کیا تم نے نہیں سنا کہ میں سید محمّد
کا خدمت گار ہوں۔

(۱۳) نقل است (مح) کہ حسن خضر یارے از
یاران حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ بود۔
از جہت
حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ جاں باخت۔ روزے
حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ را زحمت سخت
گرفتہ بود۔ حسن خضر آمد۔ از مادر حضرت بندگی مخدوم
رضی اللہ عنہ پیراہن حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ
طلبیدہ پوشید۔ و گرد سر ہفت کرت گشت۔

(۱۳) نقل ہے (مح) کہ حضرت بندگی
مخدومؒ کے مریدوں میں ایک مرید تھے حسن خضر۔
انھوں نے حضرت مخدومؒ کے لیے اپنی جان دے
دی۔ ایک روز حضرت مخدوم سخت بیمار ہو گئے۔
حسن خضر آئے اور حضرت مخدومؒ کی والدہ سے
آپ کے کپڑے مانگے اور انھیں پہن لیا پھر سات
مرتبہ آپ کے اطراف گھومے۔ اور کہا ہم جیسے بہتر
پیدا ہوں گے، قطبوں کے قطب سید محمّد جیسا کوئی

Marfat.com

وگفت ہم چو ما بسیاراں پیدا شوند۔ ولے ہمچوں
سید محمد قطب الاقطاب در عالم کے شود۔ در خانہ
رفت۔ بعد سیوم روز نقل کرد۔ بندگی مخدوم رضی اللہ
عنہ را صحت شد۔ بسیار تعلق کردند۔ و می فرمودند
ازگروہ ما حسن خضر جاں باخت۔ دیگر چہ کند۔

(۱۴) نقل است (مح) کہ حضرت بندگی مخدوم
رضی اللہ عنہ چوں بہ ہفتم آسماں رسیدند، جبرئیل
ملاقات کرد۔ وگفت، مصرع

کہ شود با قلب قالب جملگی روح

چنانچہ بیت حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ
بریں دلالت می کند۔ بیت

مرا روح القدس داد ست پندے
کہ شو با قلب قالب جملگی روح

(۱۵) نقل است (مح) ہر وقتے کہ حضرت
خواجہ حبیب اللہ ابو المرشد مقبول الحضرت
شاہ ید اللہ از زیارت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ
باز می گردیدند، تا بہ چبوترہ سید مسعود حضرت
بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ رسانیدن می آمدند۔

(۱۶) نقل است (مح) کہ قول حضرت بندگی
مخدوم رضی اللہ عنہ ہر چیزے کہ ہست یک نظر بروے
انداختہ ام۔ یعنی ہمہ را یک نظر دیدم۔ دوم نظر
نیست۔ بیت

بیک دیدہ ہمیں بینم دو عالم
کہ آں دیدہ توئی نے چشم پُر نم

دُنیا میں پھر کہاں آئے گا۔ اس کے بعد وہ اپنے
گھر چلے گئے۔ اور تیسرے دن انتقال کر گئے۔
حضرت بندگی مخدومؒ کو بہت رنج ہوا۔ فرماتے
تھے، ہمارے گروہ میں حسن خضر نے جان دے دی،
اس سے زیادہ وہ اور کیا کرتا۔

(۱۴) نقل ہے (مح) کہ حضرت بندگی مخدومؓ
جب ساتویں آسمان پر پہنچے تو جبرئیلؑ سے آپ
کی ملاقات ہوئی۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ قالب بدل کر
سراسر رُوح ہو جا۔ چنانچہ حضرت بندگی مخدوم
کا یہ شعر بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔ فرماتے ہیں:

مجھے رُوح القدس نے یہ نصیحت کی ہے
کہ تو قالب بدل کر سراسر روح ہو جا

(۱۵) نقل ہے (مح) کہ جب کبھی بھی حضرت
خواجہ حبیب اللہ، ابو المرشد، مقبول آنحضرت،
شاہ ید اللہ حضرت بندگی مخدومؓ کے مزار کی زیارت
کر کے لوٹتے تو حضرت بندگی مخدومؓ آپ کو پہنچانے
کے لیے سید مسعود کے چبوترے تک تشریف لاتے تھے۔

(۱۶) نقل ہے (مح) کہ حضرت بندگی مخدومؓ
کا فرمانا تھا۔ میں نے ہر چیز پر ایک ہی نظر ڈالی ہے
اور سب کو بس ایک نظر دیکھا ہے، دوسری نظر
نہیں ڈالی۔

ایک ہی نظر میں دونوں عالموں کو دیکھا
میری چشم پُر نم میں دیکھا بس تو ہی ہے

Marfat.com

(۱۷) نقل است (مح) کہ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ روزے نشستہ بودند۔ مقبول الحضرت شاہ یداللہ قدس اللہ سرہٗ رفتند۔ چہ بینند تمام ریش و دندانِ مبارک سیاہ گشتہ ہمچو جوانے چہار دہ سالہ شدہ نشستہ۔ مقبول الحضرت شاہ یداللہ پرسیدند حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ را کہ ایں چیست؟ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند ایں را تجددِ امثال می گویند و امثال ایں اولیا را بسیار بود۔

(۱۸) نقل است (مح) کہ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ شبے در جنگل پنالہ نماز شروع کردند۔ در تکرار اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ صبح دمید۔

(۱۹) نقل است (مح) حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ را تا سی سال گرسنگی نہ گرفتہ بود۔

(۲۰) نقل است (مح) حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ را از غیب آوازے آمد کہ سید محمد ہو، سید محمد ہو۔

(۲۱) نقل است (مح) کہ مولانا شہاب الدین مردے بزرگے بود صد من کاغذ یاد داشت و او را یکے از علما فحول شمردند۔ با حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ بسیار مودت و محبت داشتے و می گفتے دولت آں انبیرا است کہ ہمچو تو نے مرید او ست۔ و بحضور حضرت بندگی مخدوم

(۱۷) نقل ہے (مح) کہ ایک روز حضرت بندگی مخدومؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ مقبول الحضرت شاہ یداللہ قدس سرہٗ آپ کے پاس گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ آپ کے تمام بال اور دندانِ مبارک چودہ سالہ لڑکے کی طرح سیاہ ہو گئے ہیں۔ مقبول الحضرت شاہ یداللہ نے حضرت بندگی مخدومؓ سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ حضرت بندگی مخدومؓ نے فرمایا اسے تجددِ امثال کہتے ہیں اور ایسا تجددِ امثال اولیاء سے بہت ہوا ہے۔

(۱۸) نقل ہے (مح) کہ حضرت بندگی مخدومؓ نے ایک رات پنالہ کے جنگل میں نماز شروع کی۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں) کی تکرار میں صبح ہو گئی۔

(۱۹) نقل ہے (مح) کہ حضرت بندگی مخدومؓ کو تیس سال تک بھوک نہ لگی۔

(۲۰) نقل ہے (مح) کہ حضرت بندگی مخدومؓ کو غیب سے آواز آئی سید محمد ہو، سید محمد ہو۔

(۲۱) نقل ہے (مح) کہ مولانا شہاب الدین نامی ایک بزرگ تھے۔ ان کو ایک سو من کتابیں یاد تھیں۔ وہ زبردست علما میں شمار کئے جاتے تھے۔ انھیں حضرت بندگی مخدومؓ سے بڑی محبت اور مودت تھی۔ کہتے تھے کہ اس کو بڑی دولت ملی جسے تم سا مرید ملا۔ حضرت

128210

Marfat.com

رضی اللہ عنہ بر سر سجادہ جلوس نفرمودے تا آنکہ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ بر سر لحاف چہار توئی جلوس نفرمودند۔

(۲۲) نقل است (مح) کہ شیخنا و مخدومنا و حبیبنا حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ می فرمودند کہ من بست و چہار سالہ بودم کہ در مرتبہ خدمت خواجہ فرید الدین رسیدہ بودم۔ ایں زمان خود صد سالہ شدم کہ شناسد۔ خواجہ حبیب اللہ ابو المرشد مقبول الحضرت شاہ ید اللہ می فرمایند کہ معنی سخن حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ اینست یعنی بست و چہار سالہ بودم کہ دریں مقام رسیدم و انچہ می فرمودم خدائے آں می کرد۔

(۲۳) نقل است (مح) کہ ابن عربی صاحب فصوص و صاحب فتوحات می فرمایند کہ ورائے ایں وجود وجودے نیست۔ و حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ و ہو المرشد فی العموم در مصنفات خود چنیں مرقوم فرمودند اگر او در ایام من بودے اورا ازیں شواہد باز آوردمے و اورا ازیں شواہد بعلو بردمے و از ورا الورا نظارہ اش شدمے۔ ایمان بہ تجدید آوردے مسلمان از سر شد اگر ایں سخن من خلاف حق الحقیقت است چنگ دوستان خدائی و عارفاں خدائے در دامن من۔

(۲۴) نقل است (مح) حضرت بندگی مخدوم

بندگی مخدومؒ کے سامنے اس وقت سجادہ پر نہ بیٹھتے تھے جب تک کہ حضرت بندگی مخدومؒ لحاف چار توئی پر تشریف فرما نہ ہوتے۔

(۲۲) نقل ہے (مح) کہ ہمارے شیخ ہمارے مخدوم اور ہمارے حبیب حضرت بندگی مخدومؒ فرماتے تھے کہ میں چوبیس سال کی عمر میں حضرت خواجہ فرید الدین کے درجہ کو پہنچ گیا تھا۔ اب کہ میری عمر سو سال کی ہوگئی ہے میرا مرتبہ کون جان سکتا ہے۔ خواجہ حبیب اللہ، ابو المرشد مقبول الحضرت شاہ ید اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت مخدومؒ کے اس ارشاد کے یہ معنیٰ ہیں میں چوبیس سال کی عمر میں اس مقام پر فائز ہوگیا تھا میں جو کچھ کہتا، خدا وہی کرتا تھا۔

(۲۳) نقل ہے (مح) کہ صاحب فصوص الحکم و فتوحات مکیہ ابن عربی فرماتے ہیں اس وجود کے آگے کوئی وجود نہیں۔ سب کے مرشد، حضرت بندگی مخدومؒ اپنی تصانیف میں لکھتے ہیں کہ اگر ابن عربی میرے زمانے میں ہوتے تو میں انھیں ایسی باتیں کہنے سے باز رکھتا اور ان باتوں سے اوپر لے جاتا انھیں ورا الورا کا نظارہ کراتا۔ ان کے ایمان کی تجدید ہوتی اور وہ نئے سرے سے مسلمان ہوتے۔ اگر میری یہ بات حق الحقیقت کے خلاف ہے تو خدا کے دوستوں اور خدا کے عارفوں کا پنجہ میرے دامن پر۔

(۲۴) نقل ہے (مح) کہ حضرت بندگی مخدومؒ

Marfat.com

رضی اللہ عنہ فرمودند کہ از بس شعاع نور کہ در عالم و ذوات در گرفتہ است دیدن نمی توانم چشم خیرہ می شود۔ جز نور ہیچ نمی بینم۔ در ہر چہ نگہ می کنم ہمیں نور در نورست۔ می گویم وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ وَاللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ و از بس غلغلہا اَنِّیْ اَنَا اللّٰهُ کہ از اشیاء و ذرات بر می آید گوشم استماع ندارد۔ و از کثرت مخاطبات کہ از ہر عضوے و رگے می شنوم فرصت ندارم۔ فرماں می شود اے محمدؐ، ہر عضوے و رگے از آن تو دل گشتہ، بیت

لا عضو لی الا و فیہ محبۃ
فکان اعضائی خلقتی قلوبا

و ہر جزوی از اجزائے تو چشم و گوش شدہ ہوش دار۔ از آں جا مخاطبات یک یک بشنو۔ چنانکہ سنائیؒ ازیں رہ نمائی ایمائے کردست۔ بیت

اگر پائے ایست سر گردد و گر دیدہ بصر گردد
سنائی وار ذاتش ہمہ ذاتش زباں گردد

من ہمہ علم شدہ ام و ہر عضوے از اں من علمے علیحدہ از رب می گردد و ہیچ خبر دے از آں من بے علم نیست ؎

ہمہ چشم تا چہ بنمایند
ہمہ گوشم تا چہ شنوایند

خواجہ حبیب اللہ ابو المرشد مقبول الحضرت شاہ ید اللہ محمدؐ محمد الحسینی گیسو دراز قدس اللہ

فرماتے تھے عالم اور ذات میں اتنا نور بھرا ہے کہ میں اسے دیکھ نہیں سکتا۔ میری آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں۔ نور کے سوا مجھے کچھ نظر نہیں آتا جس چیز کو دیکھتا ہوں وہ نور در نور نظر آتی ہے۔ اور میں پکار اُٹھتا ہوں، اللہ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے اور اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اور ذرات سے "بے شک میں ہی ہوں" کا اتنا غلغلہ بلند ہوتا ہے کہ میرے کان سُن نہیں سکتے۔ ہر عضو اور ہر رگ سے مخاطبات اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ مجھے فرصت نہیں ملتی۔ فرمان ہوتا ہے، اے محمدؐ، تیری ہر رگ اور تیرا ہر عضو دل ہو گیا ہے۔ شعر (ترجمہ)

میرا کوئی عضو ایسا نہیں ہے جس میں محبت نہ ہو
• گویا میرے سارے اعضا دل ہو گئے ہیں

تیرے اجزا کا ہر جز آنکھ اور کان بنا دیا گیا ہے، سنبھل، ہر ہر جز کے مخاطبات کو سُن۔ جیسے کہ سنائیؒ نے اس طرف ایما اور رہنمائی کی ہے۔ شعر

اگر پیر ہے، سر ہو جائے اور دیدہ ہے تو نظر ہو جائے
سنائی کی طرح اس کی ذات تمام ذات بن جائے

میں یکسر علم ہو گیا ہوں۔ میرا ہر عضو رب کا ایک الگ علم ہو جاتا ہے اور اس کی مجھ بے علم کو کچھ بھی خبر نہیں۔ شعر

میں ہمہ تن آنکھ ہوں کہ کیا دکھاتے ہیں
اور میں ہمہ تن کان ہوں کہ کیا سناتے ہیں

خواجہ حبیب اللہ، ابو المرشد، مقبول الحضرت،

Marfat.com

سرہ العزیز می فرمایند، بہ بیں کہ چہ مرداند۔ باخود چیا دارند۔ حضرت بندگی مخدوم ما رضی اللہ عنہ عجب ذات بود و چہا باخود داشت کہ در وسع امکان کسے نمی آید و در فہم ہیچ بشرے در نیاید۔

شاہ ید اللہ محمد محمد الحسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں، دیکھو یہ کیسے مرد ہیں اور اپنی ذات میں کیا کیا رکھتے ہیں۔ ہمارے بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ کی ذات بھی عجیب تھی۔ وہ اپنی ذاتِ مبارک میں کیا کیا رکھتے تھے کہ کوئی اس کا تصور نہیں کرسکتا اور کسی بشر کی سمجھ میں نہیں آسکتی۔

(٢٥) نقل است (مح) کہ روزے منصور قلندر بہ ملاقات حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ، آمد۔ پرسید کہ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ، درباب محی الدین ابن عربی، صاحب فصوص چہ فرمایند۔ فرمودند نام آں بیرون افتادہ پیش من چہ گیری۔ او گفت مخدوم چنیں اند۔ مخدوم توانند گفتند۔ اورا چیزے دادند منصور باز گشت۔ بیرون آمد۔ خدمت میاں لہرا نشستہ بودند۔ منصور را پرسیدند کہ منصور ترا می گویند؟ ہیچ جواب داد ان نتوانست۔ پائے پس باز گشت۔ مجال دم زدن نشد۔

(٢٥) نقل ہے (مح) کہ ایک روز منصور قلندر حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ سے ملنے آئے۔ انھوں نے حضرت بندگی مخدومؒ سے پوچھا کہ آپ صاحب فصوص الحکم محی الدین ابن عربی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا، اس باہر پڑے ہوئے کا نام میرے آگے کیوں لیتے ہو۔ منصور قلندر نے کہا آپ خود ویسے ہیں۔ حضرت مخدومؒ کچھ فرمانا چاہتے تھے۔ پھر انھیں کوئی چیز دی۔ منصور لوٹ گئے۔ اور باہر آگئے۔ باہر حضرت میاں لہرہ بیٹھے ہوئے تھے۔ منصور سے پوچھا، منصور تم ہی کو کہتے ہیں۔ انھوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پچھلے پیروں لوٹ گئے۔ دم مارنے کی مجال نہ ہوئی۔

(٢٦) نقل است (مح) کہ رضا از رب العالمین حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ را عطا شدہ بود کہ تا آں زماں کہ در دنیا بمانی بمان آخر الامر حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ آں شب کہ موت از خدائے خواستہ بودند، خواجہ

(٢٦) نقل ہے (مح) کہ حضرت بندگی مخدومؒ کو رب العالمین کی بارگاہ سے اس بات کی اجازت دی گئی تھی کہ آپ جب تک چاہیں دُنیا میں رہیں آخر کار جس رات حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ نے خدا سے موت مانگی، خواجہ حبیب اللہ، ابوالمرشد،

Marfat.com

حبیب اللہ، ابو المرشد، مقبول الحضرت، شاہ یداللہ را معلوم شدہ، آمدند۔ استادہ شدند و گفتند، بحق شیخ نصیر الدین محمود، حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند، نے، مرداں ہر چہ اختیار کردند، از اں باز نگردند و تو از کجا می شنیدی۔ مگر نزدیک دل من حاضر بودی۔ و بر کس مگوئی ہم بر خود داری۔

(۲۷) نقل است (مح) کہ پنج روز پیش از آں کہ باز خواہند گشت، مقبول الحضرت شاہ یداللہ را طلبیدہ، کنار گرفتند و گفتند محمدؐ یوسف الحسینی مرد۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ و روح از قالب بدر آمد۔ و مقبول الحضرت شاہ یداللہ را پس روح خود ایستادہ کردند و نماز بروح خود بر خود ادا کردند با پنج تکبیرات و فرمودند تا آں کس کہ بر من اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن نگفتہ است۔ من بگویم۔ و آں چناں کیست کہ بر من نماز بگذارد۔ خود بر خود بگزارم و فرمودند محمدؐ در ہوائے ہویت جولانے دارد و در سرائے انیت ماوی است۔ ہر دو عالم در قبضۂ من است از آں کہ من در قبضۂ اویم۔ از محمدؐ جز تمثل و تشکل پیش نماندہ۔ ہمہ حق گشتہ۔ ہر طرفے کہ بیند، جز حق نمی بیند۔ ہُو ہُو، اِلّا ہُو اِلّا ہُو پس ہوش دار۔ از و منتظر باش، وقت آخر است دریاب۔ و آب دہن بخور۔ چوں روز دوشنبہ شد،

مقبول الحضرت شاہ یداللہ کو یہ بات معلوم ہو گئی وہ حضرت مخدومؒ کے پاس آئے، کھڑے ہو گئے اور کہا، آپ کو شیخ نصیر الدین محمودؒ کا واسطہ کہ اپنے اس ارادے سے باز آئیں۔ حضرت بندگی مخدومؒ نے فرمایا کہ مرد جس بات کا ارادہ کر لیتے ہیں اس سے نہیں پھرتے تم نے کہاں سے یہ بات سن لی۔ شاید تم میرے دل کے نزدیک موجود تھے۔ یہ بات کسی سے نہ کہنا، اسے بس اپنی حد تک ہی رکھنا۔

(۲۷) نقل ہے (مح) حضرت مخدومؒ نے اپنے انتقال سے پانچ روز پہلے مقبول الحضرت، شاہ یداللہ کو طلب کیا۔ انھیں لپٹا لیا اور فرمایا محمدؐ یوسف الحسینی مر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون حضرت مخدومؒ کی روح قالب سے نکل گئی۔ حضرت مخدومؒ نے شاہ یداللہ کو اپنی روح کے پیچھے کھڑا کیا۔ اور پانچ تکبیروں کے ساتھ اپنے آپ پر نماز (نماز جنازہ) پڑھی۔ پھر فرمایا، کسی نے مجھ پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن نہیں پڑھا، میں پڑھتا ہوں۔ دنیا میں ایسا کون ہے جو میری نماز جنازہ ادا کرے۔ میں خود ادا کرتا ہوں۔ پھر فرمایا، محمدؐ ہویت کی فضا میں گھوم رہا ہے۔ اور انیت ماوی کی سرا میں ہے۔ دونوں عالم میرے قبضے میں ہیں کیونکہ میں اس کے قبضہ میں ہوں۔ تمثل اور تشکل کے سوا محمدؐ کے پاس کچھ باقی نہیں رہا ہے۔ سراسر حق ہو گیا ہے۔ جس طرف دیکھتا ہے حق کے سوا کچھ نہیں دیکھتا۔ ہُو ہُو، لا ہو الا ہو۔ اس لیے ہوشیار رہ۔

Marfat.com

اول وقت مستان غلطیده ۔ ہر دو دست
بر سینہ نہادہ چشمہا کشادہ دادہ بودند ۔
بر صورت انتظار ۔ وچوں دم بالا آمدے، ذکر
گویاں بالا آمدے وچوں فرو رفتے ذکر گویاں
فرو رفتے ۔ و آواز ذکر بروں می شنیدند ۔ ہم
دریں میاں صورتے کہ لائق آں مقام است
و مناسب آں ذاتِ است، متجلی شد خندیدند۔
او آمد ۔ لب بر لب نہاد و گیرند دندان مبارک
خائیدند ۔ آب از چشم رواں شد ۔ و آبے از
دہن بیرون افتاد ۔ جان عزیز بدو سپردند ۔
آں آب کہ از دہن مبارک افتادہ بود خواجہ
حبیب اللہ، ابوالمرشد، مقبول الحضرت
شاہ ید اللہ بحکم فرمان خوردند چشم فی الحال
بستہ شد ۔ و دہن ہم چناں کشادہ بود ۔ بیت

محمدؐ را فرو آری چو در گور
نہے روح و زہے راحت سرائے

مقبول الحضرت شاہ ید اللہ می فرمایند عجب
صورتے بود کہ متجلی شد ۔ رداء کبریا بر دوش
و ازار عظمت در بر ۔ با حسن و با ناز و ملاحت
کہ بیک بوسہ جان برد ۔ ملک الموت درمیان
نبود ۔ و او را مجال نیست کہ بیاید ۔ قبض روح
بے واسطہ شد ۔ بیت

در کوئے تو عاشقاں چناں جاں بدہند
کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز

اس کا منتظر رہا ۔ اس کا آخری وقت اس سے
فائدہ اٹھالے ۔ دوشنبہ کا روز آیا تو اوّل وقت
مست لیٹ گئے ۔ دونوں ہاتھ سینے پر رکھ لیے
اور آنکھیں کھلی رکھیں، جیسے کسی کا انتظار ہو۔
جب سانس اوپر آتا تو ذکر کرتا ہوا اوپر آتا اور
جب نیچے جاتا تو ذکر کرتا نیچے جاتا ۔ لوگوں نے ذکر
کی آواز باہر تک سنی ۔ اسی دوران میں ایک
صورت جو اس مقام کے لایق اور اس ذات کے
مناسب ہے، متجلی ہوئی اسے دیکھ کر آپ ہنسنے
لگے ۔ وہ صورت آئی اور اس نے آپ کے ہونٹوں
پر ہونٹ رکھے ۔ آپ نے اسے لپٹا لیا ۔ دندانِ
مبارک چبانے لگے ۔ آنکھوں سے پانی رواں
ہوگیا ۔ اور منہ سے پانی باہر گرنے لگا ۔ آپ نے
اپنی جانِ عزیز اس کے سپرد کردی ۔ خواجہ حبیب اللہ،
ابوالمرشد مقبول الحضرت شاہ ید اللہ نے آپ
کے حکم کے مطابق یہ پانی پی لیا ۔ آنکھیں تو فوراً
بند ہوگئیں لیکن منہ اسی طرح کھلا رہا ۔ بیت ؎

محمدؐ کو جب قبر میں اتارو گے
تو اسے کیا ہی اچھی روح اور کیا ہی اچھی راحت سرا ملے گی ۔

مقبول الحضرت شاہ ید اللہ فرماتے ہیں کہ جو
صورت ظاہر ہوئی تھی عجیب صورت تھی ۔ رداء کبریا
کاندھے پر، عظمت کا لباس جسم پر، حسن،
ناز اور ملاحت ایسی کہ بس ایک بوسہ میں جان
لے لی ۔ ملک الموت درمیان میں نہ تھا ۔ اس
کی مجال نہ تھی کہ آتا ۔ روح اس کے واسطے کے

Marfat.com

بغیر قبض کی گئی۔ شعر ؎

تیری گلی میں عاشق اس طرح جان دیتے ہیں
کہ اس جگہ ملک الموت کی سمائی نہیں ہو سکتی

(۲۸) نقل است (مح) کہ روزے درمیان راہ کفار جمع شدہ بودند۔ و شیطان درمیان ایشاں شملہ برسر کشیدہ، می رقصید۔ با اضطرابے سماع می شنود کہ آں اضطراب در بیان نیاید۔ اتفاقاً درویشے را با آں راہ گزر شد۔ پرسید سماع شنیدن حق تست یا حق من؟ مرا بنگر کہ از کدام قرب بکدام بُعد افتادہ ام۔ آں درویش گفت، حق تست۔ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ ہم دراں روز بزیارت خواجہ قطب الدین می رفتند۔ ہماں طریق او را دیدند۔ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ را دید۔ گفت امیر محمد، برائے خدائے را بہ تعجیل برو۔ دنبالہ من چرا گرفتہ۔ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ باز گشتند۔

(۲۸) نقل ہے (مح) کہ ایک روز راستے میں کافر جمع ہو گئے تھے اور ان کے درمیان شیطان پگڑی باندھے ناچتا تھا۔ اور اضطراب کے ساتھ سماع سنتا تھا۔ اب اضطراب کہ بیان نہ ہو سکے۔ اتفاقاً اس راستے سے ایک درویش کا گزر ہوا۔ شیطان نے اس درویش سے پوچھا کہ سماع سننا تیرا حق ہے یا میرا؟ مجھے دیکھ کہ میں کیسے قرب سے کتنا دور پھینک دیا گیا ہوں۔ درویش نے کہا سماع سننا تیرا حق ہے۔ بندگی مخدومؒ اسی روز خواجہ قطب الدین کے مزار کی زیارت کے لیے گئے۔ آپ نے بھی شیطان کو کو اسی حال میں دیکھا۔ شیطان نے حضرت بندگی مخدومؒ کو دیکھا تو کہا، امیر محمدؐ، خدا کے لیے جلد یہاں سے چلے جائیے۔ آپ میرے پیچھے کیوں پڑے ہوئے ہیں۔ حضرت بندگی مخدومؒ وہاں سے چلے گئے۔

(۲۹) نقل است (مح) کہ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند کہ ما خدائے تعالیٰ را می پرستیم محض برائے او و نہ برآئے آں کہ او رزاق است و یا بطمع بہشت و ہم دوزخ، زیرا چہ اگر بہشت و دوزخ نمی بودے او را نمی پرستیدے پس پرستش محض برائے اوست نہ برائے دیگر چیز

(۲۹) نقل ہے (مح) کہ حضرت بندگی مخدومؒ فرماتے تھے کہ ہم خدائے تعالیٰ کی پرستش صرف اس کے لیے کرتے ہیں۔ ہم اس کی پرستش اس لیے نہیں کرتے کہ وہ رزاق ہے یا جنت کا لالچ ہے یا دوزخ کا ڈر ہے۔ کیونکہ اگر جنت اور دوزخ نہ ہوتی تو کیا اس کی پرستش نہ کرتے؟

Marfat.com

ملک و عالم نخواہند آں کہ خواہند یار را
در نظر جنت نیاید عاشق دیدار را

(۳۰) نقل است (مح) کہ روزے بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند، قبولا، ما می خواہیم ازیں جامہ بیروں آئیم دیگر جامہ بپوشیم۔ آں جامہ ایں است، الکبریاء ردائی والعظمتہ ازاری و دوئی موہوم را بیگانگی باز آریم۔ ایں جا احد با احد یکے می گردد۔ ہشدار، مقام جمع الجمع است۔ و مغفرت خاصہ ہمیں است و مغفرتے کہ ما می خواہیم مراد از آں ایں است۔

(۳۱) نقل است (مح) کہ چوں بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ از عالم ظاہری بسوئے باطن باز گشتند، بندگی میاں لہرہ نظر بسوئے آسمان کردند و گفتند کہ در تمام ملکوت غلغلہ افتاد است کہ روح سید محمدؐ می آید آرند و آب غسل بندگی حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ بروئے وریش مبارک خود می مالیدند۔ وایں بیت تکرار کردند۔ بیت:

البحر بحراً علی ماکان فی قدم
ان الحوادث امواجاً وانہاراً

(۳۲) نقل است (مح) کہ ہر وقتے کہ بندگی

اس لیے اس کی پرستش صرف اس کے لیے ہے نہ کہ کسی دوسری چیز کے لیے۔ شعر

وہ لوگ جو یار کو چاہتے ہیں ملک اور دنیا نہیں چاہتے
دیدار کے عاشق کی نظر میں تو جنت بھی نہیں بھرتی

(۳۰) نقل ہے (مح) کہ ایک روز بندگی مخدومؒ نے فرمایا، اے قبولا، ہم چاہتے ہیں کہ اس جامہ کو اتار کر دوسرا جامہ پہن لیں۔ اور وہ جامہ ہے ردائے کبریائی اور لباس عظمت، موہوم دوئی اور بے گانگی کو دور کردیں۔ یہاں احد احد کے ساتھ ایک ہو جاتا ہے۔ خبردار، یہ مقام جمع الجمع ہے۔ اور مغفرت اس کا خاصہ ہے۔ جو مغفرت ہم چاہتے ہیں، اس سے ہماری مراد یہی مغفرت ہے۔

(۳۱) نقل ہے (مح) کہ جب حضرت بندگی مخدومؒ عالم ظاہر سے عالم باطن کی طرف لوٹ گئے تو بندگی میاں لہرہ نے آسمان کی طرف نظر کی اور کہا کہ تمام عالم ملکوت میں شور ہے کہ سید محمدؐ کی روح لائی جارہی ہے۔ بندگی میاں لہرہ نے حضرت مخدومؒ کے غسل کا پانی اپنے چہرے اور ریش مبارک پر ملا اور یہ شعر دہراتے رہے۔ شعر:

قدیم سے جو شئے موجود ہے وہ سمندر ہے
اور جو حوادث پیش آتے ہیں وہ گویا اس سمندر
کی موجیں اور نہریں ہیں۔

(۳۲) نقل ہے (مح) کہ رات کو جب حضرت

Marfat.com

مخدوم رضی اللہ عنہ شب را می غلطیدند کنیزک را می فرمودند مقدار دور بہ غلطد۔ مقام مطاف ملائکہ بگذار و ملائکہ فرو می آیند طواف می کنند۔ مردان غیب ہم می آیند۔ طواف می کنند۔

بندگی مخدومؒ لیٹ جاتے تو کنیز سے فرماتے کہ وہ آپ سے دُور لیٹے۔ تاکہ فرشتوں کے طواف کے لیے جگہ چھوڑ دے۔ کیونکہ فرشتے اُترتے ہیں اور طواف کرتے ہیں۔ مردانِ غیب بھی آتے ہیں اور طواف کرتے ہیں۔

(۳۳) نقل است (مح) کہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ می گوید عند الرب مرا بردند۔ ہمہ اشیا را حاضر دیدم۔ حضرت بندگی رضی اللہ عنہ می فرمودند شیخ ہنوز در عالم صورت است۔ از عین العیان چیزے ندارد۔ زیرا کہ اشیا را آں جاہ گزر نیست چوں آں می رسد مرد نمی ماند۔ و ایں بیت خواندند۔ بیت:

مارا تو محمد چہ شناسی و چہ دانی
آخر کہ چہ چیزیم کجائیم، کرائیم
اے ابو الفتح محمد باز آئی
(شعر) باز آمد نیست در مکان من

(۳۳) نقل ہے (مح) کہ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کہتے ہیں کہ مجھے رب کے پاس لے گئے تمام اشیا کو میں نے حاضر دیکھا۔ حضرت بندگی مخدومؒ فرماتے ہیں، شیخ مقام صورت میں ہیں عین العیاں کی انھیں کچھ خبر نہیں۔ کیونکہ اشیا کا وہاں گزر نہیں۔ پھر آپ نے یہ شعر پڑھا۔ شعر

ہم کو اے محمدؐ تو کیا پہچانتا ہے اور کیا جانتا ہے
آخر ہم کیا چیز ہیں، کہاں اور کس کے ہیں
اے ابو الفتح محمد لوٹ آ، تجھے میرے مکان ہی کو لوٹ آنا ہے۔

(۳۴) نقل است (مس) کہ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند کہ بعد ائمہ معصومین چہار شیخ را در قبور تصرف یکی می بود۔ اما چونکہ من متولد شدم از ایشاں دور شد واز من تا قیامت دور نخواہد شد۔

(۳۴) نقل ہے (مس) کہ حضرت بندگی مخدومؒ نے فرمایا کہ ائمہ معصومین کے بعد چار شیوخ کو یہ تصرف حاصل تھا کہ وہ قبروں میں زندہ تھے۔ جب میں پیدا ہوا تو ان کا یہ تصرف ختم ہوگیا۔ لیکن مجھ سے یہ تصرف قیامت تک دور نہ ہوگا

(۳۵) نقل است (جوا) حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودہ اند کہ من با عین القضاۃ یک روز در یک مقام بودم۔ بعد ازاں از مقام

(۳۵) نقل ہے (جوا) حضرت بندگی مخدومؒ نے فرمایا کہ میں عین القضات کے ساتھ ایک روز ایک مقام رہا۔ اس کے بعد میں ان کے

Marfat.com

او کار بیشتر بروم۔

(۳۶) نقل است (جوا) از سید السادات سید یوسف کہ کنیزک بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ حکایت می کرد کہ شبے بجہت وضو کنانیدن در مقام حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ افتادہ بودم۔ ناگاہ دیدم مردے پیرے خوش محاورہ دستار بستہ پیدا شد۔ بر حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ جواب او فرمودند۔ و مرا ہیبت او زد۔ ہم چنیں کہ گلی از دست رفتم۔ باز ساعتے مکالمت شد۔ من آں فہم نکردم۔ و باز آں مرد غایب شد۔ و خدمت بندگی میاں بڑا قدس اللہ سرہٗ العزیز می فرمایند کہ اگر ازیں حکایت حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ در قلم آرم مجلدے دیگر تالیف می باید کرد۔ احتمال مستغرق آں شود یا نشود۔ و بعمرے دانم کہ نشود۔

(۳۷) نقل است (جوا) چونکہ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ را معلوم شد کہ در دہلی بلا خواہد نازل شد کہ بدفع آں را نباشد و ملجا از آں نبود، ہمہ خلق را بتصریح فرمودند کہ دریں شہر چنیں و چنیں بلاہا بر آید۔ بریں حد کہ زمیں فرو بالا خواہد شد۔ و کم خانہ بود کہ مغل زمیں آں خانہ نکافتند و آں خانہ را خراب و ویران نکنند۔ اگرچہ سنت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ

مقام سے بہت آگے بڑھ گیا۔

(۳۶) نقل ہے (جوا) سید السادات سید یوسف سے کہ حضرت مخدومؓ کی کنیز نے بیان کیا کہ ایک رات میں حضرت بندگی مخدومؓ کو وضو کرانے کے لیے آپ کے مقام کے قریب پڑی ہوئی تھی، یکایک میں نے دیکھا کہ ایک خوبصورت بوڑھا آدمی دستار باندھا ہوا ظاہر ہوا۔ اس نے حضرت بندگی مخدومؓ نے اس کا جواب دیا۔ مجھ پر اس کی ہیبت ایسی چھائی کہ میرے ہاتھ سے برتن گر گیا۔ تھوڑی دیر تک اس سے آپ کی بات چیت ہوتی رہی۔ یہ گفتگو میری سمجھ میں نہ آئی۔ پھر وہ شخص غایب ہو گیا بندگی میاں بڑا قدس اللہ سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ اگر میں حضرت بندگی مخدومؓ کی ایسی حکایتیں لکھوں تو ایک کتاب تیار ہو جائے اور شاید اس میں بھی یہ حکایتیں نہ سمائیں۔ اتنا جانتا ہوں کہ ایک عمر میں بھی یہ ختم نہ ہوں گی۔

(۳۷) نقل ہے (جوا) چونکہ حضرت بندگی مخدومؓ کو معلوم ہو گیا تھا کہ دہلی پر ایسی بلا نازل ہونے والی ہے کہ جس کا دفع کرنا ممکن نہیں اور اس سے پناہ ملنی ممکن نہیں، تو آپ نے صراحت کے ساتھ لوگوں سے کہا کہ اس شہر پر ایسی ایسی بلائیں آنے والی ہیں۔ اس حد تک کہ زمین تہ و بالا ہو جائے گی۔ کم ہی مکان ہوں گے جس کی زمین کو مغل کھود نہ ڈالیں گے اور انھیں خراب

Marfat.com

ایں بود کہ ہر چہ می بینند بر خلق نگویند۔ اما ایں واقعہ بہ بانگ بلند بر خاص و عام و وضیع و شریف را خبر کردند و بر ہمہ خلق گفتند بدیں امید کہ محتمل کسے گفت خود شنود۔ ازیں بلا بگریزد، و در شہرے و ولایتے دیگر برود و ازیں بلا خلاص یابد۔ آخر ہم چناں شد۔ آں کہ سخن حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ شنید، در ولایت دیگر دیگر رفت و در امن سلامتی ماند و آں کہ نرفت خراب و تاراج شد۔ چنانچہ مشہور است در وقتے کہ مغلاں در یک دروازۂ دہلی درآمدند بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ از دروازۂ دیگر بیروں آمدند و متوجہ دولت آباد شدند۔

(۳۸) نقل است (چوا) حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ دست بیعت بخلق می دادند۔ روزے دلش گرفت ازیں کار تنگ آمدہ جانب نمازگاہ رفتند۔ آنجا ابدالی پیدا شد۔ دست حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ گرفت و گفت کہ بخدائی از خطرہ باز آئی۔ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند کہ تو ضامن می شوی کہ ہر کہ دست بر دست من نہد او را امان از آتش دوزخ باشد۔ آں ابدال گفت من ضامن ام کہ خدائے تعا

[illegible]

کہ وہ جو کچھ دیکھتے تھے وہ لوگوں سے کہتے نہ تھے۔ لیکن اس سلسلے میں آپ نے باواز بلند ہر خاص و عام اور وضیع و شریف کو خبر دی اور تمام لوگوں سے اس امید میں کہتے رہے کہ کوئی آپ کی بات مان لے اور اس بلا سے بھاگ کر کسی اور شہر اور کسی دوسرے ملک کو چلا جائے اور اس بلا سے چھٹکارا پائے آخرکار ایسا ہی ہوا۔ جس کسی نے حضرت بندگی مخدومؒ کی بات سنی اور دوسرے ملک کو چلا گیا۔ امن و سلامتی میں رہا۔ جو نہ گیا خراب اور تاراج ہوا۔ چنانچہ مشہور ہے کہ جب مغل ایک دروازے سے دہلی میں داخل ہوئے۔ بندگی مخدومؒ دوسرے دروازے سے باہر نکل گئے اور دولت آباد روانہ ہو گئے۔

(۳۸) نقل ہے (چوا) کہ حضرت بندگی مخدومؒ بیعت کے لیے مخلوق کو اپنا ہاتھ دیتے تھے۔ ایک روز دل گرفتگی کے عالم میں اس کام سے تنگ آکر مسجد کی طرف چلے۔ وہاں ایک ابدال نمودار ہوئے۔ انھوں نے حضرت بندگی مخدومؒ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ خدا کے لیے اس خطرے سے باز آیئے۔ حضرت بندگی مخدومؒ نے فرمایا کہ کیا آپ اس بات کے ضامن ہوتے ہیں کہ جو بھی میرے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے وہ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے گا۔ ابدال نے کہا میں

Marfat.com

مرا پیش تو ہمین کار فرستادہ است۔ یعنی برائے ضمانت۔ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ بازگشتند جانب خانہ آمدند۔

(۳۹) نقل است (سی) کہ از ایام رضاعت تا کہ بحضرت شیخ پیوند فرمایند یک صورتے از عالم غیب ہمراہ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ می بود۔ ہر وقتے کہ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ خواستندے کہ کار نا ملایم شروع کنند آں صورت از آں فعل باز داشتندے۔

(۴۰) نقل است (سی) کہ حضرت شیخ می فرمودند کودکے شانزدہ سالہ از دولت آباد آمدہ من کہ پیر ہفتاد سالہ ام مرا سر جنبانیدن نمی دہد۔ در ایام بست سالگی کشوفات و تجلیات و عکس نور ربوبیت بر چہرۂ مبارک حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ اہل کمال را معائنہ می شد و کمال ریاضت و مجاہدہ حاصل گشتہ بود و بعضے صوفیان متجلی در آں سن بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ را می گفتند کہ مقام حضرت شیخ فرید قدس اللہ سرہ العزیز دست دادہ است۔ و ملاقات مردانِ غیب و ابدالان و اوتاد و خواجہ خضر کرات و مرات بحضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ در سن سی سالگی می شد و ملتفت بایشاں در بعضے اوقات نگشتندے۔ انقطاع صحبت انام و اکل طعام و خط منام کلیہ دراں وقت

ضامن ہوں۔ خدائے تعالیٰ نے اسی کام کے لیے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ یعنی ضمانت کے لیے۔ حضرت بندگی مخدومؒ وہاں سے لوٹ کر گھر آگئے۔

(۳۹) نقل ہے (سی) کہ دودھ پینے کے دنوں سے لے کر حضرت شیخ کے مرید ہونے تک عالمِ غیب سے ایک صورت حضرت بندگی مخدومؒ کے ساتھ رہتی تھی۔ جب کبھی حضرت مخدومؒ کوئی نامناسب کام کرنا چاہتے تو وہ صورت آپ کو ایسا کام کرنے سے باز رکھتی تھی۔

(۴۰) نقل ہے (سی) کہ حضرت شیخ نے فرمایا کہ سولہ سال کی عمر کا ایک لڑکا دولت آباد سے آیا۔ میں تو ستر سالہ بوڑھا ہوں، وہ مجھے سر ہلانے بھی نہیں دیتا۔ اہلِ کمال نے بیس سال کی عمر میں کشوفات، تجلیات، اور ربوبیت کے نور کا عکس حضرت بندگی مخدومؒ کے چہرے پر دیکھ لیا تھا۔ آپ کو ریاضت اور مجاہدہ میں کمال حاصل ہو گیا تھا۔ بعض روشن دل صوفیوں نے اس سن ہی میں حضرت بندگی مخدومؒ سے کہا تھا کہ آپ کو حضرت شیخ فرید قدس سرہٗ کا مقام حاصل ہو گیا ہے۔ تیس سال ہی کی عمر میں حضرت بندگی مخدومؒ مردانِ غیب، ابدالوں، اوتادوں اور حضرت خضر سے بارہا مل چکے تھے۔ بعض اوقات آپ ان کی طرف توجہ نہ فرماتے تھے۔ اس زمانے

Marfat.com

از دست دادہ بود۔

میں آپ نے لوگوں سے ملنا جلنا، کھانا پینا اور سونا بالکل ہی چھوڑ دیا تھا۔

(۴۱) نقل است (سی) حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند کہ من در شکم مادر بودم و خواہر بزرگ من وفات کردہ بود۔ مادر من تضرع و زاری می کرد و دست بر شکم می زد و مرا بدے می گفت۔ می شنیدم و ناخوش می شدم۔ در دل من آمد کہ بگویم کہ اے مادر، خدا اے فراموش کردی۔ نہ گفتم کہ فتنہ قایم شود۔ بعد تولد نقش زدن دست مادر بر پشت مبارک برآمدہ بود۔ ہمہ را نمائندہ اند۔

(۴۱) نقل ہے (سی) حضرت بندگی مخدومؒ فرماتے تھے کہ میں ابھی ماں کی پیٹ ہی میں تھا کہ میری بڑی بہن کا انتقال ہوگیا۔ میری والدہؒ نے روتے پیٹتے اپنے پیٹ پر ہاتھ مارا اور مجھے بُرا بھلا کہا۔ میں نے یہ بات سُنی اور مجھے ناگوار گزری۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ کہہ دوں کہ اے ماں، تم نے خدا کو بھلا دیا۔ لیکن میں نے یہ بات نہ کہی کہ کہیں فتنہ برپا نہ ہو جائے۔ ولادت کے بعد والدہ کے ہاتھ کی مار کا نقش آپ کی پُشتِ مُبارک پر اُتر آیا تھا۔ یہ نقش آپ سب کو دکھایا کرتے تھے۔

(۴۲) نقل است (سی) کہ در دو سالگی کہ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ از دہلی بدولت آباد می آمدند در آں سن اینچہ در راہ از احوال و حالات واقع شد، تمام یاد داشتہ بودند۔ بلکہ وقت تولد کیاں کہ حاضر بودند و در کدام محل زائیدند و ایام رضاع تمام یاد داشتند۔

(۴۲) نقل ہے (سی) کہ دو سال کی عمر میں حضرت بندگی مخدومؒ دہلی سے دولت آباد آئے۔ اتنی سی عمر کے باوجود راستے میں جو حالات اور واقعات پیش آئے وہ سب آپ کو یاد تھے۔ بلکہ آپ کی ولادت کے وقت کون کون حاضر تھے اور کس مقام پر آپ کی ولادت ہوئی اور ایام رضاعت کی تمام باتیں آپ کو یاد تھیں۔

(۴۳) نقل است (سی) کہ در ہفتم سال روزہ ماہ رمضان المبارک می داشتند۔ ونگاہے نماز فرض فوت نہ شدہ و بعضے می گویند کہ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند کہ در شکم مادر روزہ

(۴۳) نقل ہے (سی) کہ حضرت بندگی مخدومؒ نے سات سال کی عمر سے رمضان المبارک کے روزے رکھنے شروع کئے۔ کبھی آپ کی فرض نماز ناغہ نہیں ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ

Marfat.com

می داشتم۔ یعنی روزۂ نفس می داشتم۔

بندگی مخدومؒ فرماتے تھے کہ میں ماں کی پیٹ میں بھی روزہ رکھتا تھا یعنی نفس کا روزہ رکھتا تھا۔

(۴۴) نقل است (خا) کہ بندگی مخدوم ہو المرشد فی العموم رضی اللہ عنہ را قوت ارشاد ہفتاد و دو ملت بود۔ چنانچہ در خاتمہ فرمودند کہ اے عزیز، بہ تحقیق بدانی، می خواستم ہر ملتے کہ آں را ہفتاد و دو ملت گویند، ارشاد و تعلیم او می نویسم و ایں ہفتاد و دو ملت احمدی است و می خواستم کہ رہ ارشاد و تعلیم مشرکان و مجوس و ترسا ہم نویسم۔ باوجود آنکہ ایشاں باں شرک و مجوسیہ ترسائی گرفتار اند۔ اما وقت عزیز است و عمر قصیر۔

(۴۴) نقل ہے (خا) کہ سب کے مرشد بندگی مخدومؒ کو بہتر فرقوں کی ہدایت کی قوت حاصل تھی۔ چنانچہ خاتمہ میں فرماتے ہیں کہ اے عزیز، یہ بات تحقیق سے سمجھ لے کہ میں چاہتا ہوں کہ ہر فرقے کی یعنی ان تمام فرقوں کی جو بہتر فرقے کہلاتے ہیں اور ملتِ احمدی کے بہتر فرقے ہیں ان کی تعلیم اور ارشاد کی باتیں لکھوا دیں۔ میں چاہتا ہوں کہ مشرکوں، مجوسیوں اور آتش پرستوں کی تعلیم اور ارشاد کی باتیں بھی لکھوں باوجودیکہ یہ لوگ شرک، ستارہ پرستی اور آتش پرستی میں مبتلا ہیں۔ لیکن وقت قیمتی ہے اور عمر تھوڑی۔

(۴۵) نقل است (خا) کہ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ را اسرار بواطن ہمہ معلوم بود۔ چنانکہ در خاتمہ فرمودند کہ خداوند سبحانہٗ تعالیٰ فرمود۔ وما من دابۃ فی الارض الا ہو اٰخذٌ بناصیتہا ان ربی علیٰ صراطٍ مستقیم۔ اخذ بناصیتہا عبارت از رابطہ کہ ممکن را بواجب است۔ علیٰ صراطٍ مستقیم عبارت از اجتماع آں رابطہ است بدست رب۔ فسبحان الذی بیدہ ملکوت کل شیءٍ والیہ ترجعون ہم بریں اشارت فرمودہ است۔ باشد کسے کہ ایں رابطہ بدست او بدہد

(۴۵) نقل ہے (خا) کہ حضرت بندگی مخدومؒ کو باطن کے سب اسرار معلوم تھے۔ چنانچہ خاتمہ میں فرماتے ہیں کہ خداوند سبحانہٗ تعالیٰ فرماتا ہے "کوئی جاندار ایسا نہیں جس کی چوٹی اس کے ہاتھ میں نہ ہو۔ بے شک میرا رب سیدھی راہ پر ہے۔" "چوٹی اس کے ہاتھ میں ہے" سے وہ رابطہ مراد ہے جو ممکن کو واجب سے ہے۔ "سیدھی راہ پر ہے" سے مراد اس رابطہ کا رب کے ہاتھ میں اجتماع ہے۔ "پاک ہے وہ ذات جس کے قبضہ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے۔ اور تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔"

Marfat.com

اور بر اسرار و ہمیہ بر بواطن ہمہ مطلع باشد واتباع شیخ نصیر الدین محمود اودھی ثم الچشتی قدس اللہ سرہ العزیز محمد حسینی را سلمہ اللہ تعالیٰ الیٰ یوم التناد پر تو آں بر دلش زدہ است ہر آئینہ شے مافی ذرخال دل او بیضہ نہادہ است کہ از آشیاں معارف وحقائق آں جا تولدے ہست۔ ولیکن فہوم قاصر والرب غیور ہمت روا ندارد ہر اہلے ونا اہلے سخن رود۔

سے بھی اسی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے جس شخص کو یہ رابطہ عطا کرتے ہیں وہ باطن کے تمام اسرار وہمیہ سے واقف ہوتا ہے۔ شیخ نصیر الدین محمود اودھی ثم الچشتی قدس اللہ سرہ العزیز کی اتباع نے محمد حسینی (قیامت تک اللہ انھیں قایم رکھے) کے دل پر ایسا قبضہ جمایا ہے ہر طرح تمام اشیا اس کے دل کے خال میں انڈے دیتے ہیں اور معارف اور حقایق کے آشیانے سے اس جگہ ولادتیں ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن ان کے سمجھنے سے انسانوں کی سوجھ بوجھ قاصر رہتی ہے۔ اور غیور رب کی ہمت اس کی روادار نہیں ہوتی کہ ہر اہل و نا اہل تک بات پہنچے۔

(۴۶) نقل است (خا) بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ تا چہل سال زن نکردند کہ طالب را نشاید۔ چنانچہ در خاتمہ فرمودہ اند اے یار عزیز و دوست من تا توانی ازیں کار محترز باش۔ خود را بزیاں مدہ۔ خود را اندکار دیں پس مینداز۔ خود را از محنتی و رنجور مساز۔ خود را اسیر کودکی مکن۔ خود را در گرداب پلیدی مینداز۔ نفس را از حرص و ہوس باز آر۔ آنچہ من با تو می گویم بشنو۔ من غنی صفت ازیں واماندہ ازیں کار نیم۔ با ہمہ قوتے وشہوتے کہ دارم ترا تنبیہ می کنم و ہیچ

(۴۶) نقل ہے (خا) کہ بندگی مخدوم نے چالیس سال تک شادی نہیں کی کہ یہ امر طالب کے شایانِ شان نہیں۔ چنانچہ خاتمہ میں فرماتے ہیں کہ اے یار عزیز، اور میرے دوست، جہاں تک ممکن ہو اس کام سے باز رہ اپنے آپ کو نقصان میں نہ ڈال۔ اپنے آپ کو دین کے کام میں پیچھے نہ رکھ۔ اپنے آپ کو مصیبت اور پریشانی میں نہ ڈال۔ اپنے آپ کو بچپن کی خواہشات کا اسیر نہ بنا۔ اپنے آپ کو گندگی کے جھنور میں نہ جھونک۔ نفس کو حرص وہوس

Marfat.com

صوفی و ہیچ سالکے روندہ دریں کار نیاید کہ او بستہ نشد۔ شوقے گم شود۔ از درد طلب باز مانی۔ ذوقے فوت گردد۔ اگر عارفی و اللہ تجلیات گم گردد۔ بعدہ، حضرت شیخ علاء الدین الندی رحمۃ اللہ علیہ التماس بہ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ کردند کہ زن بکنید۔ کہ ہم چو توئی را مضرت نیست۔ و الحاح نمودند۔ بنا بران قبول کردہ زن کردند۔ و حضرت شیخ علاء الدین خود محصور ماندند۔

سے باز رکھ۔ جو کچھ میں تجھ سے کہتا ہوں اسے سُن۔ میں غنی صفت ہوتے ہوئے بھی اس کام کے لیے مجبور ہوا۔ اس تمام قوت اور شوکت کے ساتھ جو میں رکھتا ہوں تجھے تنبیہ کرتا ہوں کہ کوئی صوفی اور کوئی چلنے والا سالک اس میں پڑا کہ اس کے ہاتھ پیر بندھ گئے شوق گم ہو جاتا ہے۔ ورنہ طلب میں کمی آجاتی ہے۔ ذوق مر جاتا ہے۔ اگر تو عارف ہے تو خدا کی قسم تجلیات گم ہو جاتی ہیں۔ اس کے بعد، حضرت شیخ علاء الدین الندی رحمۃ اللہ علیہ نے بندگی مخدومؒ سے التجا کی کہ آپ شادی فرمالیں کہ آپ جیسے کے لیے اس میں کوئی نقصان نہیں ہے۔ انھوں نے بڑی منت سماجت کی۔ اس لیے آپ نے ان کی التجا قبول کر کے شادی فرمالی لیکن خود حضرت علاء الدین الندی نے شادی نہیں کی مجرد ہی رہے۔

(۴۷) نقل است (مس) کہ پیش بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ یکے آمدہ رنگ خاک بہشت و بوئے خاک بہشت پرسید۔ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ خواجہ حبیب اللہ ابو المرشد شاہ ید اللہ را طلبیدند۔ حضرت شاہ ید اللہ آمد تا گفتند حالیا در بہشت بازی می کردم و بطلب حضرت قطبی آمدم۔ و پائے کف خود آں کس کہ پیش حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ سوال کردہ بود نمودند و بویانید

(۴۷) نقل ہے (مس) کہ کسی نے حضرت بندگی مخدومؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے بہشت کی مٹی کا رنگ اور بہشت کی مٹی کی بو کے بارے میں سوال کیا۔ حضرت بندگی مخدومؒ نے خواجہ حبیب اللہ ابو المرشد شاہ ید اللہ کو طلب فرمایا۔ حضرت شاہ ید اللہ تشریف لائے، اور کہنے لگے کہ میں ابھی بہشت میں کھیل رہا تھا۔ اور حضرت قطبی کی طلبی پر حاضر ہوا ہوں۔ پھر انھوں نے اپنے تلوے اس

Marfat.com

وگفتند کہ رنگ خاک بہشت ایں است
خاک بہشت ایں است۔

(۴۸) نقل است (مس) کہ سید حنیف
قدس اللہ سرہٗ العزیز را یک مریدے بود
اما بر بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ اعتقاد از
پیر خود بیش از بیش داشت۔ گاہ گاہ
بخدمت حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ
آمد و شد ہم داشت۔ چونکہ نقل کرد حضرت
شاہ ید اللہ را برے زیارت سیومی فرستادند
و فرمودند کہ امروز کاریست۔ سید حنیف
قدس اللہ سرہٗ العزیز ہم آمدہ بودند۔
حضرت شاہ ید اللہ رفتند دیدند کہ قبر او را
یک سوراخے است۔ از آں سوراخے
آتش می آید و او را می سوزد۔ مقبول الحضرت
شاہ ید اللہ انگشت خود را در آں سوراخ
نہادہ و دعا از خدائے خواستہ او را بخشانیدند
از عذاب خلاص دہانیدند۔ چونکہ حضرت شاہ
ید اللہ پیش حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ
آمدند حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ خود استادہ
کنار گرفتند۔ و بسیار خوش شدند۔ و آنچہ از
عالم الہیات و غیوبات بہ حضرت شاہ ید اللہ
را عطا کردند در ہماں روز کردند۔ و فرمودند کسے
را کہ خبر زمیں یک گز و نیم نباشد او را مرید کردند

شخص کو دکھائے جس نے حضرت بندگی مخدومؓ
سے سوال کیا تھا۔ اس کو اپنے تلوے سُنگھائے
اور فرمایا کہ بہشت کی مٹی کا رنگ یہ ہے اور
بہشت کی مٹی یہ ہے۔

(۴۸) نقل ہے (مس) کہ سید حنیف قدس اللہ
سرہ العزیز کا ایک مرید تھا۔ لیکن اسے اپنے پیر سے
کہیں زیادہ حضرت بندگی مخدومؓ پر اعتقاد تھا
کبھی کبھی حضرت بندگی مخدومؓ کے پاس بھی آیا
جایا کرتا تھا۔ جب اس کا انتقال ہو گیا تو آپ
نے اس کی زیارت سیوم میں حضرت شاہ ید اللہ
کو بھیجا۔ اور فرمایا کہ آج کام کرنا ہے۔ سید حنیف
قدس اللہ سرہ العزیز بھی آئے تھے۔ حضرت شاہ
ید اللہ بھی گئے اور دیکھا کہ اس کی قبر میں ایک
سوراخ ہے۔ اس سوراخ سے آگ آتی ہے اور
اس کو جلاتی ہے۔ مقبول الحضرت شاہ ید اللہ
نے اپنی انگلی اس سوراخ میں رکھی اور خدا سے
دعا کر کے اسے بخشا دیا۔ اور اس کو عذاب سے
رہائی دلا دی۔ جب حضرت شاہ ید اللہ حضرت
بندگی مخدومؓ کے سامنے آئے تو حضرت بندگی
مخدومؓ خود کھڑے ہو گئے آپ کو گلے لگا لیا اور
بہت خوش ہوئے۔ الٰہیات اور غیوبات سے
جو کچھ حضرت شاہ ید اللہ کو حضرت بندگی مخدومؓ
نے عطا فرمایا تھا، اسی روز عطا فرمایا۔ اور فرمایا
جس شخص کو ڈیڑھ گز زمین کی خبر نہ ہو، اس کے
لیے مرید کرنا حرام ہے۔

Marfat.com

حرام است ۔

(۴۹) نقل است (مس) کہ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ صد و بست و پنج کتاب ساختہ ۔ اما ہیچ کتابے نیندیشندہ و نہ سوادے کردند ۔ چہ تفسیر، چہ کلام، چہ تصوف، چہ ابیات، چہ فارسی چہ عربی ۔ فی الحال می گفتند و می نویسانیدند ۔ کسے کہ عربی و عجمی و ہندی بود بے سواد و بے تامل تصنیف کردن نمی تواند ۔ اما کسے کہ دہلوی بود کتابے عربی و فارسی و نیز آں بے تامل بے تفکر بے سواد چناں کند کہ حل نشود مگر کسے را کہ در عربی و فارسی و تصوف دخل تمام باشد ۔ ایں بغیر از کرامت نمی شود حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ بنا فرمودۂ پیر درس خواندند ۔ و در خانہ آمدہ کتاب در طاق می نشستند و مشغول حق می بودند ۔ چنانچہ گفتہ اند کتاب در طاق و دل مشتاق ۔ از برکت فرمودۂ شیخ علم ظاہری چناں ہم حاصل شد کہ در عربیت بر صاحب کشاف ہم صرفے نہادند ۔

(۵۰) نقل است (مس) حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ را با پیر مسعود بک بحث شد ۔ چنانچہ مشہور است، آخر چوں کہ پیر مسعود بک درماندہ شد ۔ مسعود بک پس پشت پیر استاذ بود ۔ جواب شروع کرد ۔ حضرت بندگی مخدوم

(۴۹) نقل ہے (مس) کہ حضرت بندگی مخدوم نے ایک سو پچیس کتابیں لکھیں ۔ لیکن کوئی کتاب بھی پہلے سے سوچی اور نہ اسے خود اپنے ہاتھ سے لکھا ۔ چاہے وہ تفسیر ہو کہ کلام، چاہے فارسی ہو کہ عربی ۔ کوئی عرب ہو کہ ایرانی یا ہندی بغیر اپنے ہاتھ سے لکھے اور سوچے تصنیف نہیں کر سکتا ۔ لیکن ایک شخص جو دہلوی ہو کتاب عربی اور فارسی میں وہ بھی بغیر سوچے بغیر لکھے ایسا کر سکتا ہے کہ یہ بات حل نہ ہو یہ بات اسی سے ممکن ہے جسے عربی اور فارسی اور تصوف پر کامل عبور حاصل ہو ۔ یہ بات کرامت کے بغیر ممکن نہیں ۔ حضرت بندگی مخدوم اپنے پیر کے ارشاد کی تعمیل میں باقاعدہ درسی تعلیم حاصل کرتے تھے ۔ گھر آتے تو کتاب طاق میں رکھ دیتے اور عبادت حق میں مشغول ہو جاتے ۔ چنانچہ فرمایا ہے کتاب طاق میں اور دل مشتاق ۔ شیخ کے ارشاد کی برکت سے آپ کو علم ظاہری بھی اتنا حاصل ہوا کہ عربیت میں صاحب کشاف سے برابری کی ٹکر لی ۔

(۵۰) نقل ہے (مس) کہ حضرت بندگی مخدوم کی مسعود بک کے پیر سے بحث ہوئی ۔ جیسا کہ مشہور ہے آخر میں مسعود بک کے پیر مجبور ہو گئے ۔ مسعود بک اپنے پیر کی پیٹھ کے پیچھے کھڑے تھے ۔ انھوں نے جواب دینا شروع کیا ۔ حضرت بندگی مخدوم کو

Marfat.com

رضی اللہ عنہ در غضب آمدہ فرمودند کہ زبان تو
بریدہ باد۔ چوں شنیدند کہ جواب رقعہ می نویسد
فرمودند کہ دست ہم بریدہ باد۔ آخرالامر ہم چناں
شد۔ چنانچہ مشہور است کہ بصاحب ولایت
بے خلوصیت دل در نیاید۔ چناں افتد کہ ہرگز
برنخیزد۔ بیت

ہر آں کہتر کہ با مہتر ستیزد
چناں افتد کہ ہرگز بر نخیزد

(۵۱) نقل است (مس) اشیخ کوچک
در دروازہ خُرد کردہ بود تا ہر کہ بیاید دوتا
شدہ بیاید۔ چنانچہ دوہرہ۔

نہوڑے آوے نہوڑے جاوے
لاگے کوچک پیر کے پاوے

چونکہ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ برائے
ملاقات شیخ کوچک رفتند دروازۂ خود
بخود بالا شد۔ شیخ کوچک چونکہ مرتبہ و
بزرگی حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ
مشاہدہ کرد و گفت سید محمد اش نہ پائے۔

(۵۲) نقل است (مس) میاں کمتو رحمۃ اللہ
علیہ را سلطان کشانیدہ۔ حضرت بندگی مخدوم
رضی اللہ عنہ کہ نزدیک میاں کمتو رحمۃ اللہ علیہ
رفتند و دستِ مبارک خود کہ بر زخم داشتند
میاں کمتو نشستند۔ باز بندگی مخدوم رضی اللہ
عنہ غلطانیدند کہ فتنہ قائم خواہد شد۔

اس پر بڑا غصہ آیا۔ آپ نے فرمایا کہ تیری
زبان کٹ جائے۔ اور جب آپ نے سُنا کہ
آپ کے رقعہ کا وہ جواب لکھ رہے ہیں تو فرمایا
اس کے ہاتھ بھی کٹ جائیں۔ آخر کار ایسا ہی
ہوا۔ چنانچہ مشہور ہے کہ صاحب ولایت سے
خلوصیت دل کے سوا پیش نہیں آنا چاہیے
شعر:۔

ہر وہ چھوٹا جو بڑے سے لڑتا ہے
ایسا گرتا ہے کہ پھر نہیں اُٹھتا

(۵۱) نقل ہے (مس) اشیخ کوچک نے اپنے
گھر کا دروازہ چھوٹا رکھا تھا تاکہ ہر آنے والا
جھک کر آئے۔ چنانچہ دوہرہ ہے ؎

جھک کر آئے جھک کر جائے
اس طرح کوچک پیر کے پیر کو لگے

جب حضرت بندگی مخدومؓ شیخ کوچک سے
ملنے کے لیے گئے تو دروازہ خود بخود اونچا
ہوگیا۔ جب شیخ کوچک نے حضرت بندگی
مخدومؓ کے رتبہ کی بلندی دیکھی تو کہا سید محمد
اس میں نہ سمائے۔

(۵۲) نقل ہے (مس) میاں کمتوؒ کو سلطان
نے مروا ڈالا۔ جب حضرت مخدومؓ میاں کمتوؒ
کے قریب گئے اور اپنا ہاتھ ان کے زخم پر رکھا تو
میاں کمتو اُٹھ بیٹھے۔ لیکن بندگی مخدومؓ نے
انھیں پھر لٹا دیا کہ فتنہ بپا نہ ہو جائے۔

Marfat.com

(۵۳) نقل است (جوا) در دہلی بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ بعد رحلت بندگی شیخ نصیر الدین نصیر الملت والدین دست بیعت می دادند جہانے سجدہ می کرد۔ علماء دہلی می خواستند کہ محضر بکنند یکے از جملہ علماء گفت کہ یکے از ما برود در حضرت او و بہ بیند کہ تا چہ حالست مرتبۂ او۔ بعدہ محضر بکنید۔ اشرف ساوی کہ ہمہ علم می دانست او را فرستادند چونکہ بیش حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ آمد دید و سجدہ کرد و از مجمع محضر خود را کشید و گفت۔ بیت

نباید کرد محضر با چنیں کس
مرا دل گفت سجدہ کن ہماں بس

دگفت آں کس کہ خواہد محضر کند یک بار پیش آورد کہ سجدہ کند و خواہد کرد۔ ہمہ سر بر زمین آوردند از گفت و گوئی لب بستند۔

(۵۳) نقل ہے (جوا) نصیر الملت والدین حضرت بندگی شیخ نصیر الدینؒ کی وفات کے بعد دہلی میں حضرت بندگی مخدومؓ نے اپنا دست بیعت دراز فرمایا۔ ایک دُنیا نے آپ کو سجدہ کیا۔ دہلی کے عالموں نے چاہا کہ اس کے خلاف محضر تیار کریں۔ ان عالموں میں سے ایک عالم نے کہا کہ ہم میں سے کوئی ان کے پاس جائے اور دیکھے کہ ان کا مرتبہ کتنا ہے۔ اشرف ساوی جو تمام علم جانتے تھے انھیں بھیجا گیا۔ جب وہ حضرت بندگی مخدومؓ کے سامنے آئے تو سجدہ کیا اور محضر تیار کرنے والے لوگوں سے اپنے آپ کو الگ کر لیا اور کہا۔ شعر

ایسے شخص کے خلاف محضر پیش نہیں کرنا چاہیے
جس کے لئے میرے دل نے کہا کہ سجدہ کر اور یہی بس ہے

پھر انھوں نے کہا کہ جو شخص محضر پیش کرنا چاہتا ہے وہ ایک بار آپ کے سامنے آئے، سجدہ کرے اور سجدہ کرے گا۔ سب نے سر زمین پر رکھا اور اس بارے میں مزید گفتگو بند کی۔

(۵۴) نقل است (مس) کہ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ پنج وقت نماز فرض در مکہ می گزاردند و ہم در خانقاہ خود در وقت نماز فرض می بودند۔ روزے پیر مردے پیش حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ وارضاہ آمد۔ روئے بر زمین نہاد آورد۔ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند کہ بنشیں۔ بنشست۔ او گفت کہ شما را در طواف

(۵۴) نقل ہے (مس) کہ حضرت بندگی مخدومؓ پانچ وقت کی فرض نماز مکہ میں ادا کرتے تھے اور پھر نماز فرض کے وقت خانقاہ میں موجود رہتے تھے۔ ایک روز ایک بوڑھا آدمی حضرت بندگی مخدومؓ کے پاس آیا۔ زمین بوس ہوا۔ حضرت بندگی مخدومؓ نے اس سے فرمایا بیٹھو۔ وہ بیٹھ گیا۔ اس نے کہا میں نے آپ کو حج کے موقعہ پر کعبہ کا طواف کرتے دیکھا۔

Marfat.com

کعبہ حج دیدم۔ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند کہ اے پیرمرد، کعبہ پیش درِ ماست۔ اگر مرداں بخواہند کہ یک زمانے تا تو چشم بر چشم زنی از مشرق تا بہ مغرب بگردند و باز بمقام خود آیند۔ وہم دریں محل دست آں پیر مرد برگرفتند و فرمودند کہ چشم برچشم بزن۔ چونکہ چشم برچشم زد خود او حضرت بندگی را در مشرق دید و باز خود را و حضرت بندگی مخدوم را در مقام خود دید۔ باز حضرت بندگی مخدوم فرمودند باز چشم برچشم بزن۔ چونکہ زد حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ را و خود را در مغرب دید۔ باز در مقام خود خود را و حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ را دید۔ و آں پیرمرد سر بر زمیں آورد و مشرف بشرف بیعت گشت۔

(۵۵) نقل است (مس) خدمت میاں یداللہ پسر شاہ نہنہ چونکہ دو سہ خون کردند بادشاہ زمانہ با علماء و قضاۃ قرار داد کہ ایشاں را طلبیدہ از روئے شرع بر ایشاں خون لازم کردہ، قصاص از ایشاں خواہم گرفت۔ بعدہ ایشاں را طلبید۔ ایشاں نہ آمدند۔ باز طلبید۔ باز نہ آمدند۔ چونکہ سیوم بار طلبید، ایشاں حیران شدہ تمام شب در گنبد حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ مشغول ماندند۔ یکایک نزدیک صبح آواز آمد کہ برو، مترس۔ بندگی میاں یداللہ بر پالکی سوار شدہ

حضرت بندگی مخدومؒ نے فرمایا کہ اے پیرمرد! کعبہ ہمارے دروازے کے سامنے ہے۔ اگر مرد چاہیں تو ایک آن میں کہ تم پلک جھپکاؤ مشرق سے مغرب تک گھوم کر اپنے مقام پر آجاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے اس بوڑھے آدمی کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ پلک جھپکاؤ۔ جیسے ہی اس نے پلک جھپکائی، اپنے آپ کو اور حضرت مخدومؒ کو مشرق میں دیکھا اور پھر اپنے آپ کو اور حضرت بندگی مخدومؒ کو اپنی جگہ دیکھا پھر حضرت بندگی مخدومؒ نے فرمایا پھر پلک جھپکاؤ۔ اس نے پلک جھپکائی تو حضرت مخدومؒ کو اور اپنے آپ کو مغرب میں دیکھا اور پھر اپنے آپ کو اور حضرت بندگی مخدومؒ کو اپنی جگہ دیکھا۔ وہ بوڑھا شخص زمیں بوس ہوا اور بیعت کے شرف سے مشرف ہوا۔

(۵۵) نقل ہے (مس) حضرت شاہ نہنہ کے بیٹے حضرت شاہ یداللہ نے دو تین قتل کر دیئے بادشاہِ وقت نے علما اور قضات کے مشورے کے مطابق حکم دیا کہ انہیں طلب کرکے از روئے شرع قتل کا الزام ثابت کرکے ان سے قصاص لیا جائے۔ اس کے بعد انہیں طلب کیا گیا۔ وہ نہ آئے۔ انہیں پھر بلایا گیا۔ وہ پھر بھی نہ آئے۔ جب انہیں تیسری مرتبہ بلایا گیا تو وہ حیران ہوکر ساری رات حضرت بندگی مخدومؒ کے گنبد میں مشغول رہے۔

Marfat.com

آمدند۔ بادشاہ ہمہ قضاۃ و علماء و اکابر و اشراف و فضلاء و وزراء امرا را جمع کردہ بندگی میاں ید اللہ را بیاوردہ۔ چونکہ نظر بادشاہ بر بندگی میاں ید اللہ افتاد فی الحال برجستہ پیش دوید بر پائے افتادہ بر بالائے صدر خود نشاندہ خود بہ ادب و تواضع پیش نشست و قضاۃ و علماء و حضار مجلس را عجب آمد۔ پس بادشاہ عذر خواستہ، تشریف دادہ باعزاز و اکرام باز گردانید۔ قضات و علماء و وزرا بصورت عرضداشت پیش بادشاہ پیوستند کہ چہ قرار دادہ بودند و چہ کردند۔ بادشاہ گفت چکنم۔ چونکہ نظر من بر بندگی میاں ید اللہ افتاد، دیدم کہ با او دو شیر می آیند۔ پس بضرورت از ترس آں پیش آں شدہ آوردم۔ چونکہ بنشستم، ہر دو شیر بہر دو طرف بازوئے من دہان کشادہ زبان بیرون کردہ ایستادند بحدیکہ کف دہان ہر دو شیر بر چادر من می افتاد۔ چادر خود ایشان را نمودہ گفت اگر اعتبار نمی کنید بہ بینید۔ فی الواقع ہم چناں بود۔ پس از خوف و بیم آن از و بسیار عذر خواستہ روان کردم۔ ہمہ قضاۃ و علماء و حضرا حیران ماندند۔

یکایک صبح کے قریب آواز آئی کہ جا، مت ڈر۔ حضرت میاں ید اللہ پالکی پر سوار ہو کر آئے۔ بادشاہ نے تمام قضات، علماء، اکابر، اشراف، فضلاء، وزراء اور اُمراء کو جمع کیا تھا۔ بندگی میاں ید اللہ ان کے سامنے لائے گئے۔ جیسے ہی بادشاہ کی نظر بندگی میاں ید اللہ پر پڑی فوراً کھڑا ہو گیا۔ دوڑ کر آگے آیا اور اپنے سے اوپر انھیں بٹھایا۔ خود بہت ادب اور تواضع سے سامنے بیٹھا۔ یہ بات قضات، علماء اور حاضرین مجلس کو بڑی عجیب معلوم ہوئی۔ اس کے بعد بادشاہ نے معذرت کی اور خلعت دے کر اعزاز و اکرام کے ساتھ آپ کو رخصت کر دیا۔ قضات، علماء اور وزراء نے بادشاہ سے عرض کی کہ آپ نے کیا طے کیا تھا اور کیا کیا۔ بادشاہ نے کہا میں کیا کروں۔ جیسے ہی میری نظر بندگی میاں ید اللہ پر پڑی میں نے دیکھا کہ ان کے ساتھ دو شیر آتے ہیں۔ مجبوراً ان کے ڈر سے آگے بڑھ کر ان کا استقبال کیا۔ جب میں بیٹھ گیا، دونوں شیر منھ پھاڑے، زبان باہر نکالے میرے دونوں بازوؤں پر کھڑے ہو گئے۔ اس طرح کہ دونوں شیروں کے منھ کا کف میری چادر پر گرتا تھا۔ پھر اس نے اپنی چادر لوگوں کو دکھائی اور کہا، اگر میری بات پر یقین نہیں آتا تو اسے دیکھو۔ سچ مچ ایسا ہی تھا۔ اس لئے میں نے ان شیروں سے ڈر کر ان سے بڑی معذرت چاہی۔

Marfat.com

اور انھیں رخصت کر دیا۔ یہ سن کر تمام قاضی، عالم اور حاضرین حیران رہ گئے۔

(۵۶) نقل است (مس) کہ روزے حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ کنار دریا نشستہ بودند۔ دانشمند بزرگ در دست کتاب گرفتہ جہت سوال آمدہ پیش حضرت مخدوم رضی اللہ نشست۔ فی الحال حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ کتاب از دست او گرفتہ در دریا انداختند او حیران شدہ گفت، یا سید چہ کردی؟ باز حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ دست مبارک خود را در دریا انداختہ آں کتاب آوردہ گرد افشاندہ بدست او دادند و فرمودند کہ چہ سوال دادی، بگو۔ گفت، کسے را چہ زہرہ است کہ برہم چو توئی سوال کند۔ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند کہ سوال تو ایں و جواب تو ایں۔ و در سوال او یک آیتے بود۔ در ہر لفظ آں آیت ہزار معنی بیان فرمودند۔ آں دانشمند سر بر زمیں آوردہ قصد ارادت حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ کرد۔ فرمودند برو۔ نصیب تو ایں جا نیست چنانچہ سلطان احمد را فرمودہ بودند۔

(۵۶) نقل ہے (مس) کہ ایک روز حضرت بندگی مخدومؒ کسی دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک بڑے عالم ہاتھ میں کتاب لئے آپ سے سوال کرنے کے لئے آئے۔ اور حضرت بندگی مخدومؒ کے آگے بیٹھ گئے۔ حضرت بندگی مخدومؒ نے فوراً آپ کے ہاتھ سے کتاب لے کر اسے دریا میں ڈال دیا۔ وہ حیران رہ گئے۔ اور انھوں نے کہا، اے سید، آپ نے یہ کیا کیا؟ حضرت بندگی مخدومؒ نے اپنا دستِ مبارک دریا میں ڈالا۔ وہ کتاب نکالی اور اس پر کی گرد جھاڑ کر ان کے ہاتھ میں دے دی۔ پھر فرمایا، کہ ہاں، تم کیا سوال کرنا چاہتے تھے، کہو۔ انھوں نے کہا، کسی کی کیا مجال کہ آپ جیسے سے کوئی سوال کرے۔ حضرت بندگی مخدومؒ نے فرمایا کہ تمھارا سوال یہ ہے اور تمھارا جواب یہ ہے۔ ان کے سوال میں کلام اللہ کی ایک آیت آئی تھی۔ اس آیت کے ہر لفظ کے ہزار معنی بیان فرمائے۔ عالم نے اپنا سر زمین پر رکھ دیا، اور حضرت بندگی مخدومؒ کے مرید ہونے کی خواہش کی۔ آپ نے فرمایا تیرا نصیب یہاں نہیں ہے چنانچہ سلطان احمد سے بھی آپ نے یہی فرمایا تھا۔

(۵۷) نقل است (مس) کہ در ایام دوازدہ سالگی زاغ بر سبوئے وضوئے حضرت بندگی مخدوم

(۵۷) نقل ہے (مس) کہ حضرت بندگی مخدومؒ بارہ سال کے تھے کہ آپ کے وضو کے

Marfat.com

رضی اللہ عنہ بیحال کرد۔ حضرت بندگی مخدوم
رضی اللہ عنہ بسوے او دیدند۔ فی الحال سر او
از تن و پا از سر، ہر عضوے از عضوے یک دیگر
جدا شدہ والدہ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ
عنہ گفتند چہ کردی؟ فرمودند، با ما چرا بے ادبی
کرد۔ من چکنم؟ والدہ حضرت بندگی مخدوم
رضی اللہ عنہ گفتند عجب شدہ سید محمدؐ این
زبان ہر کہ بے ادبی تو کند، حال او ہمچنین
باشد۔ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ تبسم
کناں فرمودند چنانکہ بودہ شد، برو۔ ہنوز
سخن از زبان حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ
نیکو بدر نیامدہ بود کہ زاغ چنانچہ بود شدہ بپرید۔

(۵۸) نقل است (مس) چند درویشاں
بے معنی نشستہ بودند۔ فجاءۃً بغتتہً درمیان
ایشاں گاوے پیدا شد۔ ایشاں ذبح کردہ
تمام خوردند۔ صاحب گاو را چونکہ خبر شد از
دیوان پیادگاں آورد۔ ایشاں حیران شدہ
پیش حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ دواں
آمدہ صورت حال بموقف عرض رسانیدند۔ حضرت
بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ پرسیدند چیزے، ہست
یا تمام خوردید؟ گفتند، تمام خوردہ ایم۔ فرمودند
پوست یا استخواں ہست؟ گفتند، پوست و
استخواں ہست۔ فرمودند استخواں در پوست
بپیچیدہ چوبے مقدار یک گز بر دست ایشاں

لوٹے پر ایک کوے نے بیٹ کر دی۔ آپ
نے اس کی طرف دیکھا۔ اسی وقت اس کا سر،
اس کے پیر، اور اس کا ایک ایک عضو دوسرے
عضو سے جدا ہو کر آپ کے آگے گر گیا۔ حضرت
بندگی مخدومؒ کی والدہ بولیں یہ کیا کیا آپ نے فرمایا کہ
اس نے ہم سے کیوں بے ادبی کی میں کیا کروں۔
حضرت بندگی مخدومؒ کی والدہ نے فرمایا کہ سید محمدؐ
آج کل تم کیسے عجیب ہو گئے ہو کہ جو بھی تم سے
بے ادبی کرے، اس کا حال ایسا ہو جائے۔ یہ
سن کر حضرت بندگی مخدومؒ مسکرا دیئے۔ اور
فرمایا، جیسا تھا، ویسا ہو جا۔ ابھی حضرت
بندگی مخدومؒ کی زبان سے یہ کلمہ پوری طرح ادا
بھی نہ ہوا تھا کہ کوا جیسا تھا ویسا ہی ہو کر اڑ گیا۔

(۵۸) نقل ہے (مس) کہ چند درویش کہیں
بے کار بیٹھے تھے۔ یک بیک ان کے درمیان
ایک گائے نمودار ہوئی۔ انھوں نے اس
گائے کو ذبح کیا اور اسے کھا گئے۔ جب گائے
کے مالک کو خبر ہوئی تو دیوان سے پیادے
لے کر آیا۔ درویش پریشان ہو گئے۔ دوڑے
دوڑے حضرت بندگی مخدومؒ کے پاس آئے۔
حضور میں صورت حال عرض کی۔ حضرت بندگی
مخدومؒ نے پوچھا کہ گائے کی کوئی چیز باقی ہے یا
اسے پوری کھا گئے؟ عرض کیا، ہم اسے پوری
کی پوری کھا چکے ہیں۔ فرمایا، کیا اس کا چمڑا
یا اس کی ہڈیاں موجود ہیں؟ عرض کیا اس کا

Marfat.com

زادند۔ فرمودند ایں چوب بزنید و بگوئید چنانچہ بود، شو، بہ برکت محمد۔ ایشاں استخواں را در پوست پیچیدہ ہم چناں کردند۔ بفرمان عزوجل گاو بہ ایستاد ایشاں خوش شدہ تسلیم صاحب گاو کردند۔

چمڑا اور ہڈیاں موجود ہیں۔ فرمایا، ہڈیوں کو چمڑے میں لپیٹو۔ ایک گز لمبی ایک لکڑی ان کے ہاتھ میں دی۔ اور فرمایا، اس لکڑی سے سے اسے خوب مارو۔ اور کہو محمدؐ کی برکت سے جیسی تھی ویسی ہی ہو جا۔ انھوں نے ہڈیوں کو چمڑے میں لپیٹا اور ویسا ہی کیا۔ خدائے عزوجل کے فرمان سے گائے زندہ ہو کر اُٹھ بیٹھی ان لوگوں نے خوش ہو کر وہ گائے اس کے مالک کے حوالے کردی۔

(۵۹) نقل است (جوا) از جوامع الکلم کہ روز پنجشنبہ ماہ مذکور وقت خرج مائدہ طرفے از فضائل بی بی باعظمت فاطمہ سام ذکرے بود۔ فرمودند تا آں کہ شخصے حکایت می کرد، عرضہ داشتم بعد موت؟ فرمودند، آرے، بعد موت، کہ روزے معہود خویش در حضرت رب العزت می رفتم۔ از طور ملکی در گزشتم۔ ناگاہ فرشتہ گفت، لیکسی تو بایست۔ چہ باشد کہ نیک بے باک وار می گزری۔ من سوگند خوردم و ہمانجا نشستم کہ تا خود رب العزت تعالیٰ مرا نطلبد بیشتر نہ شوم۔ ساعتے نگزشت بی بی خدیجہ و فاطمہ زہرہ آمدند رضی اللہ عنہما آمدند در پائے ایشاں افتادم۔ ایشاں گفتند، اے فاطمہ، امروز ہم چو تو کیست کہ خدائے تعالیٰ بہ طلب تو ماہ افرستادہ است۔ گفتم، من کنیزک شما ام۔ عزت من بالاتر ازاں نباشد کہ

(۵۹) جوامع الکلم سے نقل ہے (جوا) کہ اس مہینے کی جمعرات کو دسترخوان پر باعظمت بی بی حضرت فاطمہ سام کے بعض فضائل کا ذکر ہو رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ انھوں نے کسی شخص سے بیان کیا (میں نے عرض کیا، کہ کیا مرنے کے بعد؟ فرمایا، ہاں مرنے کے بعد) کہ میں اپنے مقررہ دن (یعنی مرنے کے بعد) رب العزت کے حضور میں چلی۔ جب طور ملکی سے گزری تو ناگاہ ایک فرشتے نے کہا، تو کون ہے، ٹھہری رہ، تجھے کیا ہوا ہے کہ اس بے باکی کے ساتھ چلی جا رہی ہے؟ میں اسی جگہ بیٹھ گئی اور میں نے قسم کھائی کہ جب تک رب العزت مجھے نہ بلائے آگے نہ جاؤں گی۔ تھوڑی دیر نہ گزری کہ بی بی خدیجہ اور بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہما آئیں۔ میں ان کے پیروں پر گر پڑی انھوں نے کہا، اے فاطمہ، آج تجھ سا کون ہے کہ خدائے تعالیٰ نے

Marfat.com

شما بطلب می آمده اند۔ اما شما روا دارید،
من سوگند خورده ام کہ جز بطلب خدا بغیر واسطہ
بیشتر نشوم، از آں سوگند بگزرم۔ ایشاں ہر
دو رفتند۔ در حضرت گفتند، خداوندا تو بہتر
می دانی کہ فاطمہ می گوید کہ سوگند خورده ام،
بے طلب و بلا واسطہ کسے من نیایم۔ فرمان شد،
فاطمہ راست می گوید کہ شما از میانہ دور شوید۔
ندا إلیّ إلیّ خاست۔ من از جا جنبیدم۔
بحضرت شدم۔ گفتم، خداوندا، در حضرت تو
ایں چنیں بے ادباں ہم می باشند کہ آئندگان
حضرت ترا نمی شناسند۔ ایں سخن گفت و
یک آہ زد۔ درمیان گور خویش تکیہ نشست۔
کمترین خدمت گاران عرضہ می دارد کہ چنیں گماں
دارم ایں حکایت بندگان میاں مخدوم است۔
اما برسم قدیم بلفظ غیبت فرمودند۔ مسموع
از ثقات است کہ پاسخ شبّر و شبیر و حضرت
بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ نیز ہم چنیں است۔

(٦٠) نقل است (مح) کہ حضرت بندگی مخدومؒ
رضی اللہ عنہ بر خواجہ حبیب اللہ ابوالمرشد

نے تیرے بُلانے کے لئے ہمیں بھیجا ہے۔ میں
نے کہا، میں تو آپ کی باندی ہوں۔ میری عزت
اس سے زیادہ نہیں کہ آپ میرے بلانے کے
لئے آئیں۔ لیکن میں نے قسم کھائی ہے کہ بغیر واسطہ
طلب کئے خدا کے آگے نہ جاؤں گی۔ آپ بھی اس
کو روا نہ رکھیں گی کہ میں اس قسم کو توڑ دوں۔ وہ
دونوں واپس ہوگئیں۔ اور حضور باری میں عرض
کیا کہ خداوندا تو ہی بہتر جانتا ہے کہ فاطمہ کہتی
ہے کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ بغیر واسطہ خدا کے
طلب کئے میں نہ آؤں گی۔ فرمان ہوا کہ فاطمہ سچ
کہتی ہے۔ تم درمیان سے ہٹ جاؤ۔ پھر "میری
طرف، میری طرف" کی صدا بلند ہوئی۔ میں اپنی
جگہ سے اٹھی۔ حضورِ باری میں حاضر ہوئی۔ میں
نے کہا، خداوندا، تیرے حضور میں ایسے بے ادب
بھی ہیں جو تیرے حضور میں آنے والوں کو نہیں
پہچانتے؟ یہ بات کہی اور ایک آہ کھینچی اور اپنی
قبر میں ٹیکہ لگا کر بیٹھ گئیں۔ کمترین خدمت گاران
(مرتب ملفوظات جوامع الکلم، حضرت اکبر حسینیؒ) عرض
کرتا ہے کہ میرا گمان ہے کہ یہ بندگی مخدومؒ ہی
کی حکایت ہے۔ لیکن رسم قدیم کے مطابق لفظ
غیبت سے اسے رد کیا۔ ثقہ راویوں سے سُنا گیا
ہے کہ شبّر و شبیر کا جواب اور حضرت بندگی مخدومؒ
والی حکایت بھی اسی طرح کی ہے۔

(٦٠) نقل ہے (مح) کہ حضرت بندگی مخدومؒ
نے خواجہ حبیب اللہ ابوالمرشد، مقبول الحضرت

Marfat.com

مقبول الحضرت شاہ ید اللہ معنی دہ آیت
قرآن گفتہ اند۔ ولے در ہر لفظ ہزار معنی
گفتہ اند۔

شاہ ید اللہ کو قرآن کی دس آیتیں سمجھائیں اور
ہر لفظ کے ہزار معنی بتائے۔

(۶۱) نقل است (مح) کہ در دہلی چند روز
بحث بود کہ معیت بذات است یا بصفت؟
بر ہمہ مشکل ماندہ بود۔ آخر ہمہ بزرگانِ دہلی
بر حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ آمدند۔
بصورت عرض داشت کردند و پرسیدند
حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند
معیت اعتباری مراد می دارید یا حقیقی؟ گفتند
اعتباری۔ فرمودند، پس اعتباری ذات او
کیست؟

(۶۱) نقل ہے (مح) کہ دہلی میں کچھ دنوں
تک یہ بحث چلتی رہی کہ معیت ذات سے ہے
یا صفت سے۔ سب کے لئے بڑی مشکل پیش
آئی۔ آخر دہلی کے تمام بزرگ حضرت بندگی
مخدومؒ کے پاس آئے۔ اور عرضداشت کی
صورت میں آپ سے یہ مسئلہ دریافت کیا۔
حضرت بندگی مخدومؒ نے فرمایا کہ تمھاری مراد
اعتباری معیت سے ہے یا حقیقی سے؟ کہا،
اعتباری۔ فرمایا، اس کی ذات کا اعتباری
کون ہے؟

(۶۲) نقل است (مح) کہ حضرت بندگی
مخدوم رضی اللہ عنہ روزے درون حجرہ بودند۔
برون سماع بود۔ قوالان این ابیات خواندند

بیت:

اے باد بہار عنبریں بوئے
در پائے لطافت تو میرم
آنکس کہ بجز تو کس ندارد
در ہر دو جہان من آں فقیرم
اے مونس روزگار سعدی
رفتی و نرفتی از ضمیرم

کفش ہا پوشیدہ از حجرہ بروں آمدند۔ و
سماع می شنیدند باذوق بسیار۔ وسماع تے

(۶۲) نقل ہے (مح) کہ حضرت بندگی مخدوم
ایک روز حجرے میں تشریف رکھتے تھے۔
باہر سماع ہورہا تھا۔ قوال یہ شعر گارہے تھے۔

(ترجمۂ اشعار)

اے عنبریں بو باد بہاری!
میں تیرے لطافت کے پیروں میں مر رہا ہوں
دونوں دنیاؤں میں جس کا
تیرے سوا کوئی نہ ہو، وہ فقیر میں ہوں
اے روزگار سعدی کے مونس
تو تو چلا گیا، لیکن تیری یاد دل سے نہ گئی!

حضرت بندگی مخدومؒ جوتے پہن کر حجرہ سے باہر
آئے، اور بڑے ذوق کے ساتھ سماع سننے لگے۔

Marfat.com

در گرفته بود۔ بعدہ کہ دیدہ سیاہ بکلی غائب
شد و تمام دیدہ سپید گشتہ وکف از دہان
بیرون می آمد۔ در آں حالت پیراہن خود
می کشیدند۔ بندگی میاں برہ درمیان در
آمدند۔ پیراہن کشیدن ندادند۔ حضرت
بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند، کیست
میان من و دوست در می آید۔ بندگی میاں
برہ ہیبت خوردند۔ پس پا باز گشتند۔
بعدہ باندکے مدت نقل کردند۔ و بعضے می
گویند تا دو سہ گز بہ ہوا ہم شدہ بودند۔ دراں
مجلس خضر ہم حاضر بود۔ گفت کہ اگر ایں چنیں
ولی از دست خواہد رفت باز چوں خواہد آمد۔
بنا براں بندگی میاں برہ درمیان آمدند۔ ہر دو قدم مبارک
حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ گرفتند حضرت بندگی مخدوم
رضی اللہ عنہ فرمودند کیست کہ درمیان دوست و
من می آید۔ بندگی میاں برہ ہیبت خوردند
پس پا باز گشتند۔ بعدہ بقرب مدت
نقل کردند۔

(۶۳) نقل است (مس) کہ حضرت
بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ در نماز گاہ کہنہ
مشغول بودند۔ عورتے آمد۔ از بندگی مخدوم

آپ پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی، اور ایسی
کیفیت طاری ہوئی کہ پورا دیدہ سپید ہو گیا۔
اور پتلیاں غائب ہو گئیں اور منھ سے کف
جاری ہو گیا۔ اس حالت میں آپ نے اپنا
لباس اتارنا شروع کیا۔ بندگی میاں بڑے
درمیان میں آ گئے۔ اور لباس اتارنے نہ دیا۔
حضرت بندگی مخدومؒ نے فرمایا تو کون ہے کہ میرے
اور دوست کے درمیان گھسا آتا ہے۔ بندگی
میاں بڑے پر ہیبت طاری ہو گئی۔ پچھلے پیر
لوٹ گئے اور اس واقعہ کے کچھ ہی دنوں بعد
ان کا انتقال ہو گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس حالت
میں حضرت بندگی مخدومؒ فضا میں دو تین گز
بلند بھی ہو گئے تھے۔ اس مجلس میں خضر بھی
حاضر تھے۔ انھوں نے کہا کہ اگر ایسا ولی ہاتھ
سے نکل گیا تو پھر لوٹ کر کہاں آئے گا۔ اس لئے
بندگی میاں بڑے درمیان میں آ گئے اور حضرت
بندگی مخدومؒ کے دونوں قدم مبارک پکڑ لیے۔
حضرت بندگی مخدومؒ نے فرمایا کہ تو کون ہے کہ
میرے اور دوست کے درمیان آتا ہے۔ بندگی
میاں بڑے پر ہیبت طاری ہو گئی۔ پچھلے پیر
لوٹ گئے اور اس واقعہ کے کچھ ہی دنوں بعد
انھوں نے انتقال فرمایا۔

(۶۳) نقل ہے (مس) کہ حضرت بندگی
مخدومؒ پرانی عیدگاہ میں نماز پڑھ رہے تھے
ایک عورت آئی۔ اور حضرت بندگی مخدومؒ

Marfat.com

رضی اللہ عنہ سوال کرد کہ ارادت چیست؟
فرمودند کہ ترک عادت است۔ باز پرسید
کہ ارادت چیست؟ فرمودند ازیں عالم نمی
نمائی۔ از کجا آمدی و کجا می روی؟ باز سوال
کرد کہ ارادت چیست؟ وگفت سید محمد
سخن رسمانہ مگو۔ فرمودند ہلہ بگویم ارادت
چیست وگفتند ارادت اینست خواستن
حق از پیر۔ باز گفتند معنی دیگر بگویم کہ در فہم
درآید۔ ارادت خواستن مرید پیر را و
گفتند ھذا ھوالحق، قد قلنا۔ عورت
سلام کرد وگفت تمت کلمتُ ربک صدقاً
وعدلاً۔ بیت ؎

کے بود ما زما جدا ماندہ
من و تو رفتہ و خدا ماندہ

تا آں کہ ببینند، از پیش غایب شدئہ
ردا او کبریا بردوشش و ازار عظمت دربر۔
بدیں نمط آمد، سوال کرد، غایب شد۔

(۶۴) نقل است (م ح) کہ روزے بعد
فجر پیش حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ خواجہ
حبیب اللہ ابو المرشد مقبول الحضرت شاہ
ید اللہ قدس اللہ سرہٗ رفتند۔ حضرت بندگی
مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند امشب ہمہ فرزندان
را بحضرت عزت بردہ بودم۔ ہمہ را باز گردانیدہ

سے سوال کیا کہ ارادت کیا ہے؟ فرمایا
ترک عادت ہے۔ پھر پوچھا کہ ارادت کیا
ہے؟ فرمایا تو اس دنیا کی معلوم نہیں ہوتی،
کہاں سے آئی ہے اور کہاں جاتی ہے؟ پھر
سوال کیا کہ ارادت کیا ہے؟ اور کہا سید
محمد، رسمی بات نہ کہو، فرمایا، اچھا، کہتا ہوں
ارادت کیا ہے اور فرمایا، ارادت کے معنی
ہیں پیر سے حق چاہنا۔ پھر فرمایا، دوسرے
معنی کہتا ہوں کہ سمجھ میں آئیں۔ ارادت
کے معنی ہیں مرید کو پیر کی طلب۔ فرمایا، یہی
حق ہے اور ہم نے کہہ دیا۔ عورت نے سلام
کیا اور کہا، تیرے رب کی سیدھی اور سچی بات
تمام ہوئی۔ شعر

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے سے جدا ہوں
میں اور تو جب درمیان سے نکل گئے تو بس
خدا ہی رہا۔

پھر دیکھا تو وہ عورت سامنے سے غایب ہو گئی
کاندھے پر ردائے کبریا، جسم پر لباسِ عظمت،
بس اسی طرح وہ آئی تھی۔

(۶۴) نقل ہے (م ح) کہ ایک روز فجر
کے بعد خواجہ حبیب اللہ مقبول الحضرت،
شاہ ید اللہ قدس اللہ سرہٗ حضرت بندگی مخدوم
کے پاس حاضر ہوئے۔ حضرت بندگی مخدوم
نے فرمایا آج رات میں اپنے تمام فرزندوں
کو حضورِ باری میں لے گیا تھا۔ سب کو لوٹا دیا

Marfat.com

تراقبول کردند۔ چہ کنم از طرف خویش تغییرے
نکردم ولیکن برائے باز گردانیدند۔ چکنم۔
ازاں واسطہ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ
عنہ مقبول الحضرت شاہ ید اللہ را قبول
اللہ می گفتند۔

(۶۵) نقل است (مح) کہ ہر وقتے کہ
بندگی مخدوم در بیابانہا می آمدند می فرمودند
عاشقاں را سلامے۔ محققاں را پیامے۔ محمد
یوسف حسینی ما تو امامے۔

(۶۶) نقل است (مح) کہ حضرت بندگی
مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند مابدیں خوشیم
کہ مارا بدیں صورت فرستاد تا ہیچ کس
درنیابد۔ معرفت مرداں خدائے دریافتہ
نشود چناں کہ معرفت اللہ و ایں دو بیت
خواندند۔ بیت ؎

برتر از وہم و حس عقل و قیاس
چیست جز خاطر خدائے شناس
درمیان عاشقاں مرغاں درند
کز قفس پیش از اجل بیروں پرند

(۶۷) نقل است (مح) از قالب حضرت
بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ ہر شب صورتے
بروں می آمد۔ آب می ستد۔ وضو می کرد۔
آنچہ وظائف بود ہم ادا می کرد۔ و حضرت
بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ ہم بروا اکتفا نمی
کردند۔ می خواستند۔ وضو می کردند۔ باز ہمہ

گیا۔ میں کیا کرتا۔ اسی لیے حضرت بندگی مخدومؒ
مقبول الحضرت شاہ ید اللہ کو قبول اللہ
پکارا کرتے تھے۔

(۶۵) نقل ہے (مح) کہ حضرت بندگی مخدومؒ
جب کبھی بیابانوں میں جاتے تو فرماتے،
عاشقوں کو سلام، محققوں کو پیام اور
محمد یوسف حسینی ایک ہمارے امام۔

(۶۶) نقل ہے (مح) کہ حضرت بندگی مخدومؒ
نے فرمایا کہ میرا عقیدہ ہے کہ جیسی صورت
پر ہمیں پیدا کیا ہے ویسی صورت کا دوسرا
کوئی نہ آئے گا۔ خدا کی معرفت کی طرح
مردان خدا کی معرفت دریافت نہیں ہو سکتی۔
پھر یہ دو شعر پڑھے ؎

وہم، حس، عقل اور قیاس
سب سے خدا شناس کا مزاج برتر ہے
عاشقوں کے درمیان ایسے پرند
ہیں موت سے پہلے قفس کے باہر اڑتے ہیں

(۶۷) نقل ہے (مح) کہ حضرت بندگی مخدومؒ
کے قالب سے ہر رات ایک صورت برآمد
ہوتی۔ پانی لیتی، وضو کرتی، جو وظائف ہوتے
وہ بھی ادا کرتی۔ حضرت بندگی مخدومؒ اس پر
اکتفا نہ فرماتے، اٹھتے، وضو کرتے، اور پھر
تمام وظائف ادا کرتے تاکہ سنت نبویؐ کی

Marfat.com

وظائف را ادا می کردند تا اتباع نبی شود۔

(۶۸) نقل است (مح) کہ خواجہ حبیب اللہ ابوالمرشد مقبول الحضرت شاہ ید اللہ قدس اللہ سرہٗ العزیز می فرمایند آں مخاطبات، آں تجلیات، آں بازیہا کہ با حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ سہ روز بیش از موت بود، نمی گویم از آں کہ مختصرہا طاقت آں ندارند و فراخ گوشہا تنگ آید۔

اتباع ہو۔

(۶۸) نقل ہے (مح) کہ خواجہ حبیب اللہ، ابوالمرشد، مقبول الحضرت شاہ ید اللہ قدس اللہ سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ حضرت بندگی مخدومؒ کے انتقال سے تین دن پہلے جو مخاطبات، جو تجلیات اور جو بازیاں ہوئیں وہ میں بیان نہیں کر سکتا کہ اگر اختصار کے ساتھ بیان کروں تو وہ اس اختصار میں نہ سمائیں، اور اگر تفصیل سے بیان کروں تو تفصیل سُننے والوں کو کم معلوم ہوں۔

(۶۹) نقل است (مح) کہ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند توحیدے کہ من گفتہ ام ہیچ کس در عالم نگفتہ است۔ و نخواہد گفت۔ توحید من وراے ہمہ توحیدہا است و فردا ہمیں توحید ما را نفع کند نہ آں کہ شئے دیگر کہ نفع آں شرم است۔

(۶۹) نقل ہے (مح) کہ حضرت بندگی مخدومؓ نے فرمایا کہ جس طرح توحید میں نے بیان کی ہے، دنیا میں کسی نے بیان نہیں کی ہے۔ اور نہ بیان کر سکے گا۔ میری توحید تمام توحیدوں سے آگے ہے۔ یہی توحید کل ہمیں فائدہ پہنچائے گی نہ وہ دوسری چیز جس کا نفع شرم ہے۔

(۷۰) نقل است (مح) کہ خواجہ حسن بصری در رہے می رفت۔ جوانے ملاقات شد۔ چراغ بر دست گرفتہ، سلام کرد۔ چراغ گشت۔ پرسید، یا شیخ ایں از کجا آمد بکجا رفت؟ خواجہ ساکت شد۔ او از پیش غایب شد۔ و بعضے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حسن بصری را خواجہ می گفتند و حل مشکلات تمام کردہ بودند۔ آخر از دست جوانے الزام خورد۔ حضرت مولانا یوسف

(۷۰) نقل ہے (مح) کہ خواجہ حسن بصریؒ کہیں جا رہے تھے۔ راستے میں ایک نوجوان سے ملاقات ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں چراغ تھا۔ اس نے خواجہ حسن بصری کو سلام کیا، چراغ بجھا دیا، اور پوچھا، اے شیخ یہ کہاں سے آیا اور کہاں گیا؟ خواجہ حسن بصری خاموش رہے۔ وہ نوجوان سامنے سے غایب ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعض اصحاب نے حسن بصریؒ کو خواجہ کہا ہے اور انھوں نے تمام

Marfat.com

مردے صادق و طالب و دانشمند از مقبول الحضرت
شاہ یداللہ پرسید کہ سوال ایں جواں را
جوابے ہست یا نہ؟ مقبول الحضرت شاہ
یداللہ گفتند، حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ
عنہ می فرمودند اگر من بودم ایں جواب می
دادم، ازو آمد، بدو رفت، اِنَّا لِلّٰہِ وَ
اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مشکلیں حل کی تھیں۔ آخر انہیں ایک نوجوان
کے ہاتھوں منہ کی کھانی پڑی۔ حضرت
مولانا یوسف نے جو ایک مردِ صادق، طالب اور
عالم ہیں، مقبول الحضرت شاہ یداللہ سے
پوچھا کہ اس نوجوان کے سوال کا جواب بھی
ہے یا نہیں؟ مقبول الحضرت شاہ یداللہ
نے فرمایا، حضرت بندگی مخدومؒ فرماتے تھے کہ
اگر میں ہوتا تو اس نوجوان کو جواب دیتا کہ
"اسی سے آیا، اور اسی کی طرف گیا، اِنّا للہ
وَاِنّا الیہ راجعون۔

(۷۱) نقل است (مہ) کہ امام فخر الدین
رازی در راہے می رفت با عورتے ملاقات
شد۔ گفت یا امام شنیدہ ام کہ در معرفت
خدائے عزوجل نہ صد و نود و نہ کتاب تصنیف
کردہ۔ سوال می کنم، جوابی بگو۔ امام گفت
بپرس۔ او آغاز کرد، ایں تصنیفات کہ
کردہ قبل المعرفت کردہ یا بعد المعرفت
است۔ اگر قبل المعرفت است، آں زماں
خود ہمہ جہل بود، چہ نوشتہ؟ و اگر بعد
معرفت است، آں زماں او خود در بیان
نمی آید و آنچہ در بیان نمی آید، چہ نویسند؟
امام فخر الدین گفت، جنازۂ فخر الدین را بر
دارید کہ بر دست پیر زالے الزام خورد۔
روزے بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ
بالائے حوض خاص نشستہ بودند شخصے آمد۔

(۷۱) نقل ہے (مہ) کہ امام فخر الدین
رازی کہیں جا رہے تھے۔ راستے میں ایک
عورت ملی۔ اس نے کہا، اے امام، میں نے
سنا ہے کہ خدائے عزوجل کی معرفت میں
آپ نے نو سو ننانوے کتابیں تصنیف کی ہیں
میں آپ سے ایک سوال کرتی ہوں، جواب دیجئے
امام نے فرمایا، پوچھو۔ اس نے پوچھا کہ یہ جو
کتابیں آپ نے لکھی ہیں، معرفت کے بعد لکھی
ہیں یا معرفت سے پہلے۔ اگر معرفت سے پہلے
لکھی ہیں تو وہ آپ کے جہل کا زمانہ تھا۔ کیا
لکھا ہوگا؟ اگر معرفت کے بعد لکھی ہیں تو اس
وقت معرفت بیان میں نہ سمائی ہوگی۔ اور
جس بات کی بیان میں سمائی نہ ہو اس کے
بارے میں کیا لکھا جا سکتا ہے۔ امام فخر الدین
رازی نے فرمایا، فخر الدین کا جنازہ اٹھاؤ کہ ایک

Marfat.com

پرسید، اے سید محمد، خدائے را شناختی
یا نہ؟ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ ساکت
ماندند۔ ہیچ جواب نداوند۔ او خندید۔ خدائے
رامی شناسی! گفت، غایب شد۔

خواجہ حبیب اللہ ابوالمرشد شاہ
یداللہ می فرمودند، می دانید، ساکت چرا
ماندند؟ ایں جا جواب ہمیں سکوت است۔
بیاں ممکن نیست۔ اگر بگوید شناختہ ام،
گوید چہ شناختہ؟ واگر گوید نہ شناختہ ام،
گوید چندیں عمر چرا ضائع کردی۔ پس ضرورت
ساکت شوند۔ آں شاید ہم دانست کہ جواب
ایں مقام ہمیں سکوت است، خندید و رفت۔
چنانکہ گفتہ اند، مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ کَلَّ
لِسَانُہٗ وَمَنْ عَلِمَ جَھِلَ وَمَنْ جَھِلَ
عَلِمَ۔ جہل ایں مقام علم است۔ بیت

ہرگز دل من ز علم محروم نشد
کم ماند ز اسرار کہ مفہوم نشد

(۷۲) نقل است (سم) از حضرت بندگی مخدوم

بڑھیا سے اس نے منہ کی کھائی۔

ایک روز حضرت بندگی مخدومؒ حوض خاص
کے اوپر بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شخص آیا،
اور اس نے پوچھا، اے سید محمد، آپ خدا کو
پہچانتے ہیں؟ حضرت بندگی مخدومؒ خاموش
رہے۔ اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ ہنسا اور
کہنے لگا، تو خدا کو پہچانتا ہے۔ یہ کہا اور غائب
ہو گیا۔

خواجہ ابوالمرشد مقبول الحضرت شاہ یداللہ
فرماتے ہیں کہ جانتے ہو حضرت بندگی مخدومؒ
کیوں خاموش رہے؟ اسی سکوت میں اس
کا جواب ہے، بیان ممکن نہیں۔ اگر کہتے کہ
پہچانتا ہوں تو کہتا کیا پہچانا؟ اور کہتے نہیں
پہچانا، تو کہتا، اتنی عمر کیوں رائگاں کی؟ اس
لیے بالکل خاموشی اختیار کی۔ وہ بھی شاید
جان گیا کہ اس مقام کا جواب یہی سکوت ہے۔
اس لیے ہنسا اور چلا گیا۔ چنانچہ کہا گیا ہے
"جس نے اللہ کو پہچانا، اس کی زبان جو جہل
ہو گئی۔ جس کو علم حاصل ہوا اس نے درحقیقت
اپنی جہالت کا اعتراف کیا، اور جس نے اپنی
جہالت کا اعتراف کیا وہی صاحبِ علم ہوا۔ اس
مقام کا جہل علم ہے؎

میرا دل ہرگز محروم نہ رہا
کم ہی رہے ایسے اسرار جو سمجھ میں نہ آئے

(۷۲) حضرت بندگی مخدومؒ سے نقل ہے (سم)۔

Marfat.com

رضی اللہ عنہ۔ مثنوی ؎

زبہر عیادت برائے مریض
کہ بود دست سمتش طویل و عریض
چہ خود با مداد برفتم بر او
سبے نالہ و آہ دیدم درو
مرض را بگفتم ز دست مریض
چنیں نالہ ات ہم ز دست مریض
ورا آں کہ در دست تو بر مریض
چناں نالہ پیدا شدہ در مریض
مرض گفت حقا مریض چناں
کہ نالم ز جورش کجا در جہاں
چو ایوب باید کہ نالم ازو
ز صبرش چو رنجور گردم ازو
کہ در وقت شدت بگفت او چنیں
خدایا توئی ارحم الراحمیں

مثنوی ؎ ۔

ایک مریض تھا، اس کی بیماری بڑی لمبی چوڑی تھی، ایک صبح میں اس کی عیادت کے لیے گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ بہت زیادہ ہائے وائے کرتا تھا۔ میں نے مرض سے مخاطب ہو کر کہا کہ کیا مریض کے ہاتھوں تو بھی ایسا ہی روتا ہے جیسے کہ تیری وجہ سے مریض نے یہ رونا دھونا اختیار کیا ہے؟ مرض نے کہا، خدا کی قسم ایوب جیسا مریض مجھے کہاں ملے گا کہ جس کے ظلم سے میں آہ و زاری کروں۔ ان کے صبر سے مجھے بہت تکلیف ہوتی تھی کہ وہ شدید تکلیف کے عالم میں بھی یہی کہتے تھے کہ خدایا تو ارحم الراحمین ہے۔

(۷۳) نقل است (۴۳م) کہ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ را سخناں جانوراں ہم معلوم بود۔ چنانکہ می فرمایند۔ مثنوی ؎

بوقتی در آں راہ گجرات من
کہ می رفتم آں دم ز کنبھات من
در آں سال امساک باراں بودہ
بسے از مواشی سقط می شدہ
نشیب درختاں فتادہ بودہ
ز اجناس طیراں بمردہ بدہ
شنیدم کہ زاغے زبالائے شاخ

(۷۳) نقل ہے (۴۳م) کہ حضرت بندگی مخدومؒ جانوروں کی زبان بھی جانتے تھے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ مثنوی ؎

جس زمانے میں میں گجرات کے راستے کنبھایت سے گزر رہا تھا، اس سال بارش بہت کم ہوئی تھی۔ اور اس کی وجہ سے چوپائے مر رہے تھے، اور درختوں کے نیچے پڑے ہوئے تھے۔ اجناس کی کمی کی وجہ سے پرندے بھی بہت مر رہے تھے۔ میں نے ایک درخت کی ٹہنی پر بیٹھے ہوئے ایک کوّے کو رزق کی اس کثرت

Marfat.com

چناں شکر گفتے ز رزق فراخ
اَللّٰھُمَّ یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَۃِ وسعت عَلَیْنَا
رِزْقًا بِفَضْلِكَ یَا رَحِیْمُ وَ یَا وَھَّابُ
یَا کَرِیْمُ یَا تَوَّابُ ۔

پر اس طرح شکر ادا کرتے سُنا ہے
اے اللہ، اے مغفرت کو وسعت دینے
والے، تو نے اپنے فضل و کرم کو ہم پر وسعت
دے دی اے رحیم، اے عطا فرمانے والے،
اے بخشنے والے،

جمالش جلال و جلالش جمال
بہ تمثیل فہمند اہل کمال
مصیبت بدہقانیاں است و در
بزاغاں ہماں موجب شکر گرد

اس کا جمال جلال ہے اور اس جلال
جمال، اس بات کو اس تمثیل سے اہلِ کمال
اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ جس چیز میں دہقانیوں
کے لئے مصیبت ہے، وہی چیز کوّوں کے
لئے موجب شکر بن جاتی ہے۔

(٧٤) نقل است (سم) مثنوی ؎

شنیدم کہ منصور مرد ولی
اتابک بُدہ بر حسین علی
اگر چہ کہ در جمع ابدال بود
و لیکن بہ از جملہ امثال بود
چو در خدمت مصطفےٰ اُمد بسے
ز مقدار عمرش چہ داند کسے
کہ روزے بسید بگرد او کلام
و ایں جانبشتہ شدہ آں تمام
بگفتا بہ مے خانہ عارف اگر
بنوشد مئے و مست آید بدر
بعورات بدکارہ گردد بکار
بچیزے ز عرفانش نقصاں شمار
چناں گفت منصور از وقت حال
بادل بود آں کلام و مقال

(٧٤) نقل ہے (سم)۔ مثنوی:

میں نے سُنا ہے کہ منصور ولی حضرت
حسین ابن علیؓ کے اتالیق تھے۔ اگر چہ ان
کا شمار ابدالوں میں ہوتا ہے، لیکن وہ
اس طرح کے لوگوں میں سب سے بہتر تھے۔ وہ
ایک مدت تک رسول اللہ صلعم کی خدمت
میں رہے۔ ان کی عمر کا کسی کو بھی اندازہ
نہیں۔ ایک دن انھوں نے سید (مراد خود
حضرت خواجہ گیسو دراز بندہ نوازؒ ہیں) سے
جو کچھ کہا، وہ تمام و کمال یہاں لکھا جاتا ہے۔
انھوں نے کہا کہ اگر کوئی عارف شراب خانے
میں شراب پئے اور وہاں سے بدمست ہو کر
نکلے، بدکار عورتوں سے منھ کالا کرے تو یہ
نہ خیال کرو کہ اس کے عرفان میں کوئی کمی
ہو گی۔ منصور نے وقتِ حال کیا اچھی بات

Marfat.com

بداں محملے چند دارد مقام
نمودست سید بیانش تمام
نہ او خورد مئے را نہ او فعل کرد
نمودار ظاہر نمودست مرد
چنانچہ کہ عیسیٰ علیہ السلام
نہ مقتول بُد کشتہ دیدش انام
ازاں جمع باشد یکے درمیان
بہ مئے خانہ نشیند بہ بدکارگان
کند ہرچہ مئے خوارگاں می کنند
کند بد ہر آنچہ کہ شاں می کنند
نمودار او خود نماید چنیں
حقیقت نہ او کار آید چنیں
نمودارش بہر سترے بود
بدانندگاں نیز کارے بود
ولیکن برآں کس مکن اعتماد
نہ شاید کہ بروے کنی اعتقاد
ازیں طائفہ نیز باشند نگر
نمایند گاہے بہ شکل دگر
تواں گفت محمل دگر زاں عمل
شود مئے بدستش چو عین عسل
تمثّل ہم از غیب شاہد بود
کہ مئے خانہ گردیدہ مسجد بود

مئے عسل گردد بدستش، مئے کدہ مسجد شود ۔ مثنوی سے

کہی ہے کہ یہ کلام اور یہ بات دل سے نکلی ہے۔ اس کلام کے چند محمل ہیں جن کو سید (حضرت مخدوم خواجہ بندہ نوازؒ) نے تمام و کمال بیان کردیا ہے۔ نہ اس نے شراب پی اور نہ اس نے بُرا فعل کیا، حالانکہ ظاہر میں یہ کام اسی سے ہوا۔ جیسے کہ عیسیٰ علیہ السلام قتل نہیں ہوئے، لیکن لوگوں نے انھیں قتل ہوتے دیکھا۔ وہ لوگوں کے درمیان شراب خانے میں اور بدکاروں میں بیٹھا ہوگا۔ وہی کرے گا جو شراب خوار کرتے ہیں اور وہی کرے گا جو یہ لوگ کرتے ہیں۔ اس کا ظاہر یہی دکھائے گا لیکن حقیقت میں اس سے ایسا کام نہ ہوگا۔ اس کا یہ ظاہر ستر کے لیے ہوگا، اور جاننے والوں کے پاس یہ بھی ایک کام ہوگا۔
لیکن ایسے شخص پر اعتماد نہ کرو اور ایسوں پر اعتقاد نہ رکھو۔ اس گروہ کے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ہر وقت ایک نئی شکل میں نمودار ہوتے ہیں۔ دوسرے محمل کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ شراب بھی اس کے ہاتھوں میں شہد بن جاتی ہے غیب سے تمثّل اس کا شاہد ہے کہ اگر شرابخانہ دیکھا تو وہ مسجد ہوجاتی ہے۔

اس کے ہاتھ میں شراب شہد بن جاتی ہے اور شراب خانہ مسجد ہوجاتا ہے ۔ مثنوی سے

Marfat.com

دگر عارف فرض کردم ہمی
بفعل بدی مرتکب شد ومی
کہ مے خورد با اجنبیت بخفت
از آں حال شرحے تو ام بگفت
کہ گفتند بعضے ز اہل کمال
چنیں نیز آمد از ایشاں مقال
کہ آں در مقام ولایت بداں
برجعت بود آں دلیل ونشاں
مقام محبت گناہ قلیل
بنقصان حب است عصیاں دلیل
ولے در مقامات عرفاں بود
دلیل کمالش بہ عصیاں بود
محمد ابوالفتح گیسو دراز
بہ تبع نبی گشتہ او سرفراز
بعلم یقیں بفہم متیں
ز حق التحقیقت بگفتہ چنیں
بود دوزخے بہر آں عارفاں
کہ راہ طریقت نرفتند شاں
بگفتار وکردار بے رہ شوند
یقیں داں کہ ایشاں بدوزخ بوند
دریں جا بایشاں مقالہ شود
بر ایشاں ظہور جلالت شود
کہ من کردہ ام ہرچہ کردم زبیش
کنوں ہم کنم ہرچہ خواہم زخویش
بدنیا چناں چہ کہ بودم عیاں

دوسرا عارف اسی طرح فرض کیا۔ وہ برے کام کا مرتکب ہوا۔ یعنی اس نے شراب پی اور اجنبی عورت کے ساتھ سویا۔ اس کی شرح میں بیان کرتا ہوں۔ بعض اہلِ کمال نے یہ بھی کہا ہے کہ ایسی رجعت مقام ولایت کی دلیل اور نشان ہے۔ مقام محبت میں چھوٹا سا گناہ بھی محبت میں کمی کا باعث ہوتا ہے لیکن مقامات عرفان میں گناہ اس کے کمال کی دلیل بن جاتا ہے۔ محمد ابوالفتح گیسو دراز اتباع نبوی کی دولت سے سرفراز ہوا ہے۔ اور وہ علم یقین، فہم متین اور حق التحقیقت کے ساتھ اس طرح بیان کرتا ہے ان عارفوں کے لیے دوزخ ہے جو راہِ طریقت پر نہیں چلتے۔ جو گفتار اور کردار سے بے راہ ہو جاتے ہیں، یقین مانو کہ وہ دوزخ میں جاتے ہیں۔ اس کے بارے میں ان سے پرسش ہو گی اور ان پر جلال خداوندی کا ظہور ہو گا۔ فرمان ہو گا کہ جو کچھ کیا میں نے کیا، اب بھی جو چاہوں گا کروں گا دنیا میں تجلی اور کشف کی صورت میں ایسا ہی عیاں تھا۔ پہچانو، چلو اور اور پھر دیکھو۔

Marfat.com

بکشف و تجلی بود ہمچناں
شناسید و سوزید ہم بنگرید
دریں دوزخ و درد اکنوں شوید
بتحقیق گویم تو از حق شنو
بتبع محمدؐ دریں رہ برو
گر آرام خواہی و امن و قرار
تو در پے روی نہ قدم استوار
محالست بے تبع پیغمبراں
کہ ماواہ گردد بدارالاماں
چنانچہ ثنائی سنائے نمود
بہ صد سبل او سبیلے نمود
طُرق بے شمار است مقصد یکے
بہر رہ کہ آئی رسی بے شکے
ولیکن رہ پاک از خار و خس
رہ تبع پیغمبران است و بس

سنو! میں تحقیق سے سچی بات کہتا ہوں۔ اس راستے میں محمدؐ کی پیروی اختیار کرو۔ اگر آرام، امن اور قرار چاہتے ہو تو آپ ہی کے راستے پر ثابت قدمی سے چلو۔ پیغمبروں کی پیروی کے بغیر یہ ناممکن ہے کہ ٹھکانا جنت بنے۔ چنانچہ ثنائی نے کیا اچھے راستے کی نشاندہی کی ہے۔ کہتے ہیں، راستے بے شمار ہیں، لیکن مقصود ایک ہے۔ اور جس راستے سے آؤ اس تک بے شک پہنچو گے۔ لیکن خار و خس سے پاک صرف پیغمبروں کی پیروی کا راستہ ہے۔

آں کسے گوید کہ راہ مصطفیٰ
آفتاب و آنگہ کسے بیند سہا

منصور یکے از ابدال است۔ و او از میاں ایشاں آزاد است یعنی تکلیفہا کہ بر ایشاں ستند از وے برگرفتہ اند۔ عمر او واللہ اعلم تا چہ قدر باشد۔ او گوید حسین بن علی رضی اللہ عنہما را اتابکی کردہ ام چونکہ حسین را زادند در کنار من نہادند۔ روزے پیش حضرت مخدوم

جس شخص نے مصطفیٰؐ کا راستہ دیکھ لیا وہ آفتاب دیکھ لینے کے بعد سہا کیا دیکھے گا۔

منصور ایک ابدال ہیں اور ابدالوں پر جو پابندیاں ہیں وہ منصور پر سے اٹھا لی گئی ہیں۔ ان کی عمر کا حال اللہ ہی کو معلوم ہے کہ کتنی ہے۔ وہ خود کہتے ہیں کہ حسینؓ ابن علیؓ کی میں نے اتالیقی کی ہے۔ جب حضرت حسینؓ پیدا ہوئے تو انھیں میرے گود میں دیا گیا۔ ایک روز

Marfat.com

رضی اللہ عنہ گفت کہ عارفے در خمار آید، مے نوشد و مستاں بروں شود، در خانہ عورت بدکارہ در آید، بداں مباشر شود، ہیچ از معرفت و تجلیات و کشوفات او نقصاں نپذیرد۔ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ و ھو المرشد فی العموم فرمودہ اند، ایں سخن را چند محلے ہست۔ محلے سدیدی اعتزاری و صحیحی۔ یکے ہمیں است کہ از قبیل و ما قتلوہ و ما صلبوہ ولکن شبہ لاھم باشد۔ و اگر فرض کنم چنیں بود کہ مے را بعینہ خوردہ است و ایں کار را بر عورت بیگانہ بفعلہ وجستہ کردہ است، عرفان و تجلیش کم نگشتہ۔ چنانچہ گفتہ اند معصیت در مقام ولایت دلیل بر مراجعت کند و در مقام محبت دلیل بر منفعت کند۔ و معصیت در مقام معرفت دلیل بر کمال کند۔ اما محمد حسینی بحق الحقیقت، بعلم یقین و فہم متیں می گوید کہ دوزخی اند آنانکہ باتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نرفتہ اند۔ ہر چہ نفس ایشاں تقاضا کردہ است از گفتار و کردار کم نکردہ اند۔ ایشاں را در دوزخ اندازند۔ با ایشاں گویند، آرے، ہر چہ کردم من کردم، ہر چہ کنم من کنم۔ انیک من در کشف و ظہورے تجلی ام، چنانچہ در دنیا بودم۔ مرا بدانید، بر بینید، بشناسید، بسوزید۔

انھوں نے حضرت مخدومؒ سے کہا کہ اگر کوئی عارف شراب خانے میں آئے، شراب پیئے اور وہاں سے مست ہو کر نکلے، بدکار عورت کے گھر جائے، اس سے مباشرت کرے تو اس کی معرفت، تجلیات اور کشوفات میں کمی نہ ہوگی۔ ہم سب کے مرشد حضرت بندگی مخدومؒ نے فرمایا، اس بات کے چند محل ہیں جیسے محل سدیدی، اعتزاری اور صحیحی۔ ان میں سے ایک یہ ہے "نہ انھوں نے آپ کو قتل کیا نہ آپ کو صلیب دی لیکن وہ شبہ میں ڈال دیئے گئے"، اگر فرض کیا کہ اس نے واقعتاً برا کام کیا تو اس کے عرفان اور اس کی تجلی میں کمی نہ ہوگی۔ چنانچہ کہا گیا ہے کہ مقام ولایت میں معصیت، مراجعت کی اور مقام محبت میں منفعت کی دلیل ہے اور مقام معرفت میں معصیت کمال پر دلالت کرتی ہے۔ لیکن محمد حسینی حق الحقیقت علم عین اور فہم متین سے کہتا ہے کہ وہ لوگ دوزخی ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلعم کی پیروی نہیں کی ہے۔ جو کچھ ان کے نفس نے تقاضا کیا، اس کے پورا کرنے میں کمی نہیں کی ہے۔ انھیں دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ ان سے کہا جائے گا، ہاں، جو کچھ کیا، میں نے کیا، جو کچھ کرتا ہوں، میں کرتا ہوں۔ اب بھی

Marfat.com

اے عزیز، بنا ید ایں سخن بر تو مشکل شود۔ امروز عارفاں را سر درد می باشد، شکم درد می باشد، تپ می باشد، وجعے می باشد، دیگر و دیگر و تجلی عرفان ہمہ باقی با او با ایں ہمہ درد آں عارف را می سوزند و با وجعی گرفتار شدہ نالہ و زاری می کند۔ اے گرفتگی داد، البتہ می خواہد رنج بصحت بدل شود وکذالک۔ فردا، آمنا و صدقنا، روح ابو علی سینا برند۔ فرماں آید، از رہ محمدؐ آمدہ است یا خود می خواہد بما پیوند گوید، خود می خواہم کہ بتو پیوند کنم۔ فرماں شود کہ بعد بعثت محمدؐ، بر مارہ نیست جز رہ محمدؐ۔ باز گردانید در ہاویہ نکال و عذاب بدارید۔ و عرفان او با او باقیست۔ اے درویش، دریں جہاں و در آں جہاں، بل من لا ذل لا بد آرام و قرار و برخورداری و آسودگی جز باتباع محمدؐ نیست۔ بیت ؎

مصطفیٰ وانکہ کسے گوید کہ رہ
آفتاب وانگہ کسے بیند سہا

(۷۵) نقل است (مس) حضرت

کشف اور تجلی ظہوری میں ہوں جیسا کہ دنیا میں تھا۔ مجھے جانو، دیکھو، پہچانو اور چلو۔

اے عزیز اس بات کے سمجھنے میں کچھ دشواری نہ ہونی چاہیئے۔ آج عارف کے درد سر ہے، درد شکم ہے۔ بخار ہے درد اور دوسرے امراض ہیں، عرفان تجلی ان تمام دردوں کے ساتھ اسے جلاتی ہے اور درد میں مبتلا ہو کر وہ آہ و زاری کرتا ہے۔ اس پر وہ دل گرفتہ ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کی تکلیف صحت میں بدل جائے۔ اسی طرح کل جب بو علی سینا کی روح کو حضور خداوندی میں لے گئے تو فرمان ہوا کہ محمدؐ کے راستے آئے ہو یا اپنی کوشش سے ہم سے جڑنا چاہتے ہو۔ ابو علی سینا کی روح کہے گی میں چاہتا ہوں کہ اپنی کوشش سے آپ سے وابستہ ہو جاؤں۔ فرمان ہوا۔ محمدؐ کی بعثت کے بعد راہ محمدؐ کے سوا ہم تک پہنچنے والا کوئی نہیں۔ اس لیے جاؤ، اور دوزخ کے اسفل طبقوں کے عذاب میں ڈال دو۔ لیکن اس کا عرفان باقی ہے۔ اے درویش اس دنیا میں اور اس دنیا ہی میں نہیں بلکہ ازل سے لے کر ابد تک آرام، قرار، برومندی اور آسودگی اتباع محمدؐ کے سوا کسی اور چیز میں نہیں ہے۔

(۷۵) نقل ہے (مس) کہ حضرت

Marfat.com

بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ را با ارواح انبیاء و اولیاء ملاقات بود۔ چنانکہ روح حضرت افضل الاولیاء علی رضی اللہ عنہ را پرسید کہ عرس شما بکدام تاریخ است۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمودند کہ ہجدہم ماہ مبارک رمضان ہست۔

بندگی مخدوم رضؓ کی اولیاء اور انبیاء کی روحوں سے ملاقات تھی۔ چنانچہ حضرت افضل الاولیاء حضرت علیؓ سے پوچھا کہ آپ کے عرس کی کیا تاریخ ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ (۱۸) ماہِ مبارک رمضان ہے۔

(۷۶) نقل است (مس) بندگی مخدوم را قوتی بود کہ ہر کس را کہ کنار می گرفتند نعمت می دادند و ہم ستدند۔ چنانچہ حکایت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ و حکایت سید جلال بخاری رحمۃ اللہ علیہ خواندہ باشی۔

(۷۶) نقل ہے کہ (مس) حضرت بندگی مخدومؓ میں وہ قوت تھی کہ جسے چاہتے اپنے سینے سے لگا کر اسے نعمت دے سکتے تھے۔ اور لے سکتے تھے۔ جیسا کہ حضرت بندگی مخدومؓ اور سید جلال الدین بخاری کے واقعہ میں آپ نے پڑھا ہوگا۔

(۷۷) نقل است (سم) از بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ۔ مثنوی

بیازار دیدم رخ گلعذار
بروزے گزشتم بوقت بہار
بدیدم زنے مست بنشستہ بود
جہاں در خم زلف بربستہ بود
بحسن و لطافت رخش چوں گلے
عذارش سمن بوئے لعلش لبے
زنے شیوہ باز و بسے عشوہ ساز
بسے ناز بانے بسے عشوہ باز
زنے شوخ چشمے و عیارۂ
کرشمہ نمائے و مکارۂ
لبش وقت خندہ چو آب حیات
شود زندہ از خندۂ او موات

(۷۷) نقل ہے (سم) خود حضرت بندگی مخدومؓ سے: مثنوی

ایک روز میں موسم بہار میں بازار سے گزر رہا تھا۔ میں نے وہاں ایک گلعذار کو دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک مست عورت بیٹھی ہوئی ہے اور ایک دُنیا کو اس نے اپنی زلفوں میں باندھ رکھا ہے۔ حسن و لطافت میں اس کا چہرہ گلاب جیسا تھا اور اس کے رُخسار لالہ جیسے اور چنبیلی جیسی بو دینے والے لگتے تھے۔ وہ بڑے ناز و انداز دکھانے والی عورت تھی اور بڑی عشوہ باز و عشوہ ساز تھی۔ بڑی شوخ چشم اور عیارہ تھی۔ نخرے دکھانے والی مکارہ تھی ہنستے وقت اس کے

Marfat.com

کند خندہ اش بندہ آزادہ را
بود رونق از لبش بادہ را
ہم از قاب قوسین لبانش نشاں
ز نور رخش نور چشم بداں
بداں نور بینم اگر سوئے او
بنور رخش تواں دید ہم روئے او
رخ او نشان الوہیتش
ز بستاں بیاں ربوبیتش
ز انوار قدسی برو تابشی
ز الطاف سبحانش آرایشی
با عزاز و اکرام بنشستہ بود
بہر سوئے جانے فرو بستہ بود
بدو کان تنبول تکیہ زدہ
بہ برگ لبش جاں سپاری شدہ
برنگ رخش جان مردم فدائے
بداں چو نہ گردد دل مبتلائے
ہر آنکس کہ دیدہ شدہ مبتلائے
ز عشاق جانہا بر وشد فدائے
جبینش ز لاہوت رمزے نمود
لبش از جمال اللہ رمزے نمود
ز نظارہ چندے کہ گردش بدند
چہ گویم ہمہ مبتلایش بدند
ز عشقش نفس ہر یکے می زدے
کہ ہر یک بدعوی قریبش شدے
بہ برگ لب و رنگ رخسار او
دلم چوں نگردد بدیدار او

ہونٹ آب حیات جیسے تھے کہ مُردہ بھی اس کی ہنسی سے زندہ ہو جاتا تھا۔ اس کی ہنسی آزاد کو اپنا غلام بنا لیتی تھی اور اس کے ہونٹوں سے شراب کی رونق بڑھتی تھی۔ اس کے لب قاب قوسین کی نشان دہی کرتے تھے۔ اس کے چہرے کے نور سے آنکھوں کو نور حاصل ہوتا تھا۔ اس نور سے اس کی طرف دیکھا جائے تو اسی کا چہرہ دکھائی دیتا تھا۔ اس کا چہرہ الوہیت کی نشان دہی کرتا تھا۔ اور اس کی چھاتیاں ربوبیت کا بیان تھیں۔ اس کا چہرہ انوارِ قدسی سے جگمگا رہا تھا اور خدا کی عنایتوں سے تزئین و آرائش پائے ہوئے تھا۔ وہ بڑی شان و شوکت کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی اور ہر طرف سے جانیں اس پر فدا ہو رہی تھیں۔ وہ ایک پان کی دوکان میں بیٹھی تھی اور پان کی لالی سے اس کے ہونٹ سُرخ تھے۔ اس کی خوبصورتی پر لوگ فدا تھے اور بُری طرح اس پر فریفتہ تھے جس نے بھی اس کو دیکھا وہ سو جان سے اس پر فدا ہو گیا۔ اور عاشقوں کی جانیں اس پر تصدق ہونے لگیں۔ اس کی پیشانی لاہوت کا راز کھولتی تھی اور اس کے ہونٹ جمال خداوندی کی جھلک دکھاتے تھے۔ اس کو دیکھنے کے لئے جتنا اس کے گرد چکر کاٹتے تھے کیا کہوں سب ہی اس پر کس بُری طرح فریفتہ ہو جاتے تھے۔ ہر شخص اس کی محبت کا دم بھرتا تھا اور اس دعوے کے ساتھ ہر اس کے قریب ہوتا

Marfat.com

ز ہر یک شدہ جان سپاری بروں
چوں دیدند مقصود دل را دروں
ہمی کرد دعوت بسوئے قدم
بقصد تمامیش قاصد شدم
ہماں لحظہ در خاطرم در گزشت
بود مرشد آں کس کہ زیں برگزشت
ازیں خطرہ وقفہ نشد ساعتے
ہمی باز ماندم ازآں راحتے
ہماندم بآواز مارا بخواند
بدلہا ہمہ قصد خود را نشاند
منم آنکہ جملہ بفرمان من
منم شاہ عشق تو سلطان من
تو جان منی و جہاں جان من
تو آن منی و جہاں آن من
چنیں قول او چوں بگوشم شدہ
زمام تمالک ز دستم شدہ
عنان وجاہت ز دستم برفت
ہمہ بند بندم زمن برگسست
ہمیں خواستم تا بسویش روم
کہ با دولت قربت او شوم
ہماں دم شنیدم کہ از جان جاں
بگفت است آں فتنۂ انس و جاں
بیفف گفت بتبع رائے رسول
بمیانم ز من گرچہ گردی ملول
بشوخی قدم خواستم تا نہم
بقصد دل خود باو جان دہم

ہونا چاہتا تھا۔ اس کے پنکھڑیوں جیسے ہونٹوں اور اس کے رُخ رنگین کو دیکھنے کے لئے میرا بھی دل کیوں نہ تڑپتا۔ ہر شخص اپنی جان پر کھیلنے تیار ہو گیا کیونکہ اس میں ہر ایک کو اپنا دلبر مقصود نظر آتا تھا۔ جب اس نے مجھے اپنی طرف بلایا تو میں نے سب کا قاصد بننے کا ارادہ کیا۔ اسی آن میرے دل میں خیال آیا کہ وہی مرشد ہو سکتا ہے جو اس سے گزر جائے۔ دل میں اس خطرے کے پیدا ہوتے ہی وہ راحت مجھ سے چھن گئی۔ اسی آن اس نے بلند آواز سے ہم کو پکارا اور اپنی محبت سب کے دلوں میں بٹھا دی۔ کہا میں وہ ہوں کہ سارا عالم میرے زیر فرمان ہے۔ میں شاہِ عشق ہوں اور تو میرا سلطان ہے۔ تو میری جان ہے اور دنیا میری جان ہے۔ تو میرا ہے اور دنیا میری ہے۔ جب اس کی یہ باتیں میرے کانوں تک پہنچیں تو مجھے اپنے آپ پر قابو نہ رہا۔ اختیار کی لگام میرے ہاتھ سے نکل گئی اور میرا جوڑ جوڑ ڈھیلا پڑ گیا۔ اس کی قربت کی دولت حاصل کرنے کے لئے میں نے اس کی طرف بڑھنا چاہا۔ اسی آن میں نے اس فتنۂ انس و جان کو یہ کہتے سنا۔ "اے جانِ جان، اگرچہ میری تمنا نے تجھے بے تاب کر دیا ہے پھر بھی اتباعِ رسولؐ کو اپنا شعار بنا، رک جا، ٹھیر جا۔" یہ سننے کے باوجود اپنے دل کی آرزو کے مطابق اپنی جان اس پر نثار کرنے کے لئے میں نے شوخی سے اس کی طرف قدم بڑھانا چاہا۔

Marfat.com

چو بینم ز دکاں نے آں نگار
نہ نظارہ بازار و نے آں دیار
نہ آں یار پرکار و یاران او
نہ آں گفت گوے نہ دوران او
خود ایستادہ ماندم بحیرت دراں
نہ بد آنچہ من بردہ بودم گماں
بخود پختہ کردم خیال چناں
کہ مقصود جانم ہمیں شد عیاں
بدیدم کہ آں پختہ ام خام شد
محمد ازاں وہم بے کام شد
بمن خورد دوچار آں دم یکے
کہ او اہل تحقیق بد بے شکے
کہ بے خویش پر نیش درویش بود
درو دردمندے و دل ریش بود
زمن ہر چہ کج گشتہ بد راست گفت
ز بحر حقیقت چنیں در بسفت
یگانہ ترا ایں سہ گانہ نمود
کہ عشق ازل ایں نشانہ نمود
یگانہ یگانہ یگانہ ترا
نمودہ بصورت سہ گانہ ترا
کہ تا تو بباشی نہ بینی دگر
چنانچہ کہ دیدی تو شکل و صور
بباید نماید نباید رود
نہ دیگر بداں شکل پیدا شود

(۷۸) نقل است (کہ) خدمت شیخ
علاء الدین اندی رحمۃ اللہ علیہ چناں اعتقاد
بر بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ را بر بندگی [illegible]
[illegible]

کیا دیکھتا ہوں کہ نہ وہ دوکان ہے اور نہ وہ
حسینہ ہے۔ نہ وہ نظارہ ہے اور نہ وہ مقام
نہ وہ اس کے جاں باز دوست۔ نہ وہ اور
نہ گفتگو کا سلسلہ۔ میں ہی اکیلا حیرت زدہ
وہاں کھڑا تھا اور جو کچھ گزرا تھا اس کا نشان
وگمان بھی نہ تھا۔ میں نے یہ خیال پختہ کر لیا
تھا کہ میرا مقصود جاں یہی ہے جو عیاں
ہوگیا۔ میں نے سوچا کہ میں پختہ ہوگیا ہوں
بس اسی لمحہ میں خام ہوگیا۔ اسی وہم کی وجہ
سے محمد اپنی مراد کو نہ پا سکا۔ اسی آن اسی نے
مجھے پکار کر آگاہ کیا کہ وہ بے شک کوئی اہل تحقیق
تھا اور اپنے آپ سے برہم درویش تھا۔ اس
کے اندر کوئی دل ریش دردمند چھپا ہوا تھا۔
جو کچھ مجھ سے غلطی ہوئی تھی اسے درست کیا
اور بحر حقیقت کے یہ موتی پرو گیا۔ یگانہ نے
تجھے اس طرح سہ گانہ دکھایا اور عشق ازل نے
تجھے اپنا نشانہ بنایا۔ یگانہ، یگانہ، یگانہ نے
تجھے سہ گانہ کی صورت میں اپنے آپ کو دکھایا
تاکہ تو پھر کسی اور کو نہ دیکھ سکے۔ جیسی شکل
و صورت تو نے دیکھی ویسی شکلیں اور صورتیں
تجھے دکھاتا ہے۔ ان کے پیچھے [illegible]
کیونکہ پھر ان شکلوں [illegible]

(۷۸) نقل ہے کہ حضرت شیخ
علاء الدین اندی رح کو بندگی مخدوم رض سے اس
درجہ اعتقاد تھا کہ حضرت مخدوم رض کے دوسرے

Marfat.com

مخدوم رضی اللہ عنہ نبود۔ بارہا حضرت بندگی
مخدوم رضی اللہ عنہ می خفتندے و خدمت
شیخ علاؤالدین روئے خویش برکف پائے
مبارک حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ
می داشتندے و می خفتندے۔ چوں
حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ بیدار
می شدندے خدمت شیخ را بہ ایں حالے
می دیدندے و می گفتندے، چرا ہم چنیں
می کنی؟ خدمت شیخ می گفتندے، اے
امیر سید محمد، ترا کس نشناختہ است۔
من شناختہ ام۔ زیرا کہ لا یعرف الجوھر
الا بالجوھری۔

(۷۹) نقل است (سی) سلطان
فیروز بہمنی را فرزندان می شدندے و
ہم در خرد سالگی نقل می گشتندے۔
روزے سلطان فیروز پیش حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ بالتماس پیوست کہ فرزندان
من نمی زیند۔ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ
دعائے بکنند تا بزیند۔ حضرت بندگی مخدوم
رضی اللہ عنہ فرمودند کہ چنداں فرزندانے
خواہد ترا کہ تو میزبانی ایشاں کردن تنگ
خواہی آمد۔ بعد چند گہے پسر در خانہ سلطان
آمد۔ جبرئیل نام درویش بود۔ بر سلطان
آمد و گفت، ایں پسر مرا بدہند۔ در خانہ
خود خواہم داشت۔ یک اسپ تازی نیز
بدہند راست خواہم کرد وقتے کہ مکتب
شاہزادہ خواہد شد بریں اسپ سوار خواہم کرد۔

خلفا کو اس درجہ اعتقاد بندگی مخدوم رض
سے نہ تھا۔ بارہا ایسا ہوا ہے کہ حضرت
بندگی مخدوم رض سوتے تھے اور شیخ علاؤالدین
اپنا چہرہ حضرت بندگی مخدوم رض کے تلووں
پر رکھ کر سو جاتے تھے۔ جب حضرت بندگی
مخدوم رض بیدار ہوتے اور حضرت شیخ علاؤالدین
کو اس حال میں دیکھتے تو فرماتے یہ سب کیوں
کرتے ہو۔ شیخ فرماتے، اے امیر سید محمد،
تمہیں کسی نے نہیں پہچانا۔ میں نے تمہیں
پہچانا ہے، کیونکہ جوہر کی قدر جوہری کے
سوا کوئی نہیں جانتا۔

(۷۹) نقل ہے (سی) کہ سلطان
فیروز شاہ بہمنی کے لڑکے پیدا ہوتے لیکن
کم سنی ہی میں مر جاتے تھے۔ ایک روز
سلطان فیروز نے حضرت مخدوم رض نے فرمایا کہ
تجھے اتنے فرزند ہونگے کہ تو ان کی کثرت سے
تنگ آ جائے گا۔ کچھ دنوں بعد سلطان کے
گھر لڑکا پیدا ہوا۔ جبرئیل نامی ایک درویش
تھا۔ وہ سلطان سے ملا۔ اور اس سے کہا
کہ اس لڑکے کو مجھے دے دے۔ میں اسے
اپنے گھر میں رکھوں گا۔ ایک تیز عربی گھوڑا
بھی دے۔ جب شہزادہ کی مکتب نشینی
ہو گی تو اس گھوڑے پر وہ سوار ہو گا۔
سلطان نے ایسا ہی کیا۔ حضرت بندگی مخدوم رض
کو غیرت آئی۔ کچھ باتیں کہیں۔ یہ باتیں سلطان
کے کانوں تک پہنچیں۔ چند مہینوں کے بعد
ایام شیرخوارگی ہی میں سلطان کا لڑکا مر گیا۔

Marfat.com

سلطان ہم چناں کرد۔ آخر حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ را غیرت آمد۔ چیزے سخن
گفتند۔ بسمع سلطان ہم رسیدہ بود۔
میاں چند ماہ در ایام شیر خوارگی آں پسر
سلطان) نقل کرد۔ بندگی میاں برہ شنیدند
و گفتند، کسے دادہ بودند یعنی بندگی مخدوم
رضی اللہ عنہ، باز خود ستیدند۔ آں درویش
از روئے سلطان شرمندہ و مخذول شد۔
سلطان بازبزاری و فروتنی پیش حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ، بالتماس پیوست و
عذر خواست۔ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ
عنہ، باز ہماں لقب دادند۔ آخر ہمچناں
شد کہ از میزبانی کردن تنگ آمدہ بود۔

(۸۰) نقل است (مہ) سلطان را
معتاد بود کہ دوبار بر بندگی مخدوم رضی اللہ
عنہ برائے ملاقات می آمدے۔ وقت
بیروں شدن لشکر و وقت از بازگشتن
لشکر۔ روزے ہم بیروں آمدہ برائے
وداع استمداد بندگی مخدوم رضی اللہ
عنہ، نیز آمد۔ ملاقات کردہ بازگشت۔
جلال متوکل نام درویش بود۔ بر او نیز
رفت و او نیز دعائے استمداد سے خواست۔
حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ را استماع
شد۔ فرمودند، الحمد للہ، بار از گردن
من دور کرد۔ ایں سخن حضرت بندگی مخدوم
رضی اللہ عنہ، نیز بسمع سلطان برسید۔
بردست خواص دو اں گفتہ فرستاد کہ

بندگی مخدوم میاں بڑے (حضرت سید اکبر
حسینیؒ) نے بھی یہ خبر سُنی تو فرمایا کسے دیا
تھا یعنی بندگی مخدومؓ نے اسے واپس لے
لیا۔ اس درویش کو سلطان کے آگے
شرمندگی اور پشیمانی اُٹھانی پڑی۔ سلطان
نے پھر رو رو کر فروتنی اور عاجزی کے ساتھ
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ، سے التماس
کیا، اور اپنی پچھلی حرکت پر معذرت
پیش کی۔ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ
نے پھر وہی بات دُہرائی۔ آخر وہی ہوا کہ
بچوں کی کثرت سے تنگ آگیا تھا۔

(۸۰) نقل ہے (مہ) کہ سلطان کا
قاعدہ تھا کہ دوبار حضرت بندگی مخدوم رضؓ
کی خدمت میں ملاقات کے لئے حاضر ہوا
کرتا تھا۔ ایک تو لشکر لے کر باہر جاتے
وقت اور ایک لشکر لے کر واپس آتے
وقت۔ ایک بار سلطان اسی غرض سے
بندگی مخدوم رضؓ سے رخصت ہونے اور مدد
کی دعا کی درخواست کرنے کے لئے آیا
اور آپ سے مل کر چلا گیا۔ جلال متوکل
نامی ایک درویش تھے۔ فیروز شاہ ان
سے بھی ملنے گیا اور ان سے بھی مدد کی
دعا کی درخواست کی۔ حضرت مخدوم رضؓ نے
یہ بات سُنی تو فرمایا، الحمد للہ، اس نے
میری گردن سے یہ بھاری بوجھ اُتار لیا۔
حضرت مخدومؓ کی یہ بات بھی سلطان کے
کانوں تک پہنچی۔ اور اس نے اپنے خاص

Marfat.com

بار من بر بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ است نہ بر دیگر. و ضمناً برین آمدہ بود. بزیارتگاہ بندگی شیخ ... میان بنام عمادش او بود. بحضرت ملاقات کردم. در آن بار کہ بر حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ آمدہ بود، حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ منع ہم کردہ بودند کہ دریں بار تو مرو. برادر خورد را بفرست یعنی سلطان احمد را، او خود رفت. قصہ مشہور است. در آں مہم فتح نشد. بحضور گشتہ ہزیمت باز گشت. ہر کہ بر صاحب ولایت بخلوصیت توجہ نگیرد مقصود او بر نیاید، ایں چہ باشد.

آدمیوں کو دوڑتا اور کہلوایا کہ میرا بوجھ تو حضرت بندگی مخدوم رض پر ہے کسی اور پر نہیں۔ یہاں ضمناً وہاں بھی گیا تھا۔ اپنے محل کو لوٹتا تھا، درمیان میں جلال متوکل کا گھر تھا۔ ان سے بھی ملاقات کر لی۔ جس سلسلہ میں سلطان حضرت بندگی مخدوم رض کے پاس آیا تھا، اس سلسلہ میں حضرت بندگی مخدوم رض نے سلطان کو منع فرمایا تھا کہ اس بار تم خود نہ جاؤ۔ اپنے بھائی یعنی سلطان احمد کو بھیجو۔ لیکن وہ خود ہی مہم پر چلا گیا مشہور قصہ ہے۔ اس مہم میں فتح حاصل نہ ہوئی شکست اٹھا کر لوٹا۔ جو بھی صاحب ولایت کی بات پر خلوص کے ساتھ توجہ نہیں دیتا، اس کا مقصود حاصل نہیں ہوتا، اس کی کیا حیثیت ہے۔

(۸۱) نقل است (مہ) بارہا حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ بتاسف تمام می فرمودند، افسوس کہ حق تعالی درزمانہ اصعب و اشد ما را پیدا کرد. اگر در عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و صحابہ کرام و تبع تابعین و جنید و شبلی بودے کارہائے من از کارہائے ایشاں کم تر نبودے. ازیں جا قاضی احمد دبیر عرضہ داشت کہ دریں زمانہ اصعب اگر ہم چو بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ مبعوث نبودے خلق را بسوئے خدائے تعالی دعوت کہ کردے و راہ کہ نمودے.

(۸۱) نقل ہے (مہ) کہ حضرت بندگی مخدوم رض نہایت درجہ افسوس کے ساتھ بارہا یہ فرماتے تھے کہ افسوس حق تعالی نے ہمیں بڑے سخت اور برے زمانے میں پیدا کیا۔ اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صحابہ کرام یا تبع تابعین یا جنید رح یا شبلی رح کے زمانے میں ہوتا تو میرے کام ان کے کاموں سے کم نہ ہوتے۔ اس پر قاضی احمد دبیر رح نے عرض کیا کہ اگر بندگی مخدوم اس سخت اور کڑے زمانے میں نہ بھیجے جاتے تو مخلوق کو خدا کی طرف کون دعوت دیتا۔ پھر عرض کیا کہ حضرت بندگی

Marfat.com

باز عرضہ داشت کہ از صدقۂ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہٗ چیزے کہ بندہ را عطا کردہ اند یعنی از عالم الٰہیات و غیوبات از اں می دانم کہ بہ قدم بندگی مخدوم رضی اللہ عنہٗ از میاں متقدمان کہ بودہ باشد۔ چنانچہ قطعہ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہٗ بر ایں دلالت می کند ؎

مخدوم رضؓ کے صدقے میں مجھے جو کچھ عطا ہوا ہے، یعنی عالم الٰہیات و غیوبات سے جو کچھ عطا ہوا ہے اس کی بنا پر میں جانتا ہوں کہ متقدمین میں حضرت بندگی مخدوم کے مرتبے کو کون پہنچتے ہیں۔ چنانچہ خود بندگی مخدومؓ کا یہ قطعہ اس پر دلالت کرتا ہے۔

قطعہ

محمد را بہ پرس از عشق باری
کہ او از جد خود احمد بہ پرسید
بگفت اے کودک شایستہ من
زہے کارے کہ آں فرزند بگزید

قطعہ

عشق بازی کے بارے میں محمد سے پوچھو
کہ اس نے خود اپنے جد امجد احمد (صلعم) سے پوچھا۔
آپ نے فرمایا، اے میرے لائق بیٹے، آفریں ہے میرے فرزند پر کہ وہ ایسے کام پر فائز کیا گیا۔

(۸۲) نقل است (مہ) کہ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہٗ را خانہ نہ بود در دہلی بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ از درون خانہ وقت تہجد می شناختند۔

(۸۲) نقل ہے (مہ) کہ دہلی میں حضرت بندگی مخدومؒ کا جو گھر تھا، اس کے اندر بیٹھے ہوئے ہی آپ تہجد کا وقت پہچان لیتے تھے۔

(۸۳) نقل است (مہ) وقتیکہ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہٗ در گلبرگہ آمدند سلطان فیروز برائے لشکر بروں آمدہ بود۔ آمدن سلطان را بر بندگی مخدوم رضی اللہ عنہٗ ممکن نشد پسر خویش حسن شاہ را و وزیرے دیگر خواجہ جہاں نام و یک مولای مولانا حسن صدر نام را فرستادہ۔ والتماس گفتہ فرستاد کہ من بہ کفار بروں آمدہ ام۔ اگر باز خواہم گشت ایشان خوش خواہند

(۸۳) نقل ہے (مہ) کہ جس وقت بندگی مخدومؒ گلبرگہ تشریف لائے، سلطان فیروز لشکر لے کر کسی مہم پر گیا ہوا تھا۔ بندگی مخدومؒ کے استقبال کے لئے حاضر ہونا اس کے لئے ممکن نہ ہوا۔ اپنے بیٹے حسن شاہ اور خواجہ جہاں نامی ایک وزیر اور ایک مولانا حسن صدر نامی اور ایک غلام کو آپ کی خدمت میں روانہ کیا اور یہ عرض کر دیا کہ میں ... کے خلاف صف آرا

Marfat.com

شدو بیشتر خواہند آمد۔ از من بندگی مخدوم رضی اللہ عنہٗ راغم دین اسلام بیشتر است۔ ایشاں ہمہ بر بندگی مخدوم رضی اللہ عنہٗ التماس مذکور کردند و بندگی مخدوم رضی اللہ عنہٗ چیزے حکایت با ایشاں کردند۔ بعدہٗ گفتند کہ یک چیزے من پیش شما می گویم۔ آں شما بر سلطان بگوئید کہ ایں ملک را حق تعالیٰ بحوالہٗ من کردہ است۔ تا آں زماں کہ سلطان با من نیکو خواہد ماند بتحقیق ایں ملک از و نخواہد رفت۔ اشارت بسوئے حضار سلطاں فیروز کردند و گفتند کہ اگر ایں ہم با من نیکو خواہد ماند ایں را از یں ہم ملک رفتنی ندہم۔ ایشاں بر سلطان آمدند و آنچہ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہٗ گفتہ فرستادہ بودند ہمہ گفتند۔ سلطان برائے خدمت گاری حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہٗ تقصیرے نداشت۔ اما آخر وقت ازو چیزے زاد۔ بندگی میاں کلمۃ اللہ را کشانید۔ چنانچہ قصہ مشہور است بالا گزشتہ است۔ و چیز ہا دیگر ہم ازو صادر شد۔ بعدہ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ ملک ازو گرفتند و سلطان احمد را دادند قصہ بطول ہا است چنانچہ آں ہم مشہور است۔

(۸۴) نقل است (مہ) کہ روزے

ہوں۔ اگر لوٹ آؤں تو انھیں بڑی خوشی ہو گی اور وہ آگے بڑھ آئیں گے حضرت بندگی مخدوم رضؓ کو مجھ سے زیادہ دین اسلام کی فکر ہے۔ سلطان کے بھیجے ہوئے لوگوں نے یہ باتیں حضرت بندگی مخدوم کی خدمت میں عرض کیں۔ بندگی مخدومؓ نے ان سے ادھر اُدھر کی باتیں کیں اور اس کے بعد فرمایا میں ایک بات تم لوگوں سے کہتا ہوں۔ یہی بات تم سلطان سے کہہ دینا کہ حق تعالیٰ نے یہ ملک میرے حوالے کیا ہے۔ جب تک سلطان میرا خیال رکھے گا، حق یہ ہے کہ یہ ملک اس کے ہاتھ سے نہ نکلے گا۔ اس کے بعد سلطان کے بھیجے ہوئے لوگوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اگر یہ لوگ بھی مجھ سے اچھے رہیں تو انھیں بھی اس ملک سے جانے نہ دوں گا۔ یہ لوگ سلطان کے پاس آئے اور جو کچھ بندگی مخدومؓ نے کہا تھا، وہ سب کہا۔ سلطان نے حضرت مخدومؓ کی خدمت میں کوئی کوتاہی نہ کی۔ لیکن آخر میں ایک بات ہو گئی۔ بندگی میاں کلمۃ اللہ کو مروا ڈالا۔ چنانچہ مشہور واقعہ ہے اور اوپر گزر چکا ہے۔ اس کے سوا اور بھی کچھ باتیں اس سے صادر ہوئیں۔ اس کے بعد بندگی مخدومؓ نے اس سے ملک چھین لیا اور سلطان احمد کو دے دیا۔ یہ بڑا طویل قصہ ہے اور وہ بھی بہت مشہور ہے۔

(۸۴) نقل ہے (مہ) کہ ایک روز

Marfat.com

مادر ملک عائشہ بر بی بی بتول دختر بندگی
مخدوم رضی اللہ عنہ آمدہ بحزن و بگریہ
گفت شما پیش بندگی مخدوم رضی اللہ
عنہ از من بگذرانید کہ چنیں استماع شدہ
است کہ پسر ایں ضعیفہ در لشکر رفتہ بود
آنجا مرد۔ بی بی بتول بر حضرت بندگی
مخدوم رضی اللہ عنہ آمدہ عرض کردند۔
حکایت مادر ملک عائشہ ۔ ایں ہم گفت
کہ فلاں ضعیفہ از کردہ پسر خویش بسیار
تقلق و اندوہ دارد۔ بندگی مخدوم رضی اللہ
عنہ فرمودند بی بی بتول را کہ مادر او را
بگو چرا تقلق و اندوہ می کنی۔ پسر تو در
بہشت می گردد و میوہ ہائے بہشت می
خورد بدیں طریق تسلی دل آں حزن و اندوہ
کردند۔ حضرت شاہ من اللہ محمد محمد الحسینی
گیسو دراز می فرمایند کہ ایشاں مالک الملاک
اند۔ ہر چہ دانند بکنند و ہر چہ خواہند بہ دہند

مادر ملک عائشہ بندگی مخدومؒ کی صاحبزادی
بی بی بتول کے پاس آئی اور روتے پیٹتے
کہا کہ آپ حضرت بندگی مخدومؒ کی خدمت
میں میری طرف سے عرض کیجیے کہ یہ سننے
میں آیا ہے کہ اس ضعیفہ کا بیٹا لشکر کے
ساتھ گیا تھا، وہاں وہ مارا گیا۔ بی بی
بتول نے حضرت بندگی مخدومؒ سے مادر
ملک عائشہ کی یہ بات عرض کی۔ اور یہ
بھی کہا کہ وہ ضعیفہ اپنے بیٹے کے اس
انجام سے بہت دلگیر اور رنجیدہ ہے۔
بندگی مخدومؒ نے بی بی بتول سے فرمایا کہ
اس کی ماں سے کہو کہ تو کیوں اتنا غم و اندوہ
کرتی ہے۔ تیرا بیٹا بہشت میں گھومتا پھرتا
ہے اور جنت کے میوے کھاتا ہے۔ اس
طرح سے اس کے غم و اندوہ کو تسکین
دی۔ حضرت شاہ من اللہ محمد محمد الحسینی
گیسو دراز فرماتے ہیں کہ وہ مالک الاملاک
ہیں۔ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور جسے جو
بھی چاہتا ہے دیتے ہیں۔

(۸۵) نقل است (مہ) کہ بندگی
مخدوم رضی اللہ عنہ ہر روزے نیم نانے
تنک بیش نمی خوردند۔ و در خانقاہ رسم
بودہ است کہ یک سیر آرد را ہشت نانے
تنک می کردند۔ و کوزہ عرس بندگی شیخ
نصیر الدین پر آب می آوردند و در آں
مضمضہ می کردند و چیزے می نوشیدند و

(۸۵) نقل ہے (مہ) کہ بندگی مخدومؒ
ایک چھوٹی روٹی وہ بھی آدھی سے بڑھ کر
نہ کھاتے تھے۔ آپ کی خانقاہ میں یہ رسم
تھی کہ ایک سیر آٹے میں آٹھ چھوٹی چھوٹی
روٹیاں بنائی جاتی تھیں۔ حضرت بندگی
شیخ نصیر الدین کے عرس کا کوزہ پانی سے
بھر کر لاتے۔ اس میں سے تھوڑا سا مضمضہ

Marfat.com

باز مضمضه می کردند می انداختند۔ آں خوردن بود و ایں آشامیدن۔

(۸۶) نقل است (مه) روزے به زیارت سیوم مادر شیر خاں آنجائے بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ رفته بودند۔ بعد زیارت مادر شیر خاں بگریه و حزن تمام آمده در پائے مبارک بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ افتاد۔ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ او را متعلق دیدند۔ فرمودند چرا گریه می کنی۔ تعلق مکن۔ ہمیں زمان مادر ترا ہم زانو فاطمه صلوات اللہ علیہا کردند۔

(۸۷) نقل است (مه) که ملک زاده در دہلی بود۔ مرید بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ شده بود۔ بدیہے رفته بود۔ آنجا بنا مشروعے مشغول شد۔ الغرض لینتے او را رسید۔ او نقل شد۔ مرزمان خبر نقل او پیش بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ گفتند۔ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند چرا پیش من توبه کرده رفته بود، بر آں نمانده۔ مادر بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ گفتند چرا پسر او را دعا بد کردی او مرده است۔ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ گفتند ما ما او پیش من توبه کرده رفت۔ و آنجا شکست و بر آں نماند من چه کنم۔ مادر بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ گفتند اے عجب شده اے سید محمد! ایں زمان ہر که مرید تو شود او کشته شود۔

دمنه میں پانی کو پھرا کر کلی کرنا کرتے اور تھوڑا سا پانی لیتے اور پھر کلی کر دیتے۔ یہ ان کا کھانا تھا اور یہ ان کا پینا۔

(۸۶) نقل ہے کہ (مه) ایک روز بندگی مخدومؒ شیر خاں کی ماں کے فاتحہ سیوم میں اس کے گھر گئے۔ زیارت کے بعد شیر خاں رونے پیٹنے لگا۔ اور بندگی مخدومؒ کے قدموں پر گر پڑا۔ بندگی مخدومؒ نے اس کا غم دیکھ کر فرمایا، کیوں روتا ہے، غم نہ کر، ابھی ابھی تیری ماں کو حضرت بی بی فاطمہ صلوات اللہ علیہا کے پہلو میں بٹھا دیا گیا ہے۔

(۸۷) نقل ہے (مه) کہ دہلی میں ایک ملک زادہ تھا۔ حضرت بندگی مخدومؒ کا مرید ہوا۔ اور اس کے بعد کسی گانو کو چلا گیا۔ وہاں شرع کے خلاف کاموں میں مشغول ہوا۔ اسے کوئی روگ ہوا اور وہ مر گیا۔ اس کے مرنے کی خبر لوگوں نے بندگی مخدومؒ کی خدمت میں عرض کی۔ بندگی مخدومؒ نے فرمایا، میرے سامنے جو توبہ کر کے گیا تھا اس پر قایم کیوں نہ رہا۔ بندگی مخدومؒ کی والدہ نے بھی کہا کہ کیوں تم نے اس کے بیٹے کے لئے بد دعا کی کہ وہ مر گیا۔ حضرت بندگی مخدومؒ نے فرمایا، اماں وہ میرے سامنے توبہ کر کے گیا تھا۔ وہاں جا کر اس نے توبہ توڑ دی۔ اس پر قایم نہ رہا تو میں کیا کروں۔ بندگی مخدومؒ

Marfat.com

بعدہ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہٗ گفتند من ترک ایں کار کردم۔ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہٗ شش ماہ ترک دست بیعت کردند ہیچ یکے را مرید نگرفتند و سماع نشنیدند۔ روزے در نماز گاہ دہلی بیرون شہر مشغول بودند۔ در آں وقت حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم را دیدند کہ آمدہ نشستند و بندگی مخدوم رضی اللہ عنہٗ پرسیدند کہ یا رسول اللہ شما سماع شنیدہ اید و مرید گرفتہ اید۔ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرمودند، آرے سماع کردہ ام و دست بیعت دادہ ام۔ باز بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ التماس کردند در حق من چہ اشارت است۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمودند ترا ہم می گویم کہ سماع بشنو و مریداں بگیر۔ باز حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ ایں کار شروع کردند۔

کی والدہ نے فرمایا، اے سید محمدؐ، یہ تو عجیب بات ہوئی کہ جو بھی تمہارا مرید ہو جائے وہ مارا جائے؟ اس کے بعد بندگی مخدومؓ نے فرمایا کہ میں نے یہ کام ترک کیا۔ بندگی مخدومؓ نے چھ مہینوں تک دستِ بیعت دینا ترک کر دیا۔ کسی ایک کو بھی مرید نہ کیا اور سماع بھی نہ سُنا۔ ایک روز آپ دہلی شہر کے باہر عیدگاہ میں مشغول تھے۔ ایسے میں آپ نے حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آکر تشریف فرما ہو گئے ہیں۔ بندگی مخدومؓ نے پوچھا، یا رسول اللہ، کیا آپ نے سماع سُنا ہے اور مرید فرمایا ہے؟ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں میں نے سماع سُنا ہے اور دستِ بیعت دیا ہے۔ پھر بندگی مخدومؓ نے التماس کیا کہ میرے حق میں کیا حکم ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تیرے لئے بھی میں کہتا ہوں کہ سماع سُن، اور مُرید بھی کیا کر۔ اس کے بعد پھر بندگی مخدومؓ نے یہ کام شروع کیا۔

(۸۸) نقل است (۴۰) کہ شیخ بابو دولت آبادی مرد بزرگ عظیم القدر بود "الشیخ یحیی و یمیت" اورا تواں گفت۔ با پدر بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ محبت تمام بود۔ از آنکہ ایشاں ہم مرید شیخ نظام الدینؒ بودند۔ وقتے پدر بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ در خانۂ شیخ بابو

(۸۸) نقل ہے (۴۰) کہ شیخ بابو دولت آبادی ایک بہت بڑے بزرگ تھے۔ جِلانے اور مارنے والا شیخ ایسے ہی کو کہہ سکتے ہیں۔ بندگی مخدومؓ کے والد سے بڑی محبت رکھتے تھے۔ کیونکہ وہ بھی شیخ نظام الدینؒ کے مرید تھے۔ ایک دفعہ بندگی مخدومؓ کے والد شیخ بابو کے گھر گئے۔

Marfat.com

رفتند بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ نیز برابر بود۔
بمجرد دیدن و نظر افتادن بر بندگی مخدوم
رضی اللہ عنہ شیخ بابو آغاز کرد و گفت
خداوندزادہ، ایں پسر شماست؟ پدر بندگی
مخدوم رضی اللہ عنہ گفتند، آرے، اے
شیخ پسر من است۔ گفت عجب پسرے
حق تعالیٰ شما دادہ است وصفت ایں
و بیان مقامات ایں کہ تواند گفت۔ عالم
ایں، عاقل ایں، عاشق ایں، صاحب
کشوفات ایں، صاحب تجلیات ایں،
بر عرش و کرسی و کذالک سخن ہائے چند
گفت و ایں ہم گفت آں قدر کہ ما را معلوم
شد و نظر افتاد بقدر خویش گفتم۔ ازیں
ہم مقام ہائے اعلیٰ علیین دارد و مرا نظر
نمی افتد از آں خود چہ حکایت کنم۔

بندگی مخدوم رضؒ بھی آپ کے ساتھ تھے۔
جیسے ہی شیخ بابو نے آپ کو دیکھا اور
آپ پر ان کی نظر پڑی، پوچھا کہ حضور، کیا
یہ آپ ہی کے فرزند ہیں؟ بندگی مخدوم رضؒ
کے والد نے فرمایا، ہاں، اے شیخ، یہ
میرا ہی بیٹا ہے۔ کہا، حق تعالیٰ نے آپ
کو عجیب بیٹا دیا ہے۔ اس کے وصف اور
اس کے مقامات کون بیان کر سکتا ہے۔
عالم یہ، عاقل یہ، عاشق یہ، صاحب کشوفات
یہ، صاحب تجلیات یہ۔ یہ عرش و کرسی پر۔
ایسی ہی چند باتیں کہیں اور یہ بھی کہا کہ
جتنا ہم کو معلوم ہوا اور ہماری نظر جا سکی
اتنا ہی ہم نے بیان کیا۔ اس کے سوا بھی
اعلیٰ علیین میں مقام رکھتا ہے۔ جہاں تک
میری نظر نہیں جاتی، وہاں کی بات کیا بیان
کروں۔

(۸۹) نقل است (مہ) کہ روزے
بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ جلوس فرمودہ
بودند۔ نیم دانگے بدست گرفتہ بہ نبیرگان
را می نمودند و می گفتند کہ ایں نیم دانگ
کہ از خزانہ سلطان است، بکدام دہم؟
ہمہ دویدند۔ ہر کسی گفت کہ ما را بدہند
ہیچ کدام را نداد، مگر بدست میاں
روح اللہ داد۔ آخر الامر میاں روح اللہ
منصب خطاب دولت خانی مشد و از
دیوان بادشاہ استقامت یافت۔

(۸۹) نقل ہے (مہ) کہ ایک روز
بندگی مخدوم رضؒ تشریف فرما تھے۔ ہاتھ
میں نیم دانگ (ایک سکہ) تھا۔ اسے اپنے
پوتوں کو دکھایا۔ اور فرمایا، یہ نیم دانگ
سلطان کے خزانے کا ہے۔ اسے کسے دوں؟
سب دوڑے۔ ہر ایک نے کہا ہمیں دیجئے۔
کسی کو نہ دیا۔ میاں روح اللہ کے ہاتھ میں
رکھ دیا۔ آخر کار میاں روح اللہ نے دولت
خاں خطاب پایا اور بادشاہ کے دربار میں
ملازم ہوئے۔

(۹۰) نقل است (مہ) کہ روزے

(۹۰) نقل ہے (مہ) کہ ایک روز

Marfat.com

حضرت سید کمال الدین بہڑونچی بر بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ خواستند کہ مقراض بر سرش رواں کنند۔ سرش محلوق دیدند۔ فرمودند مرد شیخ است۔ بعد چند سالے در عہد حضرت خواجہ حبیب اللہ ابوالمرشد مقبول الحضرت شاہ ید اللہ محمد محمد الحسینی گیسو دراز آمد۔ ملتقن شدند و خلافت و اذکارہا دیگر ہم گرفتند۔ بعدہ چناں شیخ عظیم القدر شدند کہ زبان از اوصاف آں قاصر است۔

حضرت سید کمال الدین بہڑونچی نے حضرت بندگی مخدوم رضؓ سے درخواست کی کہ ان کے سر پر قینچی چلائی جائے (حضرت بندگی مخدوم رضؓ کا دستور تھا کہ مرید کرتے وقت کانو کے قریب کچھ بال قینچی سے کاٹ دیتے تھے مترجم) حضرت بندگی مخدوم رضؓ نے ان کا سر منڈھا ہوا دیکھ کر فرمایا، مرد شیخ ہے۔ چند سالوں کے بعد وہ حضرت خواجہ حبیب اللہ ابوالمرشد مقبول الحضرت شاہ ید اللہ محمد محمد الحسینی گیسو دراز کے زمانے میں آئے۔ آپ سے تلقین حاصل کی۔ خلافت لی اور اذکار اور دوسری چیزیں بھی حاصل کیں۔ اس کے بعد ایسے عظیم القدر شیخ ہوئے کہ ان کے اوصاف بیان کرنے سے زبان قاصر ہے۔

(۹۱) نقل است (مہ) کہ وقتیکہ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ از دہلی آمدہ قریب گلبرگہ رسیدند، موضع مخصوص کہ چھچولی نام است آنجا فرود آمدہ می خواستند کہ درون شہر درآیند۔ خلق گلبرگہ از اکابر و اشراف و ارزال و کاسبان ہر یکے برائے ملاقات بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ آمدند۔ از اکابر و اشراف بسیارے کہ بر پائے بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ می افتادند و کاسبان بے چارگاں را امکان قدم بوسی نبود ہم این ہر یکے اہل طائفہ بیرون صحرا براہ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ منتظر بودند۔ استادند بامید آں کہ پالکی حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ

(۹۱) نقل ہے (مہ) کہ دہلی سے آتے ہوئے جس وقت بندگی مخدوم رضؓ گلبرگہ کے قریب ایک موضع میں جس کا نام چھچولی ہے فروکش ہوئے۔ یہاں سے چاہا کہ شہر میں جائیں۔ گلبرگہ کے تمام لوگ۔ اکابر اشراف اور معمولی لوگ اصناع سب کے سب بندگی مخدوم رضؓ سے ملنے کے لئے دوڑ پڑے۔ بہت سے اکابر اور اشراف بندگی مخدوم رضؓ کے پیروں پر گر پڑے۔ بیچارے غریبوں کو آپ کی قدم بوسی کا موقع ملنا دشوار ہو گیا۔ یہ لوگ اپنے اپنے گروہ بنا کر جنگل کے باہر بندگی مخدوم رضؓ کے راستے پر آپ کے منتظر کھڑے ہو گئے۔ بہ امید اس کے کہ

به ایں راه خواهد گزشت ما پابوسی کنیم میان ایشاں طایفه کماں گراں نیز بامیدے ایں علاحده استاده بودند. مولانا داؤد نام میر کماں گراں بود. خاطرش ایں آرزو فتاد که مرید بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ شوم. بتوجهے تامے و عقیدۂ خالصه طمع بربست. فجاۃً و بغتۃً پالکی بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ نظر مبارک بسوے هر یکے نگریستند و دیدند، بدست مبارک اشارتے کردند. طایفه کماں گراں سر خدمت کردند. فرمودند کسے از ملازمان خویش که میاں کماں گراں فلاں جوان که استاده است؛ اشارت بمولانا داؤد کردند. فرمودند اورا بگو که من ایں جا که بروم جائے که قرار خواهم گرفت تو آں جا بیا من ترا مرید خواهم گرفت. بشنیدن ایں مولانا مذکور سر بر زمیں آورد. اعتقاد و رغبت کامل گشت. القصه بعد از فرود آمدن بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ مولانائے مذکور بر بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ آمد و بشرف ارادت مشرف گشت. فرمایش که در اول ارادت آمد کردند و بعد ازاں اوراد دادند. مولانائے مذکور بعد از چند روزے اوراد مرتب بجا آورد و بعد ازاں بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ تلقین ذکر دو حلقی کردند و زیارت پیراں که رفته بود فتحے دفتوحے نیز مولانا را شد و آں ایں که

رہے کہ جب حضرت بندگی مخدومؒ کی پالکی اس راستے سے گزرے گی تو ہم بھی پابوسی کر لیں گے۔ ان ہی میں کمان گروں کا گروہ بھی تھا۔ وہ بھی اسی امید میں ایک طرف کھڑا ہوا تھا۔ کمان گروں کے امیر مولانا داؤد نامی تھے۔ ان کے دل میں خیال آیا کہ بندگی مخدومؒ کے مرید ہو جائیں۔ انھوں نے پوری توجہ اور پکے عقیدے کے ساتھ یہ آرزو کی۔ یک بیک غیر متوقع طور پر بندگی مخدومؒ کی پالکی اسی راستے سے گزری۔ بندگی مخدومؒ کی نظر مبارک سب پر پڑتی تھی۔ کمان گروں کے گروہ کو دیکھا تو دست مبارک سے کمان گروں کے گروہ کی طرف اشارہ کیا۔ وہ بھی حاضر ہوئے۔ آپ نے اپنے خادموں میں سے کسی سے فرمایا کہ کمان گروں میں جو فلاں جوان کھڑا ہے، اس سے کہو کہ میں جب یہاں سے چلوں، اور جہاں بھی جا کر ٹھیر جاؤں، تم وہاں آنا۔ میں تمھیں اپنا مُرید کر لوں گا۔ اتنا سنتے ہی مولانا داؤد نے سر زمین پر رکھ دیا۔ اور ان کا اعتقاد اور ان کی رغبت اور پکی ہو گئی۔ قصہ مختصر بندگی مخدومؒ کے قیام فرمانے کے بعد مولانا داؤد بندگی مخدومؒ کے پاس آئے اور شرف ارادت سے مشرف ہوئے۔ اول ارادت میں جو فرمائش ہوتی ہے وہ بندگی مخدومؒ نے فرمائی۔ اس کے بعد انھیں دو حلقی ذکر کی تلقین کی۔ پیروں کی زیارت کے لئے نکلے تو مولانا داؤد کو فتح اور

Marfat.com

پیش بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ عرضہ می کرد
کہ بندہ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ در آستانے
زیارت بود کہ می بیند کہ مردے بکتر پوشے
ریشے درازے طویل القد آمد۔ چہار نغزک
و دو صد برگ خوب بر دست من داد و
گفت این را بسید محمد بدہ و این گفت
و رفت۔ من بہ تعجب شدم و گفتم کہ این
مرد کدام است و این نغزک غیر ہنگام از
کجا است۔ ہمہ آوردہ پیش بندگی مخدوم
رضی اللہ عنہ نہاد۔ بعدہ بندگی مخدوم رضی اللہ
عنہ فرمودند، اے داؤد، می دانی آں کدام
شخص بودند؟ آں خواجہ خضر بودند کہ بدیں
صورت ترا نمودار شدند و رفتند۔

" فتوح بھی حاصل ہوئے۔ اور وہ اس
طرح کہ بندگی مخدومؒ سے عرض کیا کہ آستانے
زیارت میں بندگی مخدومؒ کے غلام نے
دیکھا کہ طویل قامت، لمبی ڈاڑھی والے،
بکتر پوش ایک پیر مرد آئے۔ انھوں نے
چار آم میرے ہاتھ میں دئے اور کہا، یہ
سید محمد کو دے دینا۔ یہ کہا اور چلے گئے۔
میں حیران رہ گیا اور میں نے اپنے آپ
سے کہا، یہ کون تھے اور یہ بے موسم آم
کہاں سے لائے تھے۔ اس کے بعد یہ آم
بندگی مخدومؒ کے سامنے رکھ دئے۔ اس
کے بعد بندگی مخدومؒ نے فرمایا "اے داؤد
جانتے ہو، وہ کون شخص تھے؟ وہ خواجہ
خضرؑ تھے، جو ایسی صورت میں تمہیں دکھائی دئے
اور چلے گئے۔

(۹۲) نقل است (۴۸) کہ کسے بر
حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ می آمدے
و عجزے می کردندے و می گفتے کہ فلاں
پسر من یا دختر من یا مادر من یا پدر من
یا کسے دیگر از اقربائے من مریض است۔
مرض صعب دارد۔ حضرت بندگی مخدوم
رضی اللہ عنہ البتہ دعا می خواہند برائے او
تا او از ایں مرض بہتر شود و خدائے او را احیا
بدہد۔ اگر حیات و صحت او بودے خود
او را بشارتے می فرمودند و اگر نہ او
را می گفتندے کہ اے عزیزا حق تعالیٰ
مرا شیخی داد تا خدائی خود نداد۔

(۹۲) نقل ہے کہ (۴۸) جب کوئی حضرت
بندگی مخدومؒ کے پاس آتا اور عاجزی کرتا
اور کہتا کہ میرا فلاں بیٹا، یا بیٹی، یا ماں
یا باپ یا قرابت داروں میں کوئی اور
بیمار ہے اور شدید تکلیف میں مبتلا ہے،
حضرت بندگی مخدومؒ اس کے لئے دعا
فرمائیں تا کہ وہ اس مرض سے چھٹکارا پائے
اور خدا اسے حیات دے۔ اگر اس کی
حیات اور صحت ہوتی تو حضرت بندگی مخدومؒ
خود اس کو بشارت دیتے۔ ورنہ اس سے
فرماتے کہ اے عزیز، حق تعالیٰ نے مجھے شیخ
بنایا ہے۔ اپنی خدائی مجھے نہیں دی ہے۔

Marfat.com

(۹۳) نقل است (مہ) کہ بندگی
مخدوم رضی اللہ عنہ روزے در حالت خویش
بودند کہ از حق تعالیٰ خطاب افعل کما شئت
عطا شد۔ یعنی ہرچہ دانی و خواہی بکن جولانِ
شرع پائے بند تو نیست۔ معہٰذا حضرت بندگی
مخدوم رضی اللہ عنہ بجواب پیوستند و گفتند
ہرچہ شود گو شود اما اتباع نبیؐ نگزارم و
بر آں باشم۔ قدم بر قدم او روم۔ ہرچہ او
کند و فرماید آں کنم و از ہرچہ باز دارد بداں
اقدام نہ نمایم۔ مثنوی۔

محمد ابوالفتح گیسو دراز
بتبع نبیؐ گشتہ او سرفراز
انیس نبیؐ و جلیس علیؓ
ببا سرِ پنہاں ازو شد جلی

(۹۳) نقل ہے (مہ) کہ ایک روز بندگی
مخدومؒ پر کیفیت طاری تھی کہ حق تعالیٰ کی
طرف سے " افعل کما شئت " کا خطاب
عطا ہوا۔ یعنی یہ اختیار عطا ہوا کہ تم جو جانو
اور جو چاہو کرو۔ شرع کی بیڑی تمھارے
پیروں میں نہ ہوگی۔ اس پر حضرت بندگی
مخدومؒ نے جواب دیا اور عرض کیا، چاہے
کچھ ہو جائے، میں نبیؐ کی پیروی نہ چھوڑوں گا
اسی پر قائم ہوں اور آپؐ کے قدم بر قدم
چلوں گا۔ جو آپ فرماتے ہیں وہی کروں گا۔
جس کام سے آپ منع فرماتے ہیں وہ نہ کروں گا۔

مثنوی:

محمدؐ ابوالفتح گیسو دراز اتباع نبوی کی وجہ
سے سرفراز ہوا ہے۔ وہ انیس نبیؐ اور جلیس
علیؓ ہے اور اسی سے بہت سے سرِ پنہاں عیاں
ہوئے ہیں۔

(۹۴) نقل است (مہ) بندگی مخدوم
رضی اللہ عنہ را با سلطان احمد ایں نصیحت
بود کہ انچہ من در حق تو کردہ ام تو نیکو می
دانی۔ کسان مارا رعایت کنی۔ ہر کہ بر
شرع باشد موافق او شو۔ العیاذ باللہ
اگر کسے از فرزندان من مخالف شرع باشد
تو نیز مخالف او باش۔

(۹۴) نقل ہے (مہ) کہ حضرت بندگی
مخدومؒ کی سلطان احمد کو نصیحت تھی کہ
میں نے جو کچھ تیرے حق میں کیا اس سے تو
خوب واقف ہے۔ میرے لوگوں میں ہر
اس شخص کے ساتھ جو موافق شرع ہو
رعایت کرنا۔ خدا کی پناہ، اگر میرے فرزندوں
میں سے کوئی شرع کے خلاف کام کرے تو تو بھی
اس کی مخالفت اختیار کرنا۔

(۹۵) نقل است (مہ) کہ بندگی مخدوم
رضی اللہ عنہ فرمودند کہ مریداں ما بر سہ
نوع اند۔ یکے آنکہ ظاہرا دست بدست ما داد

(۹۵) نقل ہے (مہ) کہ بندگی مخدومؒ
نے فرمایا کہ ہمارے مرید تین طرح کے ہیں۔
ایک وہ جس نے بظاہر ہمارے ہاتھ پر بیعت کی۔

Marfat.com

وطاقیہ ارادت پوشید۔ مرید رسمی شدہ بازگشت۔ نہ او مارا داند نہ ما او را بیچارہ کسے است کہ بر گردن ما بار او نیست و دیگرے باشد کہ در امور اعتقاد ثابت و برایناں فرمائش شیخ راسخ۔ ایں عزیز نیز بر گردن ما ہیچ بارے نہ نہادہ باشد۔ وسیوم آں کہ در امور اعتقاد بشرایط موجود و در احوال آتیاں بامر پیر مقصود۔ برائے ایں چنیں مسکین مارا تعلقی برائے رہائش او باشد۔

مریدی کا طاقیہ (مرید کرتے وقت جو ٹوپی پہنائی جاتی تھی وہ طاقیہ کہلاتی تھی مترجم) پہنا اور رسمی طور پر مرید ہو کر لوٹا۔ ہم نے اس کو جانا اور نہ اس نے ہم کو پہچانا۔ نہ وہ ہم کو دیا گیا اور نہ ہم اس کو۔ وہ بیچارہ ایسا ہے کہ اس کا بوجھ ہماری گردن پر نہیں۔ دوسرا مرید وہ ہے کہ جو اعتقادات میں پکا ہے۔ اور شیخ جو کچھ فرمائش کریں، ان کو پورا کرتا ہے۔ اس عزیز نے بھی ہماری گردن پر کوئی بوجھ نہیں رکھا۔ تیسرا مرید وہ ہے کہ جس نے امور اعتقاد میں شرائط کو ملحوظ رکھا اور تمام کاموں میں پیر کے حکم کو اپنا مقصود بنایا، ایسے مسکین کی نجات کی ہم کو بڑی فکر ہوتی ہے۔

(۹۶) نقل است (مہ) از حضرت شاہ من اللہ کہ علم باطن بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ را احاطت کہ تواں کرد و بدو کہ رسد۔ اما علم ظاہری بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ از کتب ملتقط کہ تفسیر کلام اللہ ساختہ اندازہ آں کس معلوم کند کہ علم ظاہر کی بچہ حد است۔ در آں کتاب در ہر آیتے اقوال مشائخ کبار آوردہ پس آں ملتقط کردہ خاصہ خود می فرمایند۔ از آں ملتقطات یکے ملتقط در تفسیر ایں آیت است ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسہم بیان خاصہ خویش کردہ اند بر آیات سوال مشہور است انا قال انفسہم و لم نقل

(۹۶) حضرت شاہ من اللہ سے نقل ہے کہ (مہ) حضرت بندگی مخدوم کے باطنی علم کا کون احاطہ کر سکتا ہے۔ اور اس تک کون پہنچ سکتا ہے۔ البتہ آپ نے کتب ملتقط سے کلام اللہ کی جو تفسیر مرتب فرمائی ہے، اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ آپ کا علم ظاہر کس درجہ کا تھا۔ اس کتاب میں آپ نے ہر آیت کے لئے مشائخ کبار کے اقوال نقل کئے ہیں۔ ان کا انتخاب پیش کرنے کے بعد خود اپنا خیال بیان فرمایا ہے۔ ان ملتقطات میں سے ایک ملتقط اس آیت کی تفسیر کا ہے "اللہ تعالیٰ خریدتا ہے مومنوں کے نفسوں کو۔" پھر اپنا خیال بیان فرمایا ہے

Marfat.com

قلوبهم ۔ ہم از آں کہ نفس و قلب تفاوتے رود ۔ یکے لطیف و دوم کثیف بود ۔ قلب کہ لطیف است او را ہر کسے تواند خرید کردن اما نفس کہ کثیف است لا یشترِ بھا الا اللہ برائے ایں را آنجا حکایت آوردند ۔ بعضے از اولیاء اللہ را وقتے شام مشئی و مرورسے در اسواق باشد۔ برائے آں کہ کاسبان و مسکیناں کہ در بازار نشستہ اند کالائے کہ پیش ایشاں باشد ہمہ می آیند و ہر چہ انفس و الطف باشد آں گیرند ۔ چیزے از آں کالائے کثیف برایشاں ماند و ایشاں منتظر و مترصد ایں باشند کہ کسے بیاید ایں را از ما بخود بستاند و برد ۔ ما را ازیں خلاص شود تا برویم در خانہائے خویش تا فرزندا خویش چیزے بخوریم و اندکے فراغے گیریم ایں اولیاء اللہ را اگرچہ باآں کالائے کثیف در تو سے غرضے و مقصودے نبود معہذا بخرند تا ایں بیچارگاں ازیں خلاصی یابند ۔ در خانہ ہائے خویش روند

اور آیات سوال کے سلسلہ میں مشہور ہے۔ خداوند عالم "ان کے نفس" فرماتے ہیں، ان کے قلوب نہیں فرماتے۔ کیونکہ نفس اور قلب میں بڑا فرق ہے۔ ایک لطیف ہے اور دوسرا کثیف۔ قلب جو لطیف ہے اس کو ہر شخص خرید سکتا ہے۔ لیکن نفس جو کثیف ہے اسے خدا کے سوا کوئی نہیں خریدتا۔ اس کی وضاحت کے لئے اس جگہ ایک حکایت بیان فرمائی ہے۔ بعض اولیاء اللہ کو شام کے وقت بازاروں میں گھومنا پھرنا پڑتا ہے تاکہ جو صناع اور جو غریب بازار میں بیٹھے ہیں اور اپنے سامنے اپنا سامان دھرے ہوئے ہیں، وہ ان سے خرید لیں۔ جو اچھی اچھی اور نفیس چیزیں ہوتی ہیں لوگ انہیں خرید لیتے ہیں اور جو گھٹیا مال ہوتا ہے وہ ان کے پاس بچ رہتا ہے۔ اور وہ منتظر رہتے ہیں کہ کوئی آئے، ہم سے یہ سامان لے لے۔ اور ہم کو اس سے نجات دلائے تاکہ ہم گھر جائیں، اپنے گھر جاکر اپنے بال بچوں کے ساتھ کھائیں پئیں۔ اور ہمیں کچھ دیر فراغت نصیب ہو۔ ان اولیاء اللہ کو اس کثیف سامان سے غرض اور مقصود نہیں ہوتا۔ اس کے باوجود وہ اسے خرید لیتے ہیں تاکہ یہ بیچارے ان سے نجات حاصل کریں اور اپنے گھروں کو جائیں۔

Marfat.com

(۹۷) نقل است (مس) کہ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ سلطان فیروز را گفتہ فرستادند بعد التماس خطیب کہ او را دور کردہ بود ہموار ابرا بکن۔ قبول کردہ روز جمعہ او را نہ فرمود و دیگرے را فرمود۔ بعد ادائے جمعہ آں خطیب بخدمت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ گزرانید کہ خود را خطبہ نفرمودند۔ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند او ترا از خطابت دور کردہ ما نام او را از خطبہ دور کردیم۔ ہمچناں شد۔ او را دور کردہ بسلطان احمد دادند چنانچہ مشہور است۔

(۹۷) نقل ہے (مس) کہ حضرت بندگی مخدومؒ نے ایک خطیب کے لئے سلطان فیروز سے کہلایا کہ جس خطیب کو تم نے برطرف کردیا ہے، اسے پھر سے مامور کرلو۔ سلطان نے آپ کی بات مان لی۔ لیکن جمعہ کے روز اس خطیب سے نہیں بلکہ دوسرے خطیب سے خطبہ دینے کے لئے کہا۔ جمعہ کی نماز ادا کرنے کے بعد اس خطیب نے بندگی مخدومؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ اسے خطبہ پڑھنے کے لئے نہیں کہا گیا۔ بندگی مخدومؒ نے فرمایا، اس نے خطبہ دینے کی خدمت سے موقوف کیا، ہم نے اس کا نام ہی خطبہ سے نکال دیا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ سلطانی اس سے لے کر سلطان احمد کو عطا کی۔ چنانچہ یہ مشہور واقعہ ہے۔

(۹۸) نقل است (مس) وقتے کہ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ بہ گلبرگہ آمدند سلطان فیروز قاضی راجا و خواجہ احمد دبیر را فرستاد کہ بہ بینند کہ چہ مرتبہ دارند۔ آیا کہ ما بخدمت ایشاں آئیم یا ایشاں را بطلبیم۔ ایشاں بخدمت حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ رفتند۔ دیدند۔ قاضی راجا از عہدۂ قضائے خود و خواجہ احمد دبیر از عہدۂ خود باز آمدند۔ سلطان فیروز گفتہ فرستاد کہ خدائے تعالیٰ خواستہ بود کہ مسلمان شویم یا چنیں یا

(۹۸) نقل ہے (مس) کہ جس وقت بندگی مخدومؒ گلبرگہ پہنچے، سلطان فیروز نے قاضی راجہ اور خواجہ احمد دبیر کو یہ دیکھنے کے لئے بھیجا کہ آپ کس مرتبہ کے ہیں۔ آیا ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوں یا ان کو اپنے پاس طلب کریں۔ یہ لوگ بندگی مخدومؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہاں جو کچھ دیکھا اس کے بعد قاضی راجہ نے اپنی قضائت سے خواجہ احمد دبیر نے اپنے عہدہ سے استعفا دے دیا۔ اور سلطان فیروز کے پاس کہلایا کہ خدا نے

Marfat.com

مرزے را فرستاد کہ با خدمت او
ماندیم۔ عہدۂ مایان بر ہر کہ بخواہید
بسپارند۔

(۹۹) نقل است (مس) چند بدلا
کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم
در شب معراج از حق تعالیٰ برائے محافظت
و نگاہداشت امت خواستہ بودند۔
ایشاں تا روز قیامت، معین و محافظ
امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم باشند۔
سہ نفر از بدلا، مذکور را حضرت بندگی مخدوم
ہو المرشد فی العموم رضی اللہ عنہ تربیت
کردہ و ارشاد فرمودہ بخدا رسانیدند۔
در اسمار، سمر کہ منظوم کردۂ جد ایں مؤلف
اند بیں کہ زیرا ایں نوشتہ شدہ است،
معلوم خواہد شد۔

مثنوی

بیک حلقہ ابدال اندر طواف
بامر خداوند کروہ مصاف
ہماں جمع ابدال گرد حرم
کہ بودند اندر طواف قدم
بدیدند شخصے ہم از جمع شان
باقتادہ از پا در اثنا، آن
بکردند شمت روانش زپیش
ندیدند او را جو در جمع خویش
چو بعد از ادائے طواف حرم
نہادند در جست و جویش قدم

چاہا کہ ہم مسلمان ہو جائیں۔ ایسے مرد کو یہاں بھیجا ہے۔ ہم اس کی خدمت میں رہ گئے ہیں۔ آپ ہمارا عہدہ جسے چاہیں دے دیں۔

(۹۹) نقل ہے (مس) کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں حق تعالیٰ سے عرض کیا کہ چند ابدالوں کو اُمت کی نگہبانی اور محافظت کے لئے مقرر کیا جائے کہ یہ روز قیامت تک امتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے معین و محافظ رہیں۔ مذکورہ ابدالوں میں سے تین ابدالوں کو حضرت بندگی مخدوم نے، جو سب کے مرشد ہیں، تربیت کرکے اور ارشاد فرماکر خدا تک پہنچایا۔ کتاب "اسمار" میں جو سمر اس کتاب کے مؤلف کے جد امجد کا منظوم کردہ ہے، اور ذیل میں درج کیا گیا ہے، اسے دیکھئے، یہ حقیقت واضح ہو جائے گی۔ (کتاب اسمار سے حضرت مخدومؒ کی مصنفہ کتاب "اسمار الاسرار" مراد ہے۔ مترجم)

مثنوی

ابدالوں کا ایک حلقہ خدا کے حکم سے طواف کرتا ہوا مصاف میں مشغول تھا۔ تمام ابدال حرمِ کعبہ کے گرد جمع تھے اور طوافِ قدم کر رہے تھے۔ اس اثناء میں انھوں نے دیکھا کہ ان میں کا ایک شخص کہیں گر پڑا۔ جب وہ چلنے لگے اور اس کو

Marfat.com

بدیدند اوراکہ افتادہ بود
دو چشم سوئے غرفہ بنہادہ بود
رسیدند ایشاں بہ نزدیک او
بگفتند ازیں حال با ما بگو
چہ افتادت ایں از چہ افتادہٗ
ز شرط طواف از چہ افتادہٗ
زباں را بپاسخ بر ایشاں کشاد
کہ ایں سخت کارے بپیش افتاد
بگفتند البتہ باید بگفت
ز اخواں و خلاف نباید نہفت
کہ تدبیر درمان دردت شوند
ہمی چارہ سازی کارت شوند
بامید درماں زباں را کشود
از آں حالتِ درد تبیاں نمود
چو اندر ادائے فرائض بودم
کہ ہم با شما در طوافی شدم
کہ ناگاہ ازیں غرفہ دیدم بروں
چو ماہ دو ہفتہ نمود از دروں
بدیدم رخ پاک آں گلعذار
بعشقش فتادم دریں جانِ زار
چو ایں مرغ روحم چناں قوت یافت
بہ یکبار ہوش تمامی شتافت
دلم را پر و بال بگستہ ماند
بہ بیچارگی تن بافتادہ ماند
بگفتند یاراں گزشتہ گزشت
بایں بچہ بازی نباید نشست

انھوں نے اپنے درمیان نہ پایا تو طوافِ حرم کے بعد اس کو تلاش کرنا شروع کیا۔ انھوں نے دیکھا کہ وہ ایک جگہ پڑا ہوا ہے اور اس کی ٹکٹکی ایک کھڑکی پر لگی ہوئی ہے۔ یہ لوگ اس کے نزدیک پہنچے اور اس سے کہا کہ اپنا حال ہم سے کہو۔ اس سے پوچھا کہ تجھ پر کیا افتاد پڑی ہے کہ طواف چھوڑ کر یوں پڑا ہوا ہے۔ اس نے جواب کے لئے مُنہ کھولا اور کہا کہ اس پر بڑی سخت مصیبت ٹوٹ پڑی ہے۔ انھوں نے کہا کہ جو کچھ افتاد تجھ پر پڑی ہے اس کا حال کہنا چاہئے اور اپنے بھائیوں اور ساتھیوں سے کوئی بات نہ چھپانی چاہئے۔ تیرے درد کا درماں ہو جائے گا اور تیرے کام کی چارہ سازی ہو جائے گی۔ اس نے درماں کی امید میں زبان کھولی اور اپنے درد کا حال تفصیل کے ساتھ بیان کیا۔

اس نے کہا، جب میں تمھارے ساتھ طواف میں فرائض ادا کر رہا تھا کہ ناگاہ میری نظر اس غرفہ پر پڑی۔ اور اس میں مجھے چودھویں کے چاند کی ایک شکل نظر آئی۔ میں نے اس گلعذار کا پاک چہرہ دیکھا اور اس کی محبت میں یہیں گر پڑا جب میری روح کے پرندے نے غذا پائی تو یکبارگی میرے ہوش اُڑ گئے۔ میرے دل کے پر و بال نوچ لئے گئے اور وہ بے چارہ پھڑ پھڑا کر رہ گیا۔ یہ سُن کر اس کے رفیقوں

Marfat.com

بگفتا کہ قدرت ندارم کنوں
کہ پا را نتوانم نہادن بروں
زمین بر طرف شد جو ہوش وخبر
نہ خیرے ز دستم بر آید نہ شر
کنوں از سر من شما بگزرید
بشرط عبادت شما در شوید
از و در گزشتہ اندر طواف
چو دیدند در حال او انحراف
یکے نور دیں قطب بازار بود
دوم آنکہ منصور آزاد بود
سوم سعد دیں قفل اشکن بودہ
ہمہ جمع اندر و عالیش شدہ
بکردند دست دعا را بلند
سوئے قبلہ کہ ایں حاکم ارجمند
کہ سر ضمائر تو دانندہ
تو احوال باطن شناسندہ
توئی عالم کل اجزای توئی
کہ دانندہ سر اخفا توئی
بدیدیم شخصے ازیں جمع ما
بافتادہ گرچہ نخیزد ز جا
ز فرماں شد او از عبادت بماند
ز طاقت شدہ او ز طاعت نماند
بجائش گزینیم شخصے دگر
ز جمع خود او را کمینش بدر
جوابے شنیدند ایشاں ز غیب
کز اں حال او را نگیرید عیب
کہ با درد عشق من او ساختہ
دل و جان خود را کنوں باختہ

نے کہا جو ہوا سو ہوا۔ اب اس بچہ بازی میں تیرا بیٹھا رہنا مناسب نہیں۔ کہا، اب مجھ میں اتنی سکت نہیں کہ یہاں سے ایک قدم بھی اٹھاؤں۔ اب کہ میرے ہوش وحواس سب جاتے رہے ہیں، مجھ سے نہ کوئی خیر کا کام ہوسکتا ہے اور نہ شر کا۔ اب تم مجھے تو بخش ہی دو اور مجھے اپنے حال پر چھوڑ کر اپنی عبادت میں لگ جاؤ۔

جب رفیقوں نے اس کی حالت میں یہ تبدیلی دیکھی تو اسے اپنے حال پر چھوڑ کر پھر طواف میں مشغول ہو گئے۔ ان میں ایک نور الدین بازار قطب تھے۔ دوسرے منصور آزاد تھے اور تیسرے سعد الدین قفل شکن تھے۔ پھر سب نے مل کر اپنے ساتھی کے لئے دستِ دعا بلند کیا۔ قبلہ رو ہو کر انھوں نے کہا کہ اے حاکم ارجمند، تو ہی دل کی چھپی ہوئی باتوں کا جاننے والا ہے۔ تجھ ہی کو باطن کا حال معلوم ہے۔ تو ہی کل اجزا کا عالم ہے اور تو ہی چھپے ہوئے رازوں کا جاننے والا ہے۔ ہماری جماعت نے دیکھا کہ ایک شخص ایسا گرا کہ پھر اپنے پیروں پر کھڑا نہ ہوسکا۔ وہ احکام کی بجا آوری اور عبادت گزاری سے بھی معذور ہوگیا۔ اس کی طاقت زائل ہوگئی اور وہ طاعت وبندگی سے جاتا رہا۔ اس کی جگہ ہم اپنی جماعت سے ایک دوسرے شخص کو پیش کرتے ہیں۔ تو اس بندہ عاجز

Marfat.com

گر از عشق بے ہوش گردد کسے
نہ جرمے نویسند از وے بسے
بہ پیشش روید بفرمان شوید
بداں دردمندی بدرماں شوید
بگویند کان ارحم الراحمین
بہ رحمت نظر کردہ گفتہ چنین
چو ما خواستیمش کہ قربت دہیم
کہ از خوان عشقم نصیبت دہیم
جمال خود او را نمودیم ما
چنین مبتلایش بکردیم ما
دلت را کہ بربودی دانمش
تمثل کہ بنمودی دانمش
ترا خواست او تا ببردہ دلت
ز تو پردہ ات را ہمی بردرت
بشکل نمودہ کہ ہر صالحے
بہ بیند چو او را شود طالحے
نہ تنہا بافتادہ در دو بلا
رخش ہر کہ دیدہ شدہ مبتلا
رسیدند ایشاں بامر خدا
بر آں شخص افتادہ از خود جدا
بگفتند اے مرد صاحب نظر
بمژدہ رسیدیم ہم خوش خبر
خداوند تو بر تو رحمت نمود
بگفتہ دلت را ہم آں کو ربود
ز تو از تو با تو قریب است او
تو در پیش بنگر رقیب است او
مراد دل خویش با ما بگو
از و ما چہ خواہی تو با ما بگو

کو رہائی دے دے۔ انھوں نے اپنی اس التجا کا جواب غیب سے سنا کہ اس کے اس حال کی برائی نہ کرو۔ کیونکہ ہم نے اپنا درد عشق اس میں ڈال دیا اور اس کو دل و جان باختہ بنا دیا۔ اگر کوئی عشق سے بے ہوش ہو جائے تو اس کے حساب میں کوئی جرم نہیں لکھا جاتا۔ اس کے پاس جاؤ۔ اور اس کی دردمندی کا درماں کرو۔ کہتے ہیں کہ اس ارحم الراحمین نے اپنی رحمت کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے چاہا کہ اس کو قربت بخشیں اور اپنے عشق کے خوان سے حصہ دیں۔ اس لئے ہم نے اپنا جمال اس کو دکھایا۔ اور اس کو اس طرح مبتلا کر دیا۔ اس کا دل کس نے لیا ہم جانتے ہیں۔ کس نے تمثل دکھایا ہمیں معلوم ہے۔ اس نے تجھے چاہا، تیرا دل لے لیا۔ اور تجھ سے پردہ چاک کر دیا ایسی شکل دکھائی کہ کیسا ہی صالح کسے دیکھتا طالح بن جاتا۔ اکیلا وہی درد و بلا میں مبتلا نہیں ہوا، جو بھی اس کا رخ دیکھتا مبتلا ہو جاتا۔ یہ لوگ خدا کے حکم سے اس بے حال شخص کے پاس پہنچے۔ اور انہوں نے کہا کہ اے مرد صاحب نظر! ہم تجھے خوش خبری سنانا چاہتے ہیں تیرے خداوند نے تجھ پر رحمت نازل کی اور یہ بتایا کہ اس کا دل اسی نے لیا ہے۔ وہ تیرے ہی پاس اور تیرے ہی ساتھ ہے۔

Marfat.com

بگفتا بہ بینم رخ آں نگار
بشوق تماشش بگیرم کنار
بگفتند سینہ کشادہ بدار
ز بہر کنارش بکن انتظار
بفرمودہ شاں نمود امتثال
طمع پیش نمود بہر وصال
چو برداشت دستان سینہ کشاد
شدش چشم در انتظار مراد
بہ ناز و کرشمہ بیامد پدید
ہماں دلبرش با لباس جدید
دو دستش گرفت او بخود در کشید
شدہ در تعانق بشوق مزید
کرشمہ کناں او بآہستگی
فرازندہ سینہ بشائستگی
درآمد بہ عاشق در آغوش کرد
غم و درد عاشق فراموش کرد
فانی انا اللہ بگفت و برفت
فنا ہم بعاشق تمامی گرفت
دوئی چونکہ بربستہ رخت از میاں
ز وحدت برآمد نشان عیاں
چناں درد وحدت برآورد سر
کہ درمانش صورت نہ بیند دگر
شدہ بود عاشق پریشاں بسے
کہ درمانش نیابد مگر از کسے
پریشاں بسے گشت و ہر شب نخفت
کہ درمان دردش نداند نگفت
کسے گفت او را فلاں مرشد است
کہ درماں در دست بر آں مرشد است

اور نظر اُٹھا کر دیکھ تو وہی تیرا رقیب ہے۔ اپنے دل کی مراد ہم سے کہہ کہ تو اس سے کیا چاہتا ہے۔ کہا میں اس نگار کا چہرہ دیکھنا چاہتا ہوں اور شوق تمام کے ساتھ اسے اپنے آغوش میں لینا چاہتا ہوں۔ انھوں نے کہا سینہ کشادہ رکھ، اور اس کو آغوش میں لینے کا منتظر رہ۔ ان کے کہنے کے مطابق وہ وصال کا منتظر رہا۔ سینہ پر سے ہاتھ ہٹائے اور ہمہ تن چشم انتظار بن گیا۔ وہی دلبر ایک نئے لباس میں بصد ناز و کرشمہ نمودار ہوا۔ اس نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے، اور اسے اپنی طرف کھینچا۔ اس کے شوق کی کوئی حد نہ رہی۔ وہ بڑی شائستگی اور بڑے سلیقے سے عاشق کی آغوش میں آگیا اور عاشق کا تمام درد و غم کافور ہو گیا۔ فانی انا اللہ (بے شک میں ہی اللہ ہوں) اس نے کہا اور چلا گیا۔ اور عاشق پر بھی فنا نے پوری طرح قبضہ کر لیا۔ چونکہ دوئی ان دونوں کے درمیان آڑے آرہی تھی اس لئے وحدت نمایاں ہوئی۔ درد احدیت نے ایسا سر اُٹھایا کہ اس کے درماں کی کوئی صورت نہ ہو سکی۔ عاشق کے درد سے وہ بہت پریشان ہوا۔ اور کہا کہ کوئی اس کے درد کا علاج کرے۔ وہ پریشان ہوا اور رات بھر نہ سو سکا۔ کیونکہ اس کے درد کی کوئی دوا نہ کی جا سکتی تھی۔ کسی نے

Marfat.com

که تریاک ایں زہر دارد بسے
وارشاد مثلش نباشد کسے
بیا تا بخدمت بہ پیشش رویم
تشبث بذیل کمالش کنیم
دل پارہ را بخیہ باز نیم
کہ پیوند با خرقۂ او کنیم
یکے بود آہنگر فخر دیں
دویم بود خیاط جہجو بہ بیں
سیوم پارہ دوزے بد اسفندیا
برشد بکردند شاں افتخار
برفتند بر نور دیں پائے زاد
بگفتند کاے شیخ اہل رشاد
تشبث بذیل فلاں می کنیم
مرید و غلام فلاں می شویم
چناں گفت آں قطب بر سائلاں
نشاں کمالت بجوئی در آں
بیابید در روے اگر آں نشاں
شوی بندہ و بردۂ او بجاں
بذکر و بطاعت ملازم شدند
بہ تفتیش حالش مداوم شدند
بدیدند یکے ہودج بس منیر
بود ماہ پیشش چو نان و پنیر
کہ خود از شعاعش بود ذرہ
بہ پیشش چو بیضا شود ذرہ
شدہ منزل و صورتش اندرو
کہ فیضے ہم از قدس پیدا برو
ندائے ز اجزائے ہودج بدہ
ز انی انا اللہ صدا می شدہ

کہا کہ اس کا فلاں شخص مرشد ہے اور اس کے درد کا درماں اسی مرشد کے پاس ہے۔ اسی کے پاس اس زہر کا تریاق موجود ہے۔ رشد و ہدایت میں اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ آؤ اس کی خدمت میں حاضر ہوں اور اس کے کمال سے فائدہ اٹھائیں۔ ٹکڑے ٹکڑے دل کو اس کے ذریعے جوڑیں اور اسی کے خرقہ کا پیوند بن جائیں۔ ان میں سے ایک فخر دیں آہنگر تھے۔ دوسرے جہجو خیاط تھے۔ تیسرے پارہ دوز اسفندیا تھے۔ یہ سب کے سب نور دیں پائے زاد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور کہا، اے شیخ اہل رشاد، ہم فلاں سے استفادہ کرنا چاہتے ہیں اور فلاں کے غلام اور مرید ہونا چاہتے ہیں۔ نورالدین پائزاد نے جو اپنے وقت کے قطب تھے، ان سائلوں سے فرمایا کہ پہلے کمال کا نشان اس میں تلاش کرو۔ اگر اس میں وہ نشان پاؤ تو اس کے بندے اور غلام بن جاؤ۔ ذکر اور عبادت کے ذریعے وہ اس شخص کے حالات کی تفتیش میں لگ گئے انھوں نے دیکھا کہ ایک بہت روشن ہودج ہے اور ایسا روشن ہے کہ چاند بھی اس کے آگے شرما جائے۔ اس کی شعاعوں کے آگے سورج ایک کرن دکھائی دیتا تھا اور انڈا ذرہ۔ اس ہودج کے اندر ایک شخص بیٹھا ہوا تھا اور قدس کی ساری صفتیں اس میں موجود تھیں۔ ہودج کے

Marfat.com

بہ تمکیں جلوسی ہودج نمود
ز قدوس و سبوح مخرج نمود
بدیدند کاں شیخ پیدا انگشت
در آمد بہ ہودج زانجا گزشت
چراغے ازاں جنس افروختہ
بخود شمع زاں سو در سوختہ
ملایک کہ حمال ہودج بدند
بذکر خدا ہم مفرح بدند
فقد استوی العرش ظاہر شدہ
ز جنس تمثل چو باہر شدہ
دگر حامل ارواح مظہر نمود
بیاورد چادر برنگ کبود
بران ہر دو چادر بانداخت او
خداوندش تا چہ در باخت او
نداند تاویل آں جز خدا
دگر راسخاں بعلم ہدا
مگر صورتے ہمچو ژالہ بدہ
ہم از آب جو یخ بستہ شدہ
بگفتا گر ہم بشوقے تمام
چو آبے فرو رفتہ ما را بکام
چو ژالہ سراسر ہمہ ما بدہ
بہ پیوستہ تا با ہمہ ما شدہ
ہر آنچہ کہ دیدند رویا ز خویش
بہ ہمدند ایشاں بر آں قطب بیش
چو آں قطب بشنید ز ایشاں چنیں
بگفتا یکے از نشانش ہمیں
نشانش دوم ہم بباید بجست
نیابند در وے چو آں ہم نخست

ذرّہ ذرّہ سے انی انا اللہ (بے شک میں ہی اللہ ہوں) کی صدا آرہی تھی۔ بڑی شان وتمکنت کے ساتھ وہ صورت ہودج سے برآمد ہوئی۔ انھوں نے دیکھا کہ یہ صورت اسی شیخ کی ہے اور وہ ہودج سے نکل کر ان کی طرف آئی۔ ایک چراغ کی طرح وہ صورت روشن تھی اور ایک شمع تھی کہ جل رہی تھی۔ فرشتے اس ہودج کے حمال تھے اور سب کے سب خدا کے ذکر سے مسرور تھے۔ فقد استوی العرش (پس وہ عرش پر قایم ہوگی) کا مفہوم ظاہر ہوا۔ تمثل کی صورت اختیار کرکے وہ صورت باہر نکلی۔ حامل ارواح کا منظر دکھایا۔ نیلی رنگ کی ایک چادر ان لوگوں پر ڈال دی۔ خدا ہی بہتر جانتا کہ ان سے کیا چیز سلب کرلی۔ اس کی تاویل خدا کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ یا اس کا علم ہے تو بس راسخان علم ہدیٰ ہی کو ہے۔ صورت جو بہ ژالہ کی طرح تھی پانی ہوکر یخ بستہ ہوگئی۔ کہا، ہم پہ کے شوق تمام چھا گیا۔ اور جب پانی جم گیا تو ہماری مُراد پوری ہوگئی۔ ژالہ ہم ہی تھے اور جب وہ جم کر برف ہوگیا تو باہمہ ہوگیا۔ یہ جو کچھ انھوں نے عالم رویا میں دیکھا تو بڑے جوش کے ساتھ اس قطب کے پاس آئے۔ جب اس قطب نے ان سے وہ باتیں سنیں تو کہا اس کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہی ہے۔ دوسری نشانی بھی تلاش کرنی چاہیے۔ پہلی نشانی جیسی پھر اس میں نہ ملے گی۔ درویشیں گویا بھینس پر

Marfat.com

که درویش برمیش راکب شود
همچو می زارواح پیشش رود
یکے پیش او هم ندائے کند
زصدق و زعدلا نوائے کند
چو ایشاں بدیدند بدیں شاں درش
بکردند قصد ارادت بره
هماں قطب فرمود پیشش روید
که در آستانش بخدمت شوید
یکے از گدایاں درگہ شوید
که دردِ دل خود بپیشش برید
رسیدند درخدمتش آں سه تن
که بودند در عشق اندر فتن
چو آں قصهٔ درد شد پیش او
بگفتند از ہرچه بد پیش او
چو بشنید آں شیخ احوال درد
زمانم برآورد پس آه سرد
جہانے بسوزد ازاں سرد ریش
چو کونین در جوش ازاں گرمیش
بگفتا باخلاص دیں ره شوید
تو امید که راہے بمقصد برید
رسید شوند پیوند شاں
مریدش بگشتند ایشاں بجاں
بفرمود سید ازہم لطف خویش
بدست من است مرہم دردِ ریش
نصیبے ازیں ما چو داریم پیش
شما را از آں بجنس آریم پیش
زسربار ہستی فرو بر نہید
پس انگہ بمقصد سبک سر رسید

سوار رہتا ہے۔ اور روحیں اس کے سامنے سے جاتی رہتی ہیں۔ ان ہی سے کسی کو وہ جلا دیتا ہے۔ جب انھوں نے یہ شان بھی اس میں دیکھ لی تو اس کے مرید ہونے کا ارادہ کیا۔ اس قطب نے کہا کہ اس شخص کے پاس جاؤ اور اس کے آستانے کے ملازم بن جاؤ۔ اس کی بارگاہ کے بھکاریوں میں شامل ہو جاؤ اور اپنے دردِ دل کی دوا اسی سے مانگو۔ یہ تینوں اس شخص کی خدمت میں پہنچے تو عشق کا ہنگامہ ان میں بپا تھا۔ جب اس درد کا قصہ اس کے سامنے پیش ہوا تو اس نے تمام باتیں اول سے آخر تک سنیں جب اس شیخ نے درد کا یہ احوال سنا تو وہ ٹھنڈی آہیں بھرنے لگے۔ یہ ٹھنڈی آہیں ایسی تھیں کہ ان سے ایک دنیا جل جائے اور اس سرد زخم کے جوش سے کونین کو گرمی حاصل ہو۔ پھر شیخ نے کہا، اخلاص کے ساتھ اس کے راستے کو اختیار کرو۔ اسی راستے سے اپنے مقصود تک تمھارا پہنچ جانا ممکن ہے۔ یہ لوگ اس سید سے وابستہ ہو گئے۔ اور دل و جان سے اس کے مرید ہو گئے۔ سید نے بڑے لطف و کرم سے فرمایا کہ اس زخم کے درد کا مرہم میرے پاس ہے۔ چونکہ اس کا کچھ حصہ تمھارے نصیب میں ہے اس لیے میں یہ جنس تمھیں دوں گا۔ اپنے سر سے ہستی کا بوجھ اُتار دو۔ اس کے بعد آسانی کے ساتھ

Marfat.com

در آئید در چشم ما بنگرید
جمال خدا را شما بنگرید
بتصریح گویم کہ مرشد کہ بود
کہ ابدال پیوند با او نمود
محمدؐ ابوالفتح آں صدر دیں
کہ او سرور قطب اہل یقیں
ملقب بگیسو دراز است او
بعلم نبیؐ سرفراز ست او
ہم از پیروانش کمینہ منم
ز مسترشدانش کمینہ منم
بافتادہ بودم بگرداب عشق
عیاں و کتماں نمودم بفسق
در آں غرفہ دستے بہ زیبش بدم
باخلاص بار روز اول بدم
تمثل بشکل بنوعے نمود
خیال محبانہ از دلم بر زدود
شدم مبتلائے تمثل بسے
دو بارش نشانش نہ بیند کسے
ز ورطہ کشیدہ بہ دریا ببرد
ہمہ ہستیم را بہ ساحل سپرد
شناور شدہ دست و پائے زنم
چو تمساح خواہم بقعرش روم
بدریائے معنی چو غوطہ زدم
بقعر فنا بر نہادم قدم
نگفتن توانم نہ ساکت بدن
بغرقاب چوں غوک باید شدن
سکوت ار کنم خود بمیرم ز غم
بگفتن ز آں آب ماہی جہم

تم اپنے مقصود تک پہنچ جاؤ گے۔ ہماری آنکھوں میں بیٹھو اور خدا کے جمال کا مشاہدہ کرو۔ اب میں کھول کر کہتا ہوں کہ یہ مرشد جن کے مرید ابدال ہوئے کون تھے۔ یہ مرشد ابوالفتح صدر دین ہیں۔ اور یہ اہلِ یقین کے قطب کے سردار ہیں۔ وہ گیسو دراز کے لقب سے ملقب ہیں اور علم نبیؐ سے سرفراز ہیں۔ میں ان ہی کے ادنیٰ پیروؤں میں ہوں۔ ان کے بہت معمولی مریدوں میں میرا شمار ہے۔ میں عشق کے بھنور میں پھنس گیا تھا اور کھلے چھپے عشق میں مبتلا تھا۔ اس غرفہ میں جو خوبصورت شکل دکھائی دی تھی اس پر سو جان سے عاشق ہو گیا۔ میں ایسے تمثل کا مبتلا ہو گیا تھا جو شاید ہی دوبارہ کسی کو دکھائی دے۔ انھوں نے مجھے بھنور سے کھینچ کر دریا میں ڈال دیا۔ اور میری پوری ہستی کو ساحل سے لگا دیا۔ اب میں پیراک بن کر ہاتھ پیر مارتا ہوں اور قعر فنا میں میں نے قدم رکھا ہے۔ نہ مجھ سے بات کہی جا سکتی ہے اور نہ ہی چپ رہا جاتا ہے۔ بس مینڈک ہی کی طرح یہاں ڈوبنا ہے۔ اگر خاموش رہوں تو غم کے مارے مرا جاتا ہوں اور کہوں تو کوئی میری بات سمجھ نہیں سکتا۔ اس دنیا کی بادِ سموم میرے لئے بادِ نسیم ہے اور اسی دنیا کے ایک گھونٹ میں مست ہو جاتا ہوں۔

مجھے محمد ابوالفتح کہتے ہیں۔ اور ترک اللہ کے لقب سے مجھے جانتے ہیں۔ محمد محمد

Marfat.com

سموم از انکہ نسیمش شدم
بیک جرعۂ او رہیش شدم
محمد ابوالفتح خوانند مرا
ملقب بترک اللہ دانند مرا
محمد محمد محمد یکے
بتکرار گفتہ شدہ پیشگی
فرو رفتہ ام خود بہ ہجر وصال
جز ایں نام دیگر چہ دارم کمال
نمانم ولے نظم ماند بسے
بنام محمد بخواند کسے
ہماں جرعۂ ساقی بکامم رساں
کہ تا روزِ حشرم ہمانم چشاں

ایک ہی ہیں۔ تکرار سے کہا اور آگے بڑھا۔
میں ہجر و صال کی باتوں سے دُور ہوں۔
اس کے نام کے سوا اور کیا کمال رکھتا ہوں۔
میں نہ رہوں گا، لیکن یہ نظم رہ جائے گی
اور اسے محمد کے نام سے پڑھا جائے گا۔
ساقی کا وہی گھونٹ میرے حلق میں
پہنچاؤ تاکہ روزِ حشر میں اسی کا مزہ چکھوں۔

(١٠٠) نقل است (مہ) کہ فخر الدین آہنگر و چھجو خیاط و اسفندیار پارہ دوز ہر سہ نفران از ابدالان مذکور قطب را پرسیدند می خواہیم کہ ارادت بہ سید محمد آریم، چہ ارشاد است۔ قطب فرمودند صبر کنید۔ من در لوح محفوظ کہ ام الکتاب عبارت از وست بہ بینم۔ در آں اگر مکتوب باشد شمارا فرمایم۔ بعدہ قطب در لوح محفوظ کرد۔ دید کہ در آں جا ولی الاکبر الصادق محمد الحسینی الحسنی گیسو دراز نوشتہ اند۔ ابدالان مذکور را فرمود کہ بروید مرید سید محمد بشوید، ارادت بہ او آورید۔ ایشاں مرید حضرت بندگی مخدوم و ہو المرشد فی العموم رضی اللہ عنہ شدند و نسبت بذیل بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ کردند بخدا رسیدند۔

(١٠٠) نقل ہے (مہ) کہ مذکورہ ابدالوں یعنی فخر الدین آہن گر، چھجو خیاط اور اسفندیار پارہ دوز نے قطب سے پوچھا کہ ہم سید محمد کے ہاتھ پہ بیعت کرنا چاہتے ہیں، کیا حکم ہوتا ہے؟ قطب نے کہا میں ذرا لوحِ محفوظ میں دیکھ لوں کہ اُم الکتاب یہی ہے۔ اگر اس میں لکھا ہوا ہو تو تم سے کہوں۔ اس کے بعد قطب نے لوح محفوظ پر نظر ڈالی۔ دیکھا کہ اس پر ولی الاکبر الصادق محمد الحسینی الحسنی گیسو دراز لکھا ہے۔ ان ابدالوں سے کہا کہ جاؤ اور سید محمدؒ کے مُرید ہو جاؤ۔ اور ان سے ارادت پیدا کرو۔ یہ لوگ سب کے مرشد حضرت بندگی مخدومؒ کے مُرید ہو گئے۔ اور حضرت بندگی مخدومؒ کے دامن تربیت سے فیض پاکر

Marfat.com

حد تک پہنچ گئے۔

(۱۰۱) نقل است (مس) یک شب خواجہ احمد دبیر بخدمت حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ بودند۔ ایں سخن از زبان ایشاں بدر آمد کہ خود را بجائے بردہ بودند و محلے چنیں و چنیں یعنی دربان آں محل حضرت افضل الاولیا، حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ و فراشں آں محل حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ و امام حسین رضی اللہ عنہ نمودند بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ را غیرت آمد۔ فرمودند آں محل محمد حسینی است تو کجا و چند سخن ہا تہر فرمودند۔ درمیان چند روز بحضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ برحمتِ حق پیوستند و چنانچہ فرمودہ بودند ہمچناں کشتہ شدند۔

(۱۰۱) نقل ہے (مس) کہ ایک رات خواجہ احمد دبیر حضرت مخدومؒ کی خدمت میں حاضر تھے۔ ان کی زبان سے یہ بات نکل گئی کہ مجھے ایک ایسی جگہ اور ایک ایسے مقام پر لے گئے۔ یعنی اس محل کے درباں حضرت افضل الاولیا، حضرت مرتضیٰؓ تھے اور اس محل کے فراش حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ تھے۔ بندگی مخدومؒ کو غیرت آئی۔ وہ محل محمد حسینیؒ ہے۔ تو کہاں اور غصہ سے کچھ اور باتیں بھی فرمائیں۔ کچھ ہی دنوں بعد حضرت بندگی مخدومؒ سے جدا ہو کر رحمتِ حق میں پہنچ گئے۔ اور جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا، اسی طرح مارے گئے۔

(۱۰۲) نقل است (مس) سید محمود واعظ مرد بزرگ و کامل بودند۔ وقت گفتن وعظ او خلق را ذوقے تمام و لذتے بہ کمال داشت بعضے مردم جامہ پارہ کردے و بعضے مردہ از مجلس او بیروں شدے۔ و بعضے مردم بے ہوش شدے۔ آخر الامر شنیدند کہ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ سجدہ می کنانند۔ بخدمت آمدند کہ بہ بینیم چہ مرتبہ است۔ آخر خود ہم سجدہ می کردند و معبود معبود گفتند۔ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند کہ خوندمیر چنیں مگوئید۔ پر تو معبود بگوئید۔ چند روز بخدمت حضرت بندگی

(۱۰۲) نقل ہے (مس) کہ سید محمود واعظ ایک کامل مرد بزرگ تھے۔ ان کے وعظ سے مخلوق کو حد درجہ ذوق اور لذت حاصل ہوتی تھی۔ بعض اپنے کپڑے پھاڑ لیتے تھے اور بعض ان کی مجلس میں جان دے دیتے تھے اور بعض بے ہوش ہو جاتے تھے۔ انھوں نے سنا کہ حضرت بندگی مخدومؒ سجدہ کراتے ہیں۔ یہ دیکھنے کے لئے کہ آپ کس مرتبہ کے ہیں، آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ خود ہی سجدہ کرنے لگے اور معبود، معبود کہنے لگے۔ حضرت بندگی مخدومؒ نے فرمایا، خوندمیر، ایسا نہ کہئے۔ پر تو معبود کہیے۔

Marfat.com

مخدوم رضی اللہ عنہ ماندند و طلب خلافت
نیز کردند ۔ و حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ
عنہ ندادند ۔ آخر الامر یک روز بخوش خالی
نشستہ بود و مصلی را دادند ۔ سید محمود
واعظ مصلی بر پشت خود انداختہ چرخ زدند
و گفتند کہ خلافت ہمین است ۔

کچھ دن حضرت بندگی مخدومؒ کی خدمت میں
رہے اور خلافت بھی مانگی ۔ حضرت بندگی
مخدومؒ نے نہ دی ۔ ایک دن آپ خوش
خوش بیٹھے تھے، انھیں جانماز عطا
فرمائی ۔ سید محمود واعظ نے جانماز اپنی
پیٹھ پر ڈال لی اور جھومتے ہوئے کہنے
لگے، یہی خلافت ہے ۔

(۱۰۳) نقل است (مس) کہ وقتے
سید محمود واعظ بسلطان احمد ملاقات
کردند ۔ سلطان احمد پرسیدند کہ حضرت
شاہ نعمت اللہ ولی را دیدند، چوں یافتند؟
سید محمود گفتند کہ مرد باغبان است ۔ و
از بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ ہم پرسیدند ۔
سید محمود واعظ گفتند کہ او عارف گراں
بارے درخت عشق است کہ بیخ ہائے او
برزمیں رفتہ و شاخہائے او بآسمان
پیوستہ ۔ ہر کہ آید زیر سایۂ آں درخت
نشنیدہ بار آں بخورد و چیزے دیگر ہم
فرمودند، چنانچہ شنیدہ باشی ۔ سلطان
را اگرچہ خوش نہ آمد کہ خود مرید بود ۔ امّا
چونکہ اعتقاد از پیر خود بر بندگی مخدوم رضی اللہ
عنہ بیش از بیش داشت، ہیچ نہ گفت ۔
و بعضے می گویند کہ سید محمود واعظ را
جلد کردہ ۔ سید محمود واعظ پسر سلطان
احمد را گفتند کہ بعد از یک ماہ مرا بطلب ۔
سلطان بعد یک ماہ مرد ۔ سلطان علاء الدین
پسر او طلب کردہ خود پیشوا رفتہ ڈنڈی پالکی

(۱۰۳) نقل ہے (مس) کہ جب سید
محمود واعظ کی سلطان احمد سے ملاقات
ہوئی تو سلطان احمد نے ان سے پوچھا
کہ آپ نے شاہ نعمت اللہ ولی کو دیکھا
ہے ۔ انھیں آپ نے کیسا پایا؟ سید محمود
نے کہا کہ وہ مرد باغبان ہیں ۔ پھر حضرت
بندگی مخدومؒ کے بارے میں پوچھا ۔ سید
محمود واعظ نے کہا کہ وہ عارف عشق کے
زبردست درخت ہیں ۔ اس درخت کی
جڑیں زمین میں پھیلی ہوئی ہیں اور اس کی
ٹہنیاں آسمان سے باتیں کرتی ہیں ۔ جو بھی
آتا ہے اس درخت کے سایہ میں بیٹھتا
ہے اور اس کا پھل کھاتا ہے ۔ سید محمود
واعظ نے اور بھی کچھ باتیں کہیں جو آپ نے
بھی سنی ہوں گی ۔ سلطان کو یہ جواب
پسند نہ آیا کہ وہ خود بھی شاہ نعمت اللہ
ولی کا مرید تھا ۔ لیکن چونکہ اپنے پیر سے
کہیں زیادہ حضرت بندگی مخدومؒ پر اعتقاد
رکھتا تھا اس لئے کچھ نہ کہا ۔ بعض کہتے
ہیں کہ سلطان نے سید محمود واعظ کو جلاوطن کر

Marfat.com

بر دوش خود گرفته آورد۔

(۱۰۴) نقل است (مہ) سلطان فیروز
بوقت رفتن غزا بجہت ملاقات بندگی مخدوم
رضی اللہ عنہ آمد۔ رضا خواست۔ بندگی
مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند تو مرو۔ سلطان
احمد را بفرست۔ بسیار تکرار کرد کہ رضا
بدہید۔ بے رفتن من کار سر انجام نمی شود۔
فرمودند برو و تو دانی۔ اما فتح نخواہد شد۔
ویکے دیگرے ہمراہ سلطان فیروز بود۔
فرمودند کار بر سر این خواہد شد۔ آخر خود
بہ کفار رفت۔ مقدمہ طرفین جنگ کردند۔
چیزے فتحے شد۔ چند غلامان بخدمت
مخدوم رضی اللہ عنہ فرستاد و نوشت کہ
فتحے چنیں شد۔ بندگی مخدوم رضی اللہ
عنہ نوشتہ فرستادند کہ کار بیشتر است
بعد ازآں ہر دو لشکر بجنگ ایستادند
تا جنگ شدہ کہ بادشاہ چھتر خود بر سر
آنکس کہ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ
فرمودہ بودند کہ کار بر سر اوست، بر سر او
داشتہ خود گریخت۔ او کشتہ شد۔
چنداں لشکریاں کشتہ شدند کہ بگفتہ دو تہائے

سپرد کر دیا۔ سید محمود واعظ نے سلطان
احمد کے بیٹے سے کہا کہ ایک مہینے کے بعد
مجھے پھر طلب کرنا۔ ایک مہینے کے بعد
سلطان احمد کا انتقال ہو گیا۔ اس کے
بیٹے سلطان علاءالدین نے سید محمود کو
طلب کیا۔ خود آگے بڑھ کر ان کی پالکی کا
ڈنڈا اپنے کاندھے پر رکھ لیا۔

(۱۰۴) نقل ہے (مہ) سلطان فیروز
لڑائی پر جاتے وقت حضرت بندگی مخدوم رض
سے ملنے کے لئے آیا۔ اجازت طلب کی۔
بندگی مخدوم رض نے فرمایا کہ تم نہ جاؤ، سلطان
احمد کو بھیجو۔ بڑا اصرار کیا کہ مجھے ہی جانے
دیجئے۔ میرے گئے بغیر کام نہیں بنے گا۔
فرمایا، جاؤ، تم جانو اور تمہارا کام لیکن
فتح نصیب نہ ہوگی۔ ایک اور شخص بھی
سلطان فیروز کے ساتھ تھا۔ اس کی طرف
اشارہ کر کے فرمایا کہ کام اس کے سر ہوگا۔
آخر، سلطان فیروز خود کافروں کے مقابلہ
کے لئے گیا۔ پہلے دونوں طرف سے جنگ
ہوئی۔ سلطان فیروز کو تھوڑی بہت فتح
بھی حاصل ہوئی۔ اپنے چند غلام حضرت
مخدوم رض کی خدمت میں بھیجے اور لکھا کہ
ایسی فتح حاصل ہوئی ہے۔ حضرت بندگی
مخدوم رض نے لکھوا بھیجا کہ کام اس سے بھی
بڑھ کر ہے۔ اس کے بعد دونوں لشکر ایک
دوسرے کے مقابل صف آرا ہوئے۔
ایسی لڑائی ہوئی کہ بادشاہ نے اپنا چھتر

Marfat.com

موئے بندلشکریان کفار بردند۔ ہر کہ سخن
اولیاء نشنود خطا یابد۔

(۱۰۵) نقل است (دی) بندگی مخدوم
رضی اللہ عنہ درحالت خود فرمودند۔
ابوالفتحا! خدائی را تو می شائی!
چند طرق بندگی میاں برہ معنی آں فرمودند۔
یعنی خدائے بزرگ است۔ ابوالفتح کہ
درفنائے خدائی بوصوحت صاحب فتح
وفتوحات است وابواب فضل وکرم
خدای برد فتوحست افتتاح کلام فنا
می کند وخود را درمقام بقاء آں می افگند
کہ بہ حکم کما فنی بقی وکما بقی فنی فنا
فی فناءٍ ہماں مطلق باقی بقا ماحق در
درجات مقامات فنا روندہ است از فنا
بہ بقا واز بقا بہ فنا تلو نیات شوندہ۔
کہ از مقامے بمقامے از حالے بحالے می
گردد تا آں کہ بتدریج ہیچ باقی حق فانی
مطلق می گردد۔ یعنی چوں فانی بمحض
حقیقۃ می شناید باقی بخدائے کہ
عبارت از اتحاد وصفات فایدہ بر
حقیقۃ عبدیۃ بقا می یابد۔ ودر اتحاد
از دیاد اتحاد در خدائی بخدائی خود یافتہ
است۔ خدائی ہم از ینجاست کہ آں

اس شخص کے سر پر لگوا دیا جس کے بارے
میں حضرت بندگی مخدومؒ نے فرمایا تھا کہ کام
اس کے سر ہوگا اور خود بھاگ نکلا۔ وہ
آدمی مارا گیا۔ اتنے زیادہ سپاہی مارے
گئے کہ کچھ حساب نہیں۔ جو اولیاء کی بات
نہیں مانتا، نقصان اٹھاتا ہے۔

(۱۰۵) نقل ہے (دی) حضرت بندگی
مخدومؒ نے عالم جذب میں فرمایا ع
اے ابوالفتح تو خدائی کے قابل ہے!
بندگی میاں بڑے نے کئی طرح اس قول
کی تشریح کی ہے۔ یعنی یہ کہ خدا بڑا ہے۔
ابوالفتح جو خدا میں فنا ہو گئے ہیں واضح
طور پر صاحب فتح وفتوحات ہیں۔ خدا
کے فضل وکرم کے دروازے ان پر کھلے
ہوئے ہیں۔ وہ کلام کی ابتدا فنا سے کرتے
ہیں اور اپنے آپ کو مقام بقا میں پاتے
ہیں۔ اس مقام کا حکم یہی ہے جو اس میں
فنا ہو گیا باقی ہو گیا۔ جو فنا ہو گیا وہ باقی
اور جو باقی رہ گیا فنا ہو گیا۔ کیونکہ فنا ہونا
ہی اصل ہے۔ وہی مطلق باقی بقا ماحق
درجات مقامات فنا میں چلنے والا ہے۔
فنا سے بقا اور بقا سے فنا میں بدلتا رہتا
ہے۔ یہاں تک کہ بتدریج حق کے سوا اور
کچھ باقی نہیں رہتا۔ اور فانی مطلق بن
جاتا ہے۔ یعنی جب فانی حقیقت محض میں
ڈوبتا ہے تو خدائے باقی سے کہ اتحاد وصفات
سے عبارت ہے، حقیقت عبدیت بقا کا فائدہ

Marfat.com

فنائے ہم در حق گفت بلسان بقائے
ابوالفتح خدائی را تو می شائی ۔

حاصل کرتا ہے۔ اور از دیاد اتحاد کی وجہ سے عالم ایجاد اور خدائی میں اپنے اندر خدائی پاتا ہے۔ خدائی اس لئے ہے کہ اس فانی نے حق بات بقا کی زبان سے کہی کہ اے ابوالفتح تو خدائی کے قابل ہے ۔

دیگر آں کہ نام اولاً خدائی خدا فنا خود خواستہ است باقی از آں فنائی بسبب عبدیت خواستہ است کہ او من عبودیت مولائی است ۔ و باقی بہ بقا خدائی است کہ من غیر او را از جدائے است ۔ زیرا کہ آں گزارش نمائی بحقیقۃ مفقود است ۔ و از روئے آں کہ کثرت لازمہ وحدت است بنظر دوئی اسم باقی مشہور است ۔ و آں عبد فانی بالواقع عیانی درمیان نہ صورت باں گم شدہ در خدائی خود را ہم خدائی جوید ۔ و از بس طرب بزبان عجب خود را خدائی را تو می شائی گوید ۔

دوسرے یہ کہ انھوں نے اولاً خدا کی خدائی سے اپنی فنا مانگی ہے ۔ یہ فنا اپنی عبدیت کی وجہ سے طلب کی ہے ۔ وہ اپنے مولا کی عبدیت میں ہیں ۔ اور باقی خدائی بقا سے ہے کہ اس کے سوا باقی سب جدائی ہے ۔ کیونکہ یہ گزارش نمائی حقیقت سے بعد ہے اور یہ کہ کثرت لازمۂ وحدت ہے ۔ دوئی کی نظر سے اسم باقی مشہور ہے ۔ اور وہ عبد فانی فی الواقع عیانی درمیان میں آنے والی صورت کو اس میں گم کرکے خدائی میں اپنی خدائی تلاش کرتا ہے ۔ اور حد درجہ مسرت کے عالم میں فخر کے ساتھ تو خدائی کے قابل ہے کہتا ہے ۔

دیگر اگر عجب بود آں وندائی در ربود ہویدائی ۔ اعنی ہویدائی ہویدا نمودنش خود را در طلب خدائی در طلب باز بخدائی ہم برآشفتہ و از برائے نام معنی استفہام خود را خدائی را تو می شائی گفت خود را ۔

دوسرے یہ کہ اگر ایسا ہی ہے تو ندا آئی کہ ہویدا ہے ۔ یعنی ہویدا کی ہویدائی اپنی نمود کے لئے طلب خدائی میں ہے ۔ اپنی طلب میں پھر خدائی ۔ اس لئے از خود رفتہ ہوکر استفہام کے طور پر اپنے آپ کو خدائی کے قابل کہا ہے ۔

دیگر آنکہ نادانی تو در قابلیت آئی کہ بخدا شوی ۔ فانی و انچہ توئی در نمائی ہم بلسان شاں مُوتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوتُوا

دوسرے یہ کہ جب تو جانتا ہے کہ اس قابل ہے کہ خدا ہو جائے، حالانکہ تو فانی ہے اور جو کچھ تو ہے تو دکھائی دیتا ہے ۔

Marfat.com

سخنے برانی ۔ در صفتے درآئی کہ دریں صفت برائی کہ بزبان عیان من ہم بحق فرمائی ابوالفتحا خدائی را تو می شائی ۔

اس لئے اپنی زبان سے مرجاؤ تم موت آنے سے پہلے کہتا ہے ۔ اس لئے ایسی صفت تجھ میں پیدا ہو جاتی ہے تو زبان عیاں سے حق کہہ سکتا ہے کہ اے ابوالفتح تو خدائی کے قابل ہے ۔

دیگر آں کہ اگر اثرے از آں شہود خدائی وجود بقائی بر بود فنائی تا بود خود بنمائی ۔ یعنی لمعات توالی فیض متعالی تو آں را شائی ۔ چوں برق سحاب سیمیائی بحق فرمائی خدا را تو می شائی ۔

دوسرے یہ کہ اگر تو شہودِ خدائی کی نشانی ہے تو وہ وجودِ خدائی ہے ۔ تیرا وجود بقائی بود فنائی ہے ۔ اسی لئے بود دکھائی دیتا ہے ۔ یعنی خداوند متعال کے فیض کا تو مستحق نہیں ہے ۔ سحاب سیمیائی کی طرح حق سے کہتا ہے تو خدائی کے قابل ہے ۔

دیگر ابوالفتح محمد را کہ از محمد بردہ و بلا پردہ اعنی محمد مطلق فنا احد گشتہ است و از صفات بشریات خویش گزشتہ است ۔ ہماں احد منظور است کہ در مظہر محمد بظہور است ۔ کشف رفع حجاب وحدت کردہ بمحرمیت حرم احدیتش در آوردند ۔ اگرچہ ہرچہ بینی و بوہم فہم خویش بگزینی احد ورائے آنست و منزہ از ہر گمان است ۔ احد احد است کہ بے نشان است و در شان کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِی شَان در شان است ۔ فامّا چوں محمد را بینی چہ بینی کہ خدائی را شایان است ۔ اعنی بصفتہ خدائی کہ تخلقوا باخلاق اللہ و تصفوا بصفاتہ موصوف گشتہ بعیانست ۔ و لہٰذا قال الکریم

دوسرے یہ کہ ابوالفتح محمد کو محمد سے لے کر احد کے سپرد کیا گیا ۔ یعنی محمد مطلق فنا احد ہو گیا ہے ۔ اپنے صفات بشریات سے گزر گیا ہے ۔ وہی احد منظور ہے جو مظہر محمد میں ظہور پذیر ہوا ہے ۔ حجاب وحدت کا پردہ اُٹھا کر محرمیت احدیت کے حرم میں اسے لایا گیا ہے ۔ ہر گمان سے منزہ ۔ احد احد ہے جو بے نشان ہے ۔ کل یوم ھو فی شان اسی کی شان میں آیا ہے ۔ لیکن جب محمد کو دیکھو تو یہ دیکھو گے کہ خدائی کے قابل ہے ۔ یعنی خدا کی صفت "خدا کے اخلاق سیکھو اور ان سے متصف ہو جاؤ ۔" کا وصف رکھتے ہوئے عیاں ہیں ۔ اس لئے خداوند کریم نے اپنے نبیؐ سے کہا کہ

Marfat.com

لنبیه انک لعلی خلق عظیم اسم
صفت خدائی داو بدیں صفت خدائی موصوف
بالس چه آند اگر فرماید خدائی را تو می
شائی۔ اعنی موصوف بصفت خدائی
شدن ترا می شائی۔

وایں صد وپنج نقل کرامات و
خوارقات از کتب معتبر منقولست۔
مگر بست ویک نقل که مسموع از ثقات
است و برسر ہر نقل نام کتاب بعلامت
حرف نوشته شده است۔ علامت سمر
"سمر" وعلامت خاتمه "خا" وعلامت
دیوان "دی" وعلامت جوامع الکلم
"جوا" وعلامت محبت نامه "مح"
وعلامت ملفوظ شاه من اللہ "مه"
وعلامت سیر "سی" وعلامت مولود
منظوم "مو" وعلامت نقل مسموع "مس"

بے شک آپ عظیم اخلاق والے ہیں۔
یہ اسم صفت خدائی ہے اور وہ اسی
صفت خدائی سے متصف۔ اس میں
کونسی تعجب کی بات ہے اگر وہ کہتے ہیں
ہیں کہ خدائی کے تو قابل ہے۔ یعنی
خدا کی صفت سے متصف ہونا تجھے زیب
دیتا ہے [1]

کرامتوں اور خوارقات کے سلسلے
میں یہ ایک سو پانچ نقلیں معتبر کتابوں
سے نقل کی گئی ہیں۔ ان میں سے اکیس (۲۱)
معتبر راویوں سے سنی ہوئی ہیں۔ ہر نقل
کی ابتداء میں کتاب کی علامت کے حرف
لکھ دئیے گئے ہیں۔ "سمر" کی علامت
"سمر"۔ خاتمہ کی علامت "خا"۔ دیوان
کی علامت "دی"۔ جوامع الکلم کی علامت
"جوا"۔ محبت نامہ کی علامت "مح"۔
شاہ من اللہ کے ملفوظ کی علامت "مہ"
سیر کی علامت "سی"۔ مولود منظوم کی
علامت "مو"۔ مسموع روایت کی علامت
"مس" ہے۔

---

[1] میاں بندگی حضرت سید محمد اکبر حسینیؒ نے حضرت بندگی مخدومؒ کے اس قول کی جو شرح فرمائی ہے وہ بڑی ادق، بڑی مشکل اور بڑی نازک بحث ہے۔ کاتبوں کی بے احتیاطی کی وجہ سے اس کی عبارت اور بھی گنجلک اور بعید از فہم ہو گئی ہے۔ مترجم کو کھلا اعتراف ہے کہ یہ پوری بحث اس کی فہم سے بالاتر ہی رہی۔ جیسا بھی ترجمہ اس سے بن پڑا وہ یہاں پیش کر دیا گیا ہے۔

Marfat.com

خاتمہ

الاسماء

نوّد و نہ نام حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ

محمد، خاصہ احمد، نورِ چشم احمد، ابوالفتح
ابو المشائخ، ابوالبرکات، خواجہ صدرالدین
سلطان العاشقین، امام المتقین، قطب،
غوث، قطب و غوث، گیسو دراز، خواجہ
بندہ نواز، پیرِ پیران، امیرِ امیراں، عامر
سینہ ہائے ویراں، عالم بر عالم، خلاصہ
بنی آدم، گوہر دریائے قدم، استاد جید،
مرشد مشید، استاد الاساتذہ، خاتم
الولایت، جامع الشریعت و الحقیقت،
ولی الاکبر، قطب الاقطاب، صاحب دل،
کامل، باذل، عادل، قابل، مقبل، متمکن
متحقق، متوکل، خیر الاخیار، کعبۃ الاحرار،
بحر الاسرار، دریائے رحمت، آسمان عظمت،
عرشِ عزت، لالۂ باغ رسالت، رہ نمائے
طریقت ہدایت، مالک الملک ولایت،
عیسیٰ دم، مبارک قدم، حسنی، حسینی،
مست جام تجلیات، کاشف الاسرار کشوفات،
جانِ صاحب دلاں، مقبل مقبلاں،
دہندۂ بے منت، بخشندۂ جنت، جاں
جہانِ یاراں، کارکشائے بے کاراں،
خداوند خداوندگاراں، پناہ گناہ گاراں،

خاتمہ

نام

حضرت بندگی مخدومؒ کے ننانوے نام

(۱) محمد (۲) احمد (۳) نورِ چشم احمد
(۴) ابوالفتح (۵) ابوالمشائخ (۶) ابوالبرکات
(۷) خواجہ صدرالدین (۸) سلطان العاشقین
(۹) امام المتقین (۱۰) قطب (۱۱) غوث
(۱۲) قطب و غوث (۱۳) گیسو دراز (۱۴)
خواجہ بندہ نواز (۱۵) پیر پیران (۱۶) امیر
امیران (۱۷) عامر سینۂ ویران (۱۸) عالم
بر عالم (۱۹) خلاصۂ بنی آدم (۲۰) گوہر
دریائے قدم (۲۱) استاد جید (۲۲) مرشد
مشید (۲۳) استاذ الاساتذہ (۲۴)
خاتم الولایت (۲۵) جامع شریعت و
حقیقت (۲۶) ولی الاکبر (۲۷) قطب الاقطاب
(۲۸) صاحب دل (۲۹) کامل (۳۰)
باذل (۳۱) عادل (۳۲) قابل (۳۳) مقبل
(۳۴) متمکن (۳۵) متحقق (۳۶) متوکل
(۳۷) خیر الاخیار (۳۸) کعبۂ احرار (۳۹)
بحر الاسرار (۴۰) دریائے رحمت (۴۱) آسمان
عظمت (۴۲) عرشِ عزت (۴۳) لالۂ باغ
رسالت (۴۴) رہنمائے طریقت ہدایت
(۴۵) مالک ملک ولایت (۴۶) عیسیٰ دم
(۴۷) مبارک قدم (۴۸) حسنی (۴۹) حسینی

Marfat.com

حلیم، کریم ابن الکریم، رحیم، حکیم، الفائز،
الفائق، العاشق الصادق، الحاذق الامر
الناہی، المانع الضار، چراغ خاندان،
شمع جہان، نادرۂ زمین و آسمان، مخدوم
جہان، سلیم القلب، کریم الطرفین، ابوالحسن،
عارف فلک المعارف، المظفر علی الاعداء،
پاک، بے باک، قتال، دشمن پامال،
ابن بنت رسول اللہ، قرۃ عین نبی اللہ،
نور اللہ، وجہ اللہ، کرم اللہ، فضل اللہ،
سر ذات اللہ، جمال اللہ، جلال اللہ، کلام اللہ،
لسان اللہ، الفاعل اللہ، القابل من اللہ،
الآخذ عن اللہ، الحاضر مع اللہ، الماشی
فی اللہ، القائم باللہ۔ اللہ، اللہ، اللہ،
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

(۵۰) مست جامِ تجلیات (۵۱) کاشف الاسرارِ
کشوفات (۵۲) جانِ صاحب دلاں (۵۳)
مقبل مقبلاں (۵۴) دہندۂ بے منت۔
(۵۵) بخشندہ جنت (۵۶) حامل جفائے
یاران (۵۷) کارکشائے بے کاران (۵۸)
خداوند خداوندگاران (۵۹) پناہِ گناہ گاران
(۶۰) حلیم (۶۱) کریم ابن کریم (۶۲) رحیم
(۶۳) حکیم (۶۴) الفائز (۶۵) فائق (۶۶)
عاشق صادق (۶۷) حاذق امر ناہی (۶۸)
مانع ضار (۶۹) چراغ خاندان (۷۰) شمع جہان
(۷۱) نادرۂ زمین و آسمان (۷۲) مخدوم جہاں۔
(۷۳) سلیم القلب (۷۴) کریم الطرفین (۷۵)
ابوالحسن (۷۶) عارف فلک معارف (۷۷) مظفر
علی الاعداء (۷۸) پاک (۷۹) بے باک (۸۰) قتال
(۸۱) دشمن پامال (۸۲) ابن بنت رسول اللہ
(۸۳) قرۃ عین نبی اللہ (۸۴) نور اللہ (۸۵) وجہ اللہ
(۸۶) کریم اللہ (۸۷) فضل اللہ (۸۸) سر ذات اللہ
(۸۹) جمال اللہ (۹۰) فیض اللہ (۹۱) جلال اللہ
(۹۲) کلام اللہ (۹۳) لسان اللہ (۹۴) الفاعل اللہ
(۹۵) القابل من اللہ (۹۶) الآخذ عن اللہ (۹۷)
الحاضر مع اللہ (۹۸) الماشی فی اللہ (۹۹) قائم
باللہ ــــ اللہ، اللہ، اللہ
لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ۔

الکنیۃ : ابو الفتح ۔
الملقب : بصدر الدین گیسو دراز ۔
المخاطب : بولی الاکبر الصادق ۔
الاب : سید یوسف المشہور بسید راجو ۔

کنیت : ابو الفتح ۔
لقب : صدر الدین ۔ گیسو دراز ۔
مخاطب : ولی الاکبر صادق ۔
والد : سید یوسف مشہور بہ سید راجو ۔

Marfat.com

عرس، ہفتم ماہ شوال المکرم۔
الام : خوانزا ملکان الحسنہ۔ عرس دوازدہم ماہ ربیع الاول۔

المولد۔ دہلی مبارک۔ چہارم ماہ رجب ۷۲۳ھ۔ ثلاث عشرین سبع مایتہ۔ بیت

بدہلی چو شد تولد چوں محمد
رسیدہ نام دہلی تا بفرقد

دو سالہ صغیر بودند کہ روانہ از دہلی بسوئے دولت آباد شد۔ بستم ماہ مبارک رمضان بود در سنہ ثمان و عشرین و سبع مایۃ۔ در عہد محمد تغلق۔ چہار ماہ در راہ گزشت۔ روز پنجشنبہ۔ ہفتم ماہ محرم در سنہ تسع و عشرین و سبع مایۃ در دولت آباد رسیدند۔ چونکہ پانزدہ سال تمام شد باز بدہلی ہمراہ حضرت مخدومہ والدہ مراجعت فرمودند۔ چونکہ نوزدہم سال تمام شد، بعضے گویند چونکہ شانزدہم سال تمام شد، و بعضے گویند کہ در دہلی چہارم ماہ رجب بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ را شانزدہم سال بنیاد شد، روز استفتاح پیوند بخواجہ نصیر الملت والدین محمود اودہی کردند۔ یازدہ سال و بعضے گویند چہاردہ سال بخدمت پیر ماندند۔ و بفرمانِ پیر علم ہم حاصل کردند۔ چونکہ سی سالہ شدند خواجہ نصیر الملت والدین محمود اودھی حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ را جانشیں خود کرد و سجادۂ خود بایشاں سپردہ رخت ہستی را از دنیا بسوئے عقبا بردند۔

والد کا عرس: ساتویں شوال۔
والدہ : خوانزہ ملکاں حسنہ۔
عرس: بارھویں ربیع الاول۔

جائے ولادت : دہلی مبارک۔ تاریخ ولادت۔ چوتھی رجب ۷۲۳ھ ہجری۔ شعر سہ

جب دہلی میں محمد جیسے بزرگ پیدا ہوئے
تو دہلی کا نام فرقد ستارہ سے بھی اونچا ہو گیا۔

دو سال کے چھوٹے بچے ہی تھے کہ دہلی سے دولت آباد کے لئے روانہ ہوئے۔ رمضان کی ۳۰ تاریخ تھی اور ۷۲۵ ہجری کا سال یہ محمد تغلق کا عہد تھا۔ راستے میں چار مہینے صرف ہوئے۔ پنجشنبہ ۷ محرم ۷۲۶ھ کو دولت آباد پہنچے۔ جب پندرھواں سال پورا ہوا تو پھر حضرت مخدومہ والدۂ محترمہ کے ساتھ دہلی لوٹے۔ جب انیسواں سال پورا ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ دہلی میں چوتھی رجب کو بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ کو سولھواں سال پورا ہوا تو استفتاح کے روز حضرت نصیر الملت محمود اودھی کے مرید ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ چودہ سال پیر کی خدمت میں رہے۔ پیر ہی کے فرمانے پر آپ نے تحصیل علم کیا۔ جب بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ تیس سال کے ہوئے تو حضرت نصیر الملت والدین محمود اودھی نے آپ کو اپنا جانشین مقرر کیا اپنا سجادہ آپ کے سپرد کیا اور رخت ہستی ہمیشہ کے لئے عقبا کی طرف روانہ ہو گئے۔

Marfat.com

السجادگی: حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ
عنہ در دہلی بعد وفات شیخ روز چہارم بجائے
سجادۂ پیر نشستند و پنجاہ سال دست
بیعت بخلق کشادند۔ و بعدہ از دہلی سوئے
گلبرگہ رواں شدند۔ سہ سال درمیان
راہ ماندند۔ بیت۔

دو سال و بست در گلبرگہ بودند
در کشف و کرامت را کشودند

العمر: صد و پنج یا سہ سال۔

المصنفات: صد و بست و پنج کتاب
ساختہ۔ اما در گلبرگہ سی کتاب تصنیف کردند۔

الوفات: در سنہ خمسین عشرین ثمان
مایہ۔ بیت ؎

شش و دہ بود از ذوالقعدہ تاثیر
دوشنبہ وقت اشراق آں پیر جہانگیر
بستہ رخت ہستی را ز دنیا
خرامیدہ بسوئے دار عقبا
یگانہ خلق بگذشت آں قطب زمانہ
کز و نامش بماندہ جاودانہ
ید اللہ بن محمد بن محمد
نشستہ بر سر سجادۂ جد
ز سر شد تازہ باز آں رسم و آئین
گرفت از ذات اوکیش تقویت دین

القبر: در گلبرگہ۔ بیرون قلعہ۔

النسب: محمد بن یوسف بن علی بن
محمد بن یوسف بن حسین بن محمد بن علی

سجادگی: شیخ کی وفات کے چوتھے
روز حضرت بندگی مخدومؒ دہلی میں اپنے پیر
کے سجادہ پر بیٹھے۔ پچاس سال تک
مخلوق کو اپنا دستِ بیعت دیتے رہے پھر
دہلی سے گلبرگہ کی طرف روانہ ہوئے۔ تین
سال راستے میں رہے۔ شعر

بائیس سال گلبرگہ میں رہے
اور کشف و کرامات کا دروازہ کھولے رکھا۔

عمر: ایک سو پانچ سال یا ایک سو
تین سال۔

تصانیف: ایک سو پچیس ۱۲۵ کتابیں لکھیں۔
ان میں سے تیس کتابیں گلبرگہ میں تصنیف فرمائیں۔

وفات: سنہ ۸۲۵ ہجری۔

اشعار ؎

ذیقعدہ کی سولہ تاریخ تھی اور دوشنبہ کا
روز تھا کہ اشراق کے وقت اس پیر جہانگیر
نے دنیا سے اپنا سامان باندھا اور دارالبقا
کی طرف سدھارے۔ مخلوق میں یگانہ
و قطب زمانہ چلے گئے۔ لیکن ان کا نام
رہتی دنیا تک باقی رہے گا۔ ید اللہ بن
محمد بن محمد ان کی جگہ سجادہ
پر بیٹھے۔
وہ رسم و آئین پھر نئے سرے سے جاری
ہوئے اور ان کی ذات سے دین کو بڑی تقویت پہنچی۔

مزار: گلبرگہ میں قلعہ کے باہر

نسب: محمد بن (۱) یوسف بن (۲) علی بن
(۳) محمد بن (۴) یوسف بن (۵) حسین بن (۶)

Marfat.com

بن حمزه بن داؤد بن زید بن ابی الحسن جندی
بن حسین بن ابی عبد اللہ بن محمد بن عمر بن
یحیٰی بن حسین بن زید مظلوم بن علی زین العابدین
بن حسین السبط الشہید بن ابی الحسن العلی
الوصی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وعن اولادہ۔

محمد بن (۷) علی بن (۸) حمزہ بن (۹) داؤد
بن (۱۰) زید بن (۱۱) ابی الحسن جندی بن (۱۲)
حسین بن (۱۳) ابی عبد اللہ بن (۱۴) محمد بن
(۱۵) عمر بن (۱۶) یحیٰی بن (۱۷) حسین بن (۱۸)
زید مظلوم بن (۱۹) علی زین العابدین بن (۲۰)
حسین السبط الشہید بن (۲۱) ابی الحسن
العلی الوصی بن (۲۲) ابی طالب رضی اللہ عنہ
وعن اولادہ۔

الخلافت والارادة: بخلافت وارادت خواجہ صدر الدین ابوالفتح ابو ولی الاکبر الصادق جعفر الثانی محمد الحسینی گیسو دراز بخواجہ ابراہیم الثانی نصیر الملت والدین محمود اودھی است۔ عرس خواجہ نصیر الملت والدین ہژدہم ماہ رمضان المبارک است در سنہ سبع خمسین سبع مایہ۔ اما حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ ہفدہم ماہ رمضان می کنند و وفات خواجہ نصیر الدین شب پنجشنبہ بعد گذشتن از شب ہجدہم ماہ رمضان ہشتاد و دو سال عمر داشتند۔ بعد پنجاہ سال بر سر سجادہ مشیخت اجلاس فرمودند۔ سی و دو سال ارشاد نمودند۔ وخلافت وارادت خواجہ نصیر الدین بخواجہ اولیاء سلطان العاشقین رحمة العالمین خواجہ نظام الدین محمد بداونی است۔ و عرس خواجہ نظام الدین محمد بداونی دوازدہم شہر ربیع الآخر۔ و خلافت وارادت خواجہ نظام الدین بخواجہ فرید الدین شکر بار حریق المحبت

خلافت وارادت: حضرت خواجہ صدر الدین ابوالفتح، ولی الاکبر صادق، جعفر ثانی محمد الحسینی گیسو دراز مرید تھے ابراہیم ثانی نصیر الملت والدین محمود اودھی کے۔ خواجہ نصیر الملت والدین کا وصال ۱۸ رمضان مبارک ۷۵۷ھ ہجری کو ہوا۔ لیکن حضرت بندگی مخدوم ان کا عرس ۱۷ رمضان کو کیا کرتے تھے۔ خواجہ نصیر الدین کی وفات پنجشنبہ کے روز سولھویں رمضان کی رات گزرنے کے بعد ہوئی۔ بیاسی سال عمر پائی۔ حضرت بندگی مخدوم پچاس سال کی عمر میں شیخ کے سجادہ پر متمکن ہوئے۔ بتیس ۳۲ سال تک ارشاد فرماتے رہے۔ خواجہ نصیر الدین مرید اور خلیفہ تھے خواجہ اولیاء، سلطان العاشقین، رحمة العالمین، خواجہ نظام الدین محمد بداؤنی کے۔ خواجہ نظام الدین محمد بداؤنی کے عرس کا روز ہے بارھویں ربیع الثانی خواجہ نظام الدین مرید اور خلیفہ تھے خواجہ فرید الدین، شکر بار، حریق المحبت مسعود

Marfat.com

مسعود اجودھنی است ۔ و عرس خواجہ
فرید الدین پنجم ماہ محرم است سنہ ۶۶۴ھ و
خلافت و ارادت خواجہ فرید الدین بخواجہ
قطب الدین بختیار وکیل الباب الاوشی
و عرس خواجہ قطب الدین چہارم شہر
ربیع الاول است ۔ و خلافت و ارادت
خواجہ قطب الدین بخواجہ معین الدین حسن
سنجری است ۔ و عرس خواجہ معین الدین
ششم ماہ رجب است ۔ و وفات ایشان
در سنہ خمس و خمسین ستہ مایتہ است
و خلافت و ارادت خواجہ معین الدین بخواجہ
ابوالانوار عثمان ہارونی است ۔ و عرس
خواجہ عثمان پنجم ماہ شوال است ۔ و بعضے
می گویند شانزدہم ماہ شوال ۔ و خلافت
و ارادت خواجہ عثمان بخواجہ حاجی شریف
زندنی است ۔ و عرس خواجہ حاجی شریف
زندنی سیزدہم ماہ رجب است ۔ و بعضے
گویند بست و دوم ماہ رجب است و بعضے
می گویند بستم ماہ رجب ۔ و خلافت و
ارادت خواجہ حاجی شریف زندنی بخواجہ
قطب الدین مودود چشتی است ۔ و عرس
خواجہ قطب الدین مودود چشتی غرہ ماہ رجب
است ۔ خلافت و ارادت خواجہ قطب الدین
مودود بخواجہ ناصح الدین است ۔ و عرس
خواجہ ناصح الدین چشتی دہم ماہ رجب است
و خلافت و ارادت خواجہ ناصح الدین چشتی بخواجہ
ناصر الدین چشتی است ۔ و عرس خواجہ ناصر الدین

اجودھنی کے ۔ خواجہ فرید الدین کے عرس
کا روز ہے پانچویں محرم سنہ ۶۶۴ ہجری ۔ خواجہ
فرید الدین مُرید اور خلیفہ تھے خواجہ قطب الدین
بختیار وکیل الباب الاوشی کے ۔ خواجہ
قطب الدین کے عرس کا روز ہے چودھویں
ربیع الاول ۔ خواجہ قطب الدین مُرید اور
خلیفہ تھے خواجہ معین الدین حسن سنجری
کے ۔ خواجہ معین الدین کے عرس کا روز
ہے چھٹی رجب ۔ آپ کی وفات کا سال
ہے ۶۵۵ ہجری ۔ خواجہ معین الدین مُرید
اور خلیفہ تھے خواجہ ابوالانوار عثمان ہارونی
کے ۔ خواجہ عثمان کے عرس کا روز ہے
پانچویں شوال ۔ بعض کہتے سولھویں شوال
ہے ۔ خواجہ عثمان مُرید اور خلیفہ تھے خواجہ
حاجی شریف زندنی کے ۔ خواجہ حاجی
شریف کے عرس کا روز ہے تیرھویں رجب ۔
بعض کہتے ہیں کہ بائیسویں رجب ہے اور
بعض کہتے ہیں کہ بیسویں رجب ہے خواجہ
حاجی شریف مُرید اور خلیفہ تھے خواجہ
قطب الدین مودود چشتی کے ۔ خواجہ قطب الدین
چشتی کے عرس کا روز ہے پہلی رجب ۔
خواجہ قطب الدین مودود چشتی مُرید اور خلیفہ
تھے خواجہ ناصح الدین کے ۔ خواجہ ناصح الدین
کے عرس کا روز ہے دسویں رجب ۔ خواجہ
ناصح الدین مُرید اور خلیفہ تھے خواجہ ناصر الدین
چشتی کے ۔ خواجہ ناصر الدین کے عرس کا روز
ہے تیسری رجب ۔ خواجہ ناصر الدین مُرید اور

Marfat.com

سیوم ماہ رجب است۔ و خلافت و ارادت
خواجہ ناصر الدین چشتی بخواجہ قدوۃ الدین
ابو احمد چشتی است۔ و عرس خواجہ قدوۃ
الدین ابو احمد چشتی غرہ ماہ جمادی الآخر است
و بعضے می گویند نہم ماہ جمادی الثانی۔ و
خلافت و ارادت خواجہ قدوۃ الدین ابو احمد
چشتی بخواجہ ابو اسحاق چشتی است۔ و
عرس خواجہ ابو اسحاق چشتی چہارم شہر
ربیع الاول است۔ و بعضے می گویند چہاردہم
شہر ربیع الاول است۔ و خلافت و ارادت
خواجہ ابو اسحاق چشتی بخواجہ ابو ابراہیم
اسحاق علو دینوری است۔ و عرس خواجہ
ابو ابراہیم اسحاق دینوری بست و چہارم
ماہ محرم است۔ و خلافت و ارادت خواجہ
ابو ابراہیم اسحاق علو دینوری بخواجہ امین الدین
ابو ہبیرۃ البصری است۔ و عرس خواجہ
امین الدین ہشتم ماہ شوال است۔ و خلافت
و ارادت خواجہ امین الدین بخواجہ سدید الدین
حذیفۃ المرعشی است۔ و عرس خواجہ
سدید الدین حذیفۃ المرعشی بست و چہارم
ماہ شوال است۔ و بعضے می گویند چہارم
ماہ شوال است۔ و خلافت و ارادت
خواجہ سدید الدین حذیفۃ المرعشی بخواجہ
امان الارض سلطان ابراہیم ادھم البلخی
قدس اللہ سرہ العزیز است۔ و عرس
خواجہ ابراہیم ادھم بست و ششم ماہ جمادی الاولی
است۔ و خلافت و ارادت خواجہ ابراہیم ادھم

خلیفہ تھے خواجہ قدوۃ الدین ابو محمد چشتی کے۔
خواجہ قدوۃ الدین ابو محمد چشتی کے عرس کا
روز ہے پہلی جمادی الآخر۔ بعض کہتے ہیں
نویں جمادی الثانی ہے۔ خواجہ قدوۃ الدین
ابو محمد چشتی مرید اور خلیفہ تھے خواجہ ابو
اسحاق چشتی کے۔ خواجہ ابو اسحاق چشتی
کے عرس کا روز ہے چوتھی ربیع الاول اور
بعض کہتے ہیں کہ چودھویں ربیع الاول ہے
خواجہ ابو اسحاق مرید اور خلیفہ ہیں خواجہ
ابو ابراہیم اسحاق علو دینوری کے۔
خواجہ ابو ابراہیم اسحاق دینوری کے
عرس کا روز ہے چوبیسویں محرم۔ خواجہ
ابو ابراہیم اسحاق دینوری مرید اور خلیفہ
ہیں خواجہ امین الدین ابو ہبیرۃ البصری کے۔
خواجہ امین الدین کے عرس کا روز ہے ساتویں
شوال۔ خواجہ امین الدین مرید اور خلیفہ ہیں
خواجہ سدید الدین حذیفۃ المرعشی کے
خواجہ سدید الدین حذیفۃ المرعشی کے عرس
کا روز ہے چوبیسویں شوال۔ بعض کہتے
ہیں چوتھی شوال ہے۔ خواجہ سدید الدین
حذیفۃ المرعشی مرید اور خلیفہ ہیں امان الارض
خواجہ سلطان ابراہیم ادھم بلخی قدس اللہ سرہ
العزیز کے۔ خواجہ ابراہیم کے عرس کا روز
ہے چھبیسویں جمادی الاول۔ خواجہ ابراہیم
ادھم بلخی مرید اور خلیفہ ہیں ابو الفیض
فضیل بن عیاض کے۔ خواجہ فضیل کے
عرس کا روز ہے تیسری ربیع الاول۔ بعض

Marfat.com

بخواجہ ابوالفیض فضیل بن عیاض است۔
وعرس خواجہ فضیل سیوم ماہ ربیع الاول
است و بعضے می گویند بست و ہفتم ماہ محرم
است۔ و خلافت و ارادت خواجہ فضیل بخواجہ
ابوالفضل عبدالواحد بن زید است۔ وعرس
ابوالفضل بست و ہفتم ماہ صفر است۔ و
خلافت و ارادت خواجہ ابوالفضل خواجہ
ابوالنصر الحسن البصری است۔ وعرس
خواجہ حسن بصری چہارم محرم است۔ و
بعضے می گویند بست و ہفتم ماہ محرم۔ و خلافت
و ارادت خواجہ حسن بصری بخواجہ اولیاء
ابوالحسن العلی الوصی الہاشمی۔ عرس
بست و یکم ماہ رمضان۔ و تفصیل نیز بیشتر
می آید۔ اسمہ۔ علی و حیدر۔ لقبہ
مرتضیٰ و سید الواصلین، امیر المومنین،
امام المتقین، و کنیتہ ابوتراب، ابوالحسن
والدہ ابوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم
بن عبد مناف۔ و امہ فاطمہ بنت اسد
بن ہاشم بن عبد مناف۔ و مولد مکہ مبارک
ولادت روز جمعہ سیزدہم ماہ رجب
بر قول مختار بعد از عام فیل سی سال در
زمان ہرمز بن شہریار و عمرہ شصت و
سہ سال و سہ ماہ و بروایتی شصت و
سہ سال و بروایتی شصت و چہار سال
و یازدہ روز و بروایتی دوازدہ و بروایتی
شصت و چہار سال و ہفت ماہ۔ و
خلافت چہار سال و سہ ماہ۔ و بعد از

کہتے ہیں کہ ستائیسویں محرم ہے۔ خواجہ
فضیل مرید اور خلیفہ ہیں خواجہ ابوالفضل
عبدالواحد بن زید کے۔ خواجہ ابوالفضل
کے عرس کا روز ہے ستائیسویں صفر۔
خواجہ ابوالفضل مُرید اور خلیفہ ہیں خواجہ
ابوالنصر حسن بصری کے۔ خواجہ حسن بصری
کے عرس کا روز ہے چوتھی محرم۔ بعض
کہتے ستائیسویں محرم ہے۔ خواجہ حسن
بصری مُرید اور خلیفہ ہیں اولیاء کے سردار
نبیؐ کے وصی، ہاشمی، حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کے۔ آپ کے عرس کا روز ہے پہلی
رمضان۔ مزید تفصیل آگے آتی ہے۔
آپ کے نام ہیں علی اور حیدر۔ لقب
ہیں مرتضیٰ، سید الواصلین، امیر المومنین،
امام المتقین۔ آپ کی کنیتیں ہیں۔ ابوتراب،
ابوالحسن۔ آپ کے والد ہیں ابوطالب
بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف۔
آپ کی والدہ کا نام ہے فاطمہ بنت اسد
بن ہاشم بن عبد مناف۔ آپ کا مولد ہے
مکہ مکرمہ۔ آپ کی ولادت کا روز ہے جمعہ
رجب کی سترھویں۔ عام قول کے مطابق
آپ کی ولادت سال فیل کے تیس سال
بعد ہرمز بن شہریار کے عہد میں ہوئی۔ آپ
کی عمر ہوئی تریسٹھ سال تین مہینے۔ اور
ایک روایت کے مطابق صرف تریسٹھ سال
اور ایک روایت کی رو سے چونسٹھ سال
گیارہ روز۔ اور ایک اور روایت کے

Marfat.com

پیغامبر سی سال در دُنیا بودند۔ و قاتله
عبدالرحمن بن ملجم۔ و نقش خاتمه الملک
الحق المبین آہ۔ آہ۔ آہ۔ و موضع
ولادت جوف کعبه۔ وفات شب یکشنبه
بست و یکم ماہِ رمضان بر قول مختار۔
اما حضرت مخدوم رضی اللہ عنه از روح
مُرتضیٰ پرسیدہ عرس شما کدام تاریخ
است۔ رُوح جواب داد که عرس ما
ہجدہم ماہ مبارک می کنند۔ و قبر در
نجف از زمین کوفه و بروایتی بیمن و
بروایتی بمشہد۔ و سنه وفاته اربع
اربعین من الہجرۃ۔ و اولادہ بقول اشہر
سی و شش فرزند بودہ۔ ہجدہ پسر و ہجدہ
دختر۔ و منقول است از شیخ عبداللہ
نسابه که نوازدہ پسر بودند۔ و خلافت
کبریٰ و صغریٰ و ارادت حضرت مرتضےٰ
بخواجۂ انبیاء ابوالقاسم محمد رسول اللہ
الہاشمی صلی اللہ علیه وسلم و لقبه المصطفےٰ
و کنیته ابوالقاسم و ابه عبداللہ بن عبدالمطلب
بن ہاشم بن عبد مناف۔ و امه آمنه بنت
وہب۔ و مولد مکه مبارک۔ و ولادته
فی یوم الاثنین بلا خلاف در ماہ ربیع الاول
علی الصحیح و شب یازدہم ماہ مذکور علی
الصحیح دوازدہم ماہ مذکور علی المشہور۔
وقت طلوع سال فیل۔ اما نزدیک
امامیه صباح روز جمعه سابع و عشرون
من ربیع الاول۔ موضع ولادت شعب ابو طالب

مطابق بارہ روز۔ ایک اور روایت کی رُو
سے چونسٹھ سال سات مہینے۔ آپ کی
خلافت کی مدت ہے چار سال تین مہینے۔
پیغمبر خدا صلعم کے بعد تیس سال دُنیا میں
رہے۔ آپ کے قاتل کا نام ہے عبدالرحمن
ابن ملجم۔ آپ کی انگوٹھی کا نقش ہے الملک
الحق المبین آہ، آہ، آہ۔ آپ کی ولادت
کا مقام ہے جوف کعبہ۔ عام قول کے مطابق
آپ کے عرس کا دن ہے اکیسویں رمضان
ہفتہ کی رات۔ لیکن حضرت بندگی مخدومؒ
نے حضرت مرتضیٰؓ کی رُوح سے پوچھا کہ
آپ کے عرس کی تاریخ کونسی ہے؟ روح
نے جواب دیا ہمارے عرس کا روز اٹھارویں
ماہِ رمضان مبارک ہے۔ آپ کا مزار نجف
میں ہے جو کوفہ کے قریب ہے۔ ایک
روایت کی رُو سے آپ کا مزار یمن میں ہے
اور ایک روایت کی رُو سے مشہد میں۔ مشہور
قول کے مطابق آپ کے چھتیس (۳۶) اولادیں
ہوئیں۔ اٹھارہ لڑکے اور اٹھارہ لڑکیاں۔
شیخ عبداللہ نسّابہ سے منقول ہے کہ آپ
کے اُنیس (۱۹) لڑکے تھے۔ حضرت مرتضیٰ مُرید
تھے اور آپ کو صغریٰ اور کبریٰ خلافتیں حاصل
تھیں۔ خواجۂ انبیاء ابوالقاسم محمد رسول اللہ
الہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ حضورؐ کا
لقب ہے مصطفےٰ۔ آپ کی کُنیت ہے ابوالقاسم
آپ کے والد ہیں عبداللہ بن عبدالمطلب
بن ہاشم بن عبد مناف۔ آپ کی والدہ ہیں

Marfat.com

درزمان نوشیروان العادل۔ وسنہ عمرہ
ثلاث وستون درقول اصح و اشہر۔
مدت نبوت بست وسہ سال درقول
اصح۔ وبوابہ سلیمان الفارسی۔ وقاتلہ
عبید یہودیہ کہ اوزہرداده بود۔ نقش
خاتم محمد رسول اللہ۔ ووفاتہ یوم الاثنین
بلاخلاف ودوازدہم ماہ ربیع الاول است
درقول اصح درسنہ احدی عشر من الہجرۃ۔
درزمان ہرمز بن کسرا۔ امانزدیک امامیہ
ہجدہم ماہ صفر سنہ ثلاث عشرین من
الہجرۃ۔ ومتوفی شدن فی وقت زاغت
الشمس بقول اکثر۔ ودفن کردن در روز
سہ شنبہ وقتے کہ زایل شدن شمس۔
ومحل قبرہ درحجرۂ خود۔ و درقول اصح
درحجرۂ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا درمدینہ۔
واولاده قاسم وابراہیم وطیب وطاہر
وفاطمہ وام کلثوم وزینب ورقیہ۔
ہمہ از بی بی خدیجہ اند۔ وابراہیم از
ماریہ قبطیہ است۔ ہریک خواجہ از
خواجۂ خود خلافت گرفت اند نہ از دیگرے۔
بجدے کہ از خواجۂ خواجہ خود ہم نگرفتہ است
چنانچہ حکایت خواجہ فرید الدین و خواجہ
معین الدین شنیدہ باشی۔ بندگی خواجہ
فرید الدین را خلافت می دادند۔ خواجہ
فرید الدین فرمودند کہ خواجہ قطب رابدہند
خود از ایشاں خواہم گرفت۔

آمنہ بنت وہب۔ آپ کی ولادت گاہ
ہے مکۂ مکرمہ۔ آپ کی ولادت کا دن ہے
پیر اور متفقہ طور پر بارھویں ربیع الاول۔
زیادہ صحیح یہ ہے کہ گیارھویں کی رات
اور بارھویں کے صبح تڑکے۔ طلوع آفتاب
کے وقت۔ فیل کے سال۔ لیکن امامیہ
فرقے کے نزدیک آپ کی ولادت کا دن ہے
ربیع الاول کی سترھویں اور جمعہ کا روز۔ مقام
ولادت ہے حضرت ابوطالب کا گھر۔ زمانہ ہے
نوشیروان عادل کا۔ آپ کی عمر شریف ہے
صحیح اور مشہور قول کے مطابق ترسٹھ
سال۔ نبوت کی مدت ہے صحیح قول کے
مطابق تیئس سال۔ آپ کے دربان ہیں
سلمان فارسی۔ حضرت سلمان فارسی کا
قاتل ہے عبید یہودی جس نے آپ کو زہر
دیا۔ آپ کی انگوٹھی کا نقش ہے محمد
رسول اللہ۔ وصال کا روز ہے متفقہ
طور پر پیر کا دن۔ اور صحیح ترین قول کے
مطابق بارھویں ربیع الاول سنہ ۱۱ھ
یہ ہرمز بن کسریٰ کا عہد تھا۔ لیکن امامیہ
فرقے کے نزدیک آپ کے وصال کی تاریخ
ہے اٹھارویں صفر سنہ ۲۳ ہجری۔ عام قول
کے مطابق آپ نے دوپہر کے وقت وصال
فرمایا۔ منگل کے روز دن ڈھلے آپ کی تدفین
ہوئی۔ آپ کا مزار مدینہ میں آپ کے حجرہ
میں اور زیادہ صحیح قول کے مطابق حضرت
بی بی عائشہ صدیقہ رض کے حجرہ میں ہے۔ آپ کی

Marfat.com

اولاد میں حضرت قاسم، حضرت ابراہیم، حضرت طیب، حضرت طاہر، بی بی فاطمہ، بی بی اُمّ کلثوم، بی بی زینب اور بی بی رقیہ یہ سب اولاد حضرت بی بی خدیجہ سے ہوئی۔ سوائے حضرت ابراہیم کے جو حضرت بی بی ماریہ قبطیہ سے تولد ہوئے۔

ہر خواجہ نے اپنے خواجہ سے خلافت حاصل کی ہے دوسروں سے نہیں یہاں تک کہ اگر کسی خواجہ کے خواجہ نے خود خلافت دینی چاہی ہے تو نہ لی ہے۔ چنانچہ حضرت خواجہ فریدالدینؒ اور حضرت خواجہ معین الدینؒ کی حکایت آپ نے بھی سُنی ہوگی۔ بندگی خواجہ معین الدین نے بندگی خواجہ فریدالدین کو خلافت دینی چاہی۔ حضرت خواجہ فریدالدینؒ نے فرمایا کہ خواجہ قطب کو دیجئے، میں ان سے لے لوں گا۔

الخلفاء: دو پسر سیّد محمدؐ اکبر و سیّد محمدؐ اصغر۔ اما محمدؐ اصغر را از روئے شریعت و طریقت و حقیقت خرقہ و سجّادہ و خاتم عطا شد۔ چنانچہ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ در خلافت نامۂ خود فرمودند کہ الخرقة والسجادة والخاتم الذی بیدی کل ذالك مبذ دله لمحمد الاصغر۔ شریعة وطریقة وحقیقة۔ و شیخ علاءالدین الندی۔ و سید احمد بن سیّد حسن برادرزادہ حضرت مخدوم۔ و سیّد ابن الرسول عرف سیّد منجھن برادرزادہ حضرت مخدوم مولانا

حضرت بندگی مخدومؒ کے خلفاء: دو صاحبزادے (۱) حضرت سیّد محمدؐ اکبر (۲) حضرت سیّد محمدؐ اصغر۔ لیکن حضرت سیّد محمدؐ اصغر کو از روئے شریعت و طریقت و حقیقت، خرقہ، سجادہ، اور مہر عطا ہوئی۔ چنانچہ بندگی مخدومؒ نے اپنے خلافت نامہ میں فرمایا ہے کہ خرقہ، سجادہ، خاتم اور جو کچھ میرے پاس ہے، وہ سب میں منتقل کرتا ہوں محمدؐ اصغر کو شریعت، طریقت اور حقیقت۔ (۳) شیخ علاءالدین الندیؒ (۴) حضرت مخدومؒ کے بھتیجے سیّد احمد بن سیّد حسن (۵) حضرت

نصیر الدین قاسم دہلوی۔ و مولانا حسن دہلوی و مولانا معین الدین نوہانی۔ و مولانا حسن بسدتراش۔ و شیخ علاء الدین گوالیری۔ و خوندمیر بن شیخ الاسلام ایرچی۔ و مولانا اسحاق بن محمد چھتری۔ و برادر اسحاق سلیمان چھتری۔ و سید کلمۃ الدین بن سید سالار نبیسۂ بندگی مخدومؒ۔ و سید ابو المعالی خسرپورہ بندگی مخدومؒ۔ و سراج الدین شہریار۔ و بہاء الدین شہریار دہلوی۔ و سیف الدین بنگالی۔ و حمید الدین اجودھنی اقارب قاضی شاد۔ و خواجہ احمد بن عزیز دبیر۔ و ملک زادہ عثمان بن جعفر و شاہ ید اللہ۔ و سید سفیر اللہ۔ و میاں عبد اللہ و سید روح اللہ نبیسۂ بندگی مخدومؒ۔ و قاضی راجا۔ و شیخ زادہ شہاب الدین۔ و سلیمان۔ و قاضی بہاء الدین و قاضی سراج الدین۔ و ملک عزالدین بن عماد الملک قطب۔ و ملک شہاب الدین قطب۔ و سید اصغر بن احمد بن حسن برادرزادہ۔ و مولانا کمال الدین خواہرزادۂ حضرت شیخ۔ و سید شاد و مولانا کبیر سارنگ پوری۔ و مولانا محمود میناگر۔ و مولانا سعد الدین یار قاضی سراج الدین۔ و مولانا کبیر۔ و مولانا جگن سارنگ پوری۔

المریدون الکاملون: یعنی آنانکہ

مخدومؒ کے بھتیجے سید ابن رسول عرف سید منجھن (۶) مولانا نصیر الدین قاسم دہلوی (۷) مولانا حسن دہلوی (۸) مولانا معین الدین نوہانی (۹) مولانا حسن بسدتراش (۱۰) شیخ علاء الدین گوالیری (۱۱) خوندمیر بن شیخ الاسلام ایرچی (۱۲) مولانا اسحاق بن محمد چھتری (۱۳) مولانا اسحاق کے بھائی سلیمان چھتری (۱۴) حضرت بندگی مخدومؒ کے نواسے سید کلمۃ الدین بن سید سالار (۱۵) حضرت بندگی مخدومؒ کے خسرپورہ سید ابو المعالی (۱۶) سراج الدین شہریار (۱۷) بہاء الدین شہریار دہلوی (۱۸) سیف الدین بنگالی۔ (۱۹) قاضی شاد کے قرابت دار حمید الدین اجودھنی (۲۰) خواجہ احمد بن عزیز دبیر (۲۱) ملک زادہ عثمان بن جعفر (۲۲) شاہ ید اللہ (۲۳) سید سفیر اللہ (۲۴) میاں عبد اللہ (۲۵) حضرت بندگی مخدومؒ کے نواسے سید روح اللہ (۲۶) قاضی راجہ (۲۷) شیخ زادہ شہاب الدین (۲۸) سلیمان (۲۹) قاضی بہاء الدین (۳۰) قاضی سراج الدین (۳۱) ملک عزالدین بن عماد الملک قطب۔ (۳۲) ملک شہاب الدین قطب (۳۳) حضرت شیخ کے بھانجے مولانا کمال الدین (۳۴) سید شاد (۳۵) مولانا کبیر سارنگ پوری (۳۶) مولانا محمود میناگر (۳۷) قاضی سراج الدین کے مرید مولانا سعد الدین (۳۸) مولانا کبیر۔ (۳۹) مولانا جگن سارنگ پوری۔

حضرت بندگی مخدومؒ کے مریدانِ کامل: یعنی وہ لوگ

Marfat.com

از کمال انکسار نفس احتراز از خلافت و مشیخت
کردند۔ اما صاحبانِ کشف و تجلی و مقامات
بودند۔ و مولانا محمد معلم۔ و مولانا داؤد کمان گر
و مولانا حمید قلندر که قلندری ترک کرده بودند۔
و مولانا قوام الدین از خیل خانه وکیل دار۔
و حاجی بهاء الدین مستجاب الدعوات۔ و
مولانا عین الدین۔ و سید تاج الدین بدیوری
و مولانا داؤد زرگر۔ و مولانا زین الدین حسناباذی
و مولانا خضر اوسه۔ و مولانا نور الدین بدر کوٹی
که پیش ازیں ضیاء الدین نام داشت۔
و مولانا عماد الدین بن ابراهیم کویری۔

الوصیة: محمد اصغر بجائے من باشد
حق پدری من آں که داشته باشد که بعد
من بر سرِ سجادهٔ من نشیند۔ دست بیعت
بدهد۔ و شاه ید الله هم دریں خانقاه دست
بیعت بدهد۔ و نیز بندگی مخدوم رضی الله عنه
شاه ید الله را فرمودند که محمد اصغر مهمان
است۔ همه ازان تست۔ بنا بران بندگی
میاں محمد اصغر می فرمودند شاه ید الله را
بیا بنشین که حضرت مخدوم رضی الله عنه
ترا داده است۔ و عبد الله و قاضی راجا
و شیخ زاده شهاب الدین و مولانا بهاء الدین
و مولانا قطب الدین هم مجاز اند دست
بیعت دهند۔ و سیف الله و ملک عز الدین
و ملک شهاب الدین هم اگر خدمت پادشاه
بگذارند۔ و مولانا سراج الدین هم اگر آمد و شد
در دیوان بگذارد۔ ایشاں را هم اجازت است

جنھوں نے کمال انکسار سے کام لیتے ہوئے
خلافت اور شیخیت سے احتراز کیا۔ لیکن
یہ لوگ صاحب کشف و تجلی و صاحبِ مقامات
تھے۔ (۱) مولانا محمد معلم (۲) مولانا داؤد کمان گر
(۳) مولانا حمید قلندر (۴) وکیل دار کے عزیز مولانا
قوام الدین (۵) حاجی بہاء الدین مستجاب الدعوات
(۶) مولانا عین الدین (۷) سید تاج الدین (۸)
مولانا داؤد زرگر (۹) مولانا زین الدین حسنا بادی
(۱۰) مولانا خضر اوسہ (۱۱) مولانا نور الدین بدر
کوٹی جن کا نام اس سے پہلے ضیاء الدین تھا۔
(۱۲) مولانا عماد الدین بن ابراہیم کویری۔

حضرت بندگی مخدوم کی وصیت: میری جگہ
محمد اصغر ہوں گے۔ میرا جو حق پدری انھیں
حاصل ہے اس کی وجہ سے وہ میرے سجادہ
پر بیٹھیں۔ دست بیعت دیں۔ شاہ ید اللہ
بھی خانقاہ میں دستِ بیعت دیں۔ اس کے
سوا حضرت بندگی مخدوم نے شاہ ید اللہ سے
فرمایا کہ سید محمد اصغر مہمان ہیں۔ جو کچھ ان
کا ہے وہ سب تمھارا ہے۔ اسی لئے بندگی میاں
محمد اصغر، شاہ ید اللہ سے فرماتے تھے "آؤ،
سجادہ پہ بیٹھو کیونکہ یہ سجادہ حضرت مخدوم
نے ہمیں دیا ہے۔ عبد اللہ، قاضی راجا، شیخ زادہ
شہاب الدین، مولانا بہاء الدین، مولانا قطب الدین
بھی دستِ بیعت دینے کے مجاز ہیں۔ سیف اللہ
ملک عز الدین اور ملک شہاب الدین اگر بادشاہ
کی ملازمت ترک کر دیں تو دستِ بیعت دینے
کے مجاز ہیں۔ اور اگر شاہی دیوان کا آنا جانا

دست بیعت بدہند۔ مرا در دہلی برند۔ زیر
پائے مادر من دفن کنند۔ طاقیہ خواجہ بر سر
من نہند و رقعہ خواجہ بدست من بدہند۔
رقعہ ایں بود۔ در آں وقت کہ حضرت بندگی
مخدوم رضی اللہ عنہ بہ بیانہ بملاقات خواہر
رفتہ بودند و حضرت شیخ نوشتہ بودند۔

ترک کردیں تو مولانا سراج الدین کو دست
بیعت دینے کی اجازت ہے۔ مجھے دہلی لے جانا
اور میری والدہ کے قدموں کے نیچے مجھے
دفن کردینا۔ دفن کے وقت میرے خواجہ
کا عطا کیا ہوا طاقیہ میرے سر پر پہنا دینا۔
اور میرے خواجہ کا رقعہ میرے ہاتھ میں دے
دینا۔ یہ وہ رقعہ تھا جو حضرت شیخ نے حضرت
بندگی مخدومؒ کو اس وقت لکھا تھا جب کہ
آپ اپنی بہن سے ملنے بیانہ گئے ہوئے تھے۔

الحلیہ : قوی البدن۔ وطویل القامۃ۔ وعریض الصدر۔ اسمر اللون۔ مقرون الحاجبین۔ طویل اشعارہ الراس حتی الرکبۃ الاشعار الطرفیہ۔ طویل اللحیہ۔ صوت الملیح۔ کلام الفصیح۔ کریم الاخلاق۔ طیب الاعراق۔ متماثل الاعضاء۔

حضرت بندگی مخدومؒ کا حلیہ: قوی بدن۔ اونچا قد۔ چوڑا سینہ۔ گندم گوں۔ ابرو ملے ہوئے۔ سر کے بال لمبے پیٹھ پر پڑے ہوئے۔ داڑھی لمبی۔ نمکین صورت۔ فصیح کلام۔ شریفانہ اخلاق۔ مضبوط رگ پٹھے۔ متناسب اعضاء۔

الخصائص:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قل یاایها الکافرون ○ لا اعبد ما تعبدون ○ ولا انتم عابدون ما اعبد ○ ولا انا عابد ما عبدتم ولا انتم عابدون ما اعبد ○ لکم دینکم ولی دین ○

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قل هو اللہ احد ○ اللہ الصمد ○ لم یلد ولم یولد ○ ولم یکن له کفوا احد ○

حضرت بندگی مخدومؒ کا حصار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قل یاایها الکافرون ○ لا اعبد ما تعبدون ○ ولا انتم عابدون ما اعبد ○ ولا انا عابد ما عبدتم۔ ولا انتم عابدون ما اعبد۔ لکم دینکم ولی دین ○

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قل هو اللہ احد ○ اللہ الصمد ○ لم یلد ولم یولد ○ ولم یکن له کفوا احد ○

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ۝ مِنۡ شَرِّ
مَا خَلَقَ ۝ وَمِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝
وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِى الۡعُقَدِ ۝ وَمِنۡ
شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ
النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ
الۡخَنَّاسِ ۔ الَّذِىۡ يُوَسۡوِسُ فِىۡ صُدُوۡرِ
النَّاسِ ۝ مِنَ الۡجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الۡحَىُّ الۡقَيُّوۡمُ ۝
لَا تَاۡخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوۡمٌ ؕ لَهٗ مَا
فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ ۝ مَنۡ
ذَا الَّذِىۡ يَشۡفَعُ عِنۡدَهٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِهٖ ؕ
يَعۡلَمُ مَا بَيۡنَ اَيۡدِيۡهِمۡ وَمَا خَلۡفَهُمۡ
وَلَا يُحِيۡطُوۡنَ بِشَىۡءٍ مِّنۡ عِلۡمِهٖۤ اِلَّا
بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرۡسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ
الۡاَرۡضَ ۚ وَلَا يَـئُوۡدُهٗ حِفۡظُهُمَا ۚ وَهُوَ
الۡعَلِىُّ الۡعَظِيۡمُ ۝

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

حِصَنۡتُ نَفۡسِىۡ وَاَوۡلَادِىۡ بِحُرۡمَتِ
ح م ع س ق ۝ وَحِصَنۡتُ رُوۡحِىۡ
وَاَهۡلِىۡ بِحُرۡمَتِ ک ه ی ع ص ۝
وَحِصَنۡتُ جَسَدِىۡ وَمَالِىۡ اَمۡلَاک

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ
قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ۝ مِنۡ شَرِّ
مَا خَلَقَ ۝ وَمِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝
وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِى الۡعُقَدِ ۝ وَمِنۡ
شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ
قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ
النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ
الۡخَنَّاسِ ۔ الَّذِىۡ يُوَسۡوِسُ فِىۡ صُدُوۡرِ
النَّاسِ ۝ مِنَ الۡجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ
اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الۡحَىُّ الۡقَيُّوۡمُ ۝
لَا تَاۡخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوۡمٌ ؕ لَهٗ مَا فِى
السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ ۝ مَنۡ ذَا الَّذِىۡ
يَشۡفَعُ عِنۡدَهٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِهٖ ؕ يَعۡلَمُ مَا
بَيۡنَ اَيۡدِيۡهِمۡ وَمَا خَلۡفَهُمۡ وَلَا يُحِيۡطُوۡنَ
بِشَىۡءٍ مِّنۡ عِلۡمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ
وَسِعَ كُرۡسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ ۚ
وَلَا يَـئُوۡدُهٗ حِفۡظُهُمَا ۚ وَهُوَ الۡعَلِىُّ
الۡعَظِيۡمُ ۝
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ
حِصَنۡتُ نَفۡسِىۡ وَاَوۡلَادِىۡ بِحُرۡمَتِ
ح م ع س ق ۝ وَحِصَنۡتُ رُوۡحِىۡ
وَاَهۡلِىۡ بِحُرۡمَتِ ک ه ی ع ص ۝
وَحِصَنۡتُ جَسَدِىۡ وَمَالِىۡ اَمۡلَاک

Marfat.com

راحت وما اعطانی ربی فی
خزاین اللہ تعالیٰ بحرمت کاف
ونون ۔ فسبحان الذی بیدہٖ
ملکوت کل شیء والیہ ترجعون
اقفالہا اللہ لا الٰہ الا ھو ومحمد
رسول اللہ مفاتیحہا، لاحول ولا
قوۃ الا باللہ ۔ وعندہ مفاتیح
الغیب ۔ لا یعلمہا الا ھو ۔ یا علی
انت العلی ۔

این اسم ہائے اعظم را سہ بار تکرار نماید۔

یا ناصر انت الناصر ۔ یا کفیل انت
الکفیل ۔ یا حافظاً انت الحافظ ۔
فاللہ خیر حافظ وھو ارحم الراحمین ۔

دوازدہ بار بخواند۔ ہر مقصود کہ خواہد بر آید۔
ولفظ ناصر وکفیل وحافظ سہ سہ بار بخواند۔
ہر کہ این حصار مذکور از آن حضرت عاشق شہباز
عارف سرفراز، الجامع بین الحقیقت والمجاز،
قطب اہل الراز والنیاز، بلند پرواز، آگاہ سر
راز، ہمہ ممتاز، سلطان الاولیاء حضرت
میراں سلطان سید محمد الحسنی والحسینی گیسو دراز
رضی اللہ عنہ بے ناغہ دوازدہ بار بخواند یا نزدیک
خود بدارد، یا در خانہ بہ نہد، یا دیوار را چسپاند
خدائے تعالیٰ او را از جمیع بلیات و آفات
ارضی و سماوی نگاہ دارد و بہ ہر دو دارین سرخ رو
و سرفراز کند۔ بفضلہ ولطفہ و بوسیلہ حضرات

راحت وما اعطانی ربی فی
خزاین اللہ تعالیٰ بحرمت کاف
ونون ۔ فسبحان الذی بیدہٖ
ملکوت کل شیء والیہ ترجعون
اقفالہا اللہ لا الٰہ الا ھو ومحمد
رسول اللہ مفاتیحہا، لاحول ولا
قوۃ الا باللہ ۔ وعندہ مفاتیح
الغیب ۔ لا یعلمہا الا ھو ۔ یا علی
انت العلی ۔

ان اسمائے اعظم کی تین بار تکرار کرے۔

یا ناصر انت الناصر ۔ یا کفیل انت
الکفیل ۔ یا حافظاً انت الحافظ ۔
فاللہ خیر حافظ وھو ارحم الراحمین ۔

ان کو بارہ ۱۲ بار پڑھے۔ جو بھی مقصد ہوگا
بر آئے گا۔ لفظ ناصر، کفیل اور حافظ
کو تین تین بار پڑھے۔ جو کوئی حضرت عاشق
شہباز، عارف سرفراز، جامع بین حقیقت
و مجاز، قطب اہل راز و نیاز، بلند پرواز،
آگاہ سر راز، ہمہ ممتاز، سلطان اولیاء
حضرت میراں سلطان سید محمد الحسینی
والحسنی گیسو دراز رضی اللہ عنہ کے بنائے
ہوئے اس حصار کو بغیر ناغہ کئے روزانہ
بارہ بار پڑھے گا، یا اسے اپنے نزدیک لکھ
رکھے گا، یا گھر میں رکھے گا، یا دیوار پر چسپاں
کرے گا۔ خدائے تعالیٰ اسے تمام ارضی

Marfat.com

سماوی بلاؤں اور آفتوں سے محفوظ رکھے گا۔ اور دونوں دنیاؤں میں سرخ رو اور سرفراز کرے گا۔ فضل سے، لطف اور وسیلہ سے حضرات سادات گیسو درازی کے۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔

الاولاد ۵: محمد اکبر۔ المشہور بمیاں برہ۔ محمد اصغر المشہور بمیاں لہرہ۔ بی بی ستی۔ بی بی بتول۔ و بی بی ام الدین۔

حضرت بندگی مخدومؒ کی اولاد

(۱) محمد اکبر مشہور بہ میاں بڑے (۲) محمد اصغر بہ میاں لہرہ۔ (۳) بی بی ستی (۴) بی بی بتول (۵) بی بی ام الدین۔

اولاد محمد اکبر۔ شاہ سفیر اللہ۔ وخلافت و ارادت محمد اکبر بحضرت مخدوم رضی اللہ عنہ است۔ و عرس محمد اکبر شانزدہم ماہ ربیع الآخر۔ وفات پانزدہم ماہ مذکور روز چہارشنبہ سنہ عشر و ثمان مایہ۔

حضرت سید محمد اکبر کی اولاد ہیں سید شاہ سفیر اللہ۔ حضرت محمد اکبر مرید اور خلیفہ ہیں حضرت بندگی مخدومؒ کے۔ آپ کے عرس کا روز ہے سولھویں ربیع الاول چہارشنبہ کے روز ۸۱۲ھ کو وفات پائی۔

وخلافت و ارادت شاہ سفیر اللہ بحضرت مخدوم رضی اللہ عنہ است۔ و عرس شاہ سفیر اللہ بست و ہشتم ماہ ذوالقعدہ۔

شاہ سفیر اللہ مرید اور خلیفہ ہیں حضرت بندگی مخدومؒ کے۔ شاہ سفیر اللہ کے عرس کا روز ہے بیسویں ذیقعدہ۔

اولاد شاہ سفیر اللہ: عسکر اللہ اند مرید شاہ حسن اللہ و خلیفہ شاہ محب اللہ اند۔ و عرس شاہ عسکر اللہ تاریخ چہاردہم ماہ جمادی الآخر۔

شاہ سفیر اللہ کی اولاد میں شاہ عسکر اللہ آپ شاہ حسن اللہ کے مرید اور شاہ محب اللہ کے خلیفہ ہیں۔ شاہ عسکر اللہ کے عرس کا روز ہے چودھویں جمادی الثانی۔

و اولاد میاں عسکر اللہ میاں اسد اللہ اند۔ و خلافت و ارادت شاہ اسد اللہ بشاہ منجھلہ نبسہ شاہ یمین الرحمن بن شاہ لہرہ۔

میاں عسکر اللہ کی اولاد میں میاں اسد اللہ شاہ اسد اللہ مرید اور خلیفہ ہیں شاہ یمین الرحمن بن شاہ لہرہ کے نواسے شاہ منجھلے کے۔

Marfat.com

وعرس شاہ اسد اللہ بتاریخ بست وہشتم ماہ شعبان است۔

واولاد شاہ اسد اللہ شاہ سفیر اللہ ثانی کہ مرید وخلیفۂ شاہ ابوالحسن اند۔

وعرس شاہ سفیر اللہ ثانی بتاریخ سیوم شعبان۔

واولاد شاہ سفیر اللہ ثانی میاں اسد اللہ ثانی اند کہ حالیا روضۂ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ بدست ایشاں است۔

واولاد شاہ اسد اللہ میاں اصغر اند۔

تصنیفات شاہ محمد اکبر

معارف در علم نحو عربی۔ شرح تفسیر ملتقط۔ تمام شرح مالکی در علم صرف۔ شرح سوانح۔ شرح لب عقیدہ۔ رسالۂ اباحت مقامات صوفیہ۔ وسہ ملفوظ حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ۔ یکے در دہلی۔ دوم در گجرات۔ سیوم در راہ کہ از دہلی بہ گلبرگہ می آمدند۔ اسمہ جوامع الکلم۔

واولاد محمد اصغر۔ شاہ ید اللہ، شاہ من اللہ، شاہ یمین الرحمن۔ شاہ للہ۔ شاہ باللہ۔ بی بی رضا خاتون۔ وعرس بندگی محمد اصغر بست ویکم ماہ محرم۔ وخلافت وارادت بندگی محمد اصغر بحضرت مخدوم رضی اللہ عنہ است۔

شاہ اسد اللہ کے عرس کا روز ہے اٹھائیسویں شعبان۔

شاہ اسد اللہ کی اولاد میں شاہ سفیر اللہ ثانی آپ مرید اور خلیفہ ہیں شاہ ابوالحسن کے۔ شاہ سفیر اللہ ثانی کے عرس کا روز ہے تیسری شعبان۔

شاہ سفیر اللہ ثانی کی اولاد میں اسد اللہ ثانی۔ آج کل حضرت بندگی مخدوم رض کے روضے کا انتظام ان ہی کے ہاتھ میں ہے۔

شاہ اسد اللہ کی اولاد میں میاں اصغر۔

شاہ محمد اکبر کی تصانیف

علم نحو میں "معارف"۔ شرح تفسیر ملتقط علم صرف میں تمام شرح مالکی۔ شرح سوانح شرح لب عقیدہ۔ رسالۂ اباحت مقامات صوفیہ۔ حضرت بندگی مخدوم رض کے تین ملفوظات ایک ملفوظ دہلی میں لکھا۔ ایک گجرات میں اور تیسرا دہلی سے گلبرگہ آنے کے راستے میں۔ اس کا نام ہے جوامع الکلم۔

حضرت محمد اصغر کی اولاد میں۔

(۱) شاہ ید اللہ (۲) شاہ من اللہ (۳) شاہ یمین الرحمن (۴) شاہ للہ۔ (۵) شاہ باللہ (۶) بی بی رضا خاتون۔

بندگی محمد اصغر کے عرس کا روز ہے اکیسویں محرم۔ بندگی محمد اصغر مرید اور خلیفہ ہیں حضرت بندگی مخدوم رض کے۔

Marfat.com

وخلیفہ ہائے او شاہ یداللہ سید
من اللہ محمد محمد حسینی گیسو دراز۔ سید
صبغۃ اللہ محمد محمد حسینی گیسو دراز۔ و سید
حفظ اللہ۔ و سید محمود فضل اللہ۔ و سید
کمال الدین بہروچی۔ و سید اسماعیل
برادر صفی الملک۔ و سید ابن یامین۔ و
سید علی ملتانی۔ و مولانا تاج الدین دہلوی۔
و ملک زادہ خضر فرزند گجراتی۔ و مولانا ابوالفضل
علاء الدین بن خواند میرایرچی۔ و مولانا
اویس بدری۔ و مولانا میراں یعقوب سندھی۔

عرس شاہ یداللہ بست و سیوم
ربیع الآخر نقل روز چہار شنبہ اثنی و خمسین
ثمان مایۃ۔ ولادت شاہ یداللہ در راہ
کنہبایت سنہ ثلاث ثمان مایہ۔ خلافت
و ارادت شاہ یداللہ بخواجہ صدر الدین
ابوالفتح الولی الاکبر الصادق جعفر الثانی
محمد الحسینی گیسو دراز است۔ و عمر شاہ یداللہ
چہل و نہ سال۔ قبر شاہ یداللہ در گلبرگہ۔

و اولاد شاہ یداللہ۔ بی بی منت اللہ
شاہ ندیم اللہ نبسہ بی بی بتول۔ و باقی
از محل دیگر۔ شاہ محمد عرف شاہ نہنہ۔
و شاہ علی فرزند رضاعی بی بی منت اللہ۔
و بی بی ام الدین۔ و چند دختر دیگر کہ نام
معلوم نیست۔

حضرت محمد اصغر کے خلفاء: (۱) شاہ
یداللہ (۲) سید من اللہ محمد محمد الحسینی گیسو دراز
(۳) سید حفظ اللہ (۴) سید محمود فضل اللہ
(۵) سید کمال الدین بہروچی (۶) سید اسماعیل
برادر صفی الملک (۷) سید ابن یامین (۸)
سید علی ملتانی (۹) مولانا تاج الدین دہلوی
(۱۰) ملک زادہ خضر فرزند گجراتی (۱۱) مولانا
ابوالفضل علاء الدین بن خواند میرایرچی۔
(۱۲) مولانا اویس بدری۔ (۱۳) مولانا میراں
یعقوب سندھی

شاہ یداللہ کے عرس کا روز ہے
تئیسویں ربیع الثانی۔ آپ کا انتقال چہار شنبہ
کے روز ۸۵۲ھ میں ہوا۔ شاہ یداللہ کی
ولادت کھنبایت راستے میں ۸۰۳ھ میں
ہوئی۔ شاہ یداللہ مرید اور خلیفہ ہیں خواجہ
صدر الدین ابوالفتح ولی الاکبر الصادق،
جعفر ثانی، محمد الحسینی گیسو درازؓ کے۔ شاہ
یداللہ کی عمر (۴۹) سال تھی۔ آپ کا مزار
گلبرگہ میں ہے۔

شاہ یداللہ کی اولاد ہیں (۱) بی بی منت اللہ
(۲) شاہ ندیم اللہ جو بی بی بتول کے نواسے
ہیں۔ باقی اولادیں دوسرے محل سے ہوئیں۔
(۳) شاہ محمد عرف شاہ نہنہ۔ (۴) شاہ علی
فرزند رضاعی بی بی منت اللہ (۵) بی بی ام الدین
اور بھی چند صاحبزادیاں تھیں جن کے نام معلوم نہ ہوسکے۔

Marfat.com

وخلافت وارادت شاہ نہنۃ بخواجہ
حبیب اللہ ابو المرشد مقبول الحضرت
شاہ ید اللہ محمد محمد حسینی است ۔ نقل در
شہر بیدر ۔ ہجدہم ماہ مبارک رمضان ۔
دفن در گلبرگہ ۔

شاہ ندیم اللہ کہ در خورد سالگی نقل
فرمودند ۔ وعرس شاہ ندیم اللہ بست ویکم
ماہ شعبان ۔

واولاد شاہ نہنۃ ۔ شاہ ید اللہ ثانی
کہ مرید وخلیفہ شاہ نہنۃ اند ۔ وعرس میاں
ید اللہ ثانی ۔ دہم ربیع الآخر ۔

بعد ایشاں شاہ نہنۃ صغیر مرید و
خلیفہ شیخ علی بنسالی اند ۔ وعرس شاہ
نہنۃ اصغر یازدہم ماہ رجب است ۔

بعد ایشاں شاہ ید اللہ شیر یزدان
آند کہ مرید وخلیفہ شیخ محمد بنسالی اند ۔ عرس
شاہ ید اللہ دہم ماہ ذالحجہ ۔

بعد ایشاں شاہ اسحق المشہور بہ شاہ
نہنۃ کہ مرید پدر خود اند ۔ وعرس شاہ اسحق
پانزدہم ماہ محرم است ۔

بعد ایشاں شاہ منصور المشہور بہ شاہ
ید اللہ چہار می خاں کہ مرید شیخ محمد بنسالی اند
وخلیفہ شاہ سفیر اللہ ثانی ۔

واولاد حضرت بی بی منت اللہ شاہ

شاہ نہنۃ مرید اور خلیفہ ہیں خواجہ
حبیب اللہ ابو المرشد مقبول الحضرت شاہ
ید اللہ محمد محمد حسینی کے ۔ آپ نے بیدر میں
اٹھارویں رمضان کو انتقال فرمایا ۔ اور
گلبرگہ میں دفن ہوئے ۔

شاہ ندیم اللہ بچپن ہی میں وفات
پا گئے ۔ شاہ ندیم اللہ کے عرس کا روز ہے
اکیسویں شعبان ۔

شاہ نہنۃ کی اولاد ہیں شاہ ید اللہ
ثانی ۔ آپ مرید اور خلیفہ ہیں اپنے والد کے
آپ کے عرس کا روز دسویں ربیع الثانی ہے ۔

ان کے بعد شاہ نہنۃ صغیر مرید وخلیفہ
شیخ علی بنسالی ہیں ۔ شاہ نہنۃ اصغر کے عرس
کا روز گیارھویں رجب ہے ۔

ان کے بعد شاہ ید اللہ شیر یزداں ہیں ۔
آپ مرید اور خلیفہ شیخ محمد بنسالی کے ہیں ۔
شاہ ید اللہ کے عرس کا روز دسویں ذالحجہ ہے ۔

ان کے بعد شاہ اسحاق مشہور بہ شاہ
نہنۃ ہیں ۔ آپ اپنے والد کے مرید ہیں شاہ
اسحاق کے عرس کا روز ہے پندرھویں محرم ۔

ان کے بعد ہمارے زمانے کے شاہ منصور
مشہور بہ شاہ ید اللہ چہارمی ہیں ۔ آپ شیخ
محمد بنسالی کے مرید اور شاہ سفیر اللہ ثانی کے
خلیفہ ہیں ۔

بی بی منت اللہ کی اولاد ہیں (١) شاہ

Marfat.com

عنایت اللہ۔ و شاہ علی اللہ۔ و بی بی جھونکہ
و بی بی خفتہ اللہ۔ و بی بی حجۃ اللہ۔ و پدر
ایشاں سید محمود بن سید فضل اللہ بن سید
علی برج العشاق بن سید جلال الدین برج
الاولیا بن سید علی کہ جد حضرت بندگی مخدوم
رضی اللہ عنہ اند۔

سید محمود فضل اللہ بنسبہ بی بی ستی
بنت حضرت بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ اند۔
عرس سید محمود فضل اللہ پنجم ماہ ذالحجہ است۔
و عرس بی بی منت اللہ بست و ہشتم
ماہ ذوالحجہ سنہ ثمان و ثمانین ثماں مایہ۔ ولادت
بی بی منت اللہ در شب برأت است۔

اولاد شاہ عنایت اللہ میاں بابو
لاعقب لہ۔ و بی بی فاطمہ۔ و قوم شاہ عنایت اللہ
خوانزا بڑی۔ دختر سید احمد عرفی شرف جہاں۔
ارادت شاہ عنایت اللہ بخواجہ حبیب اللہ
ابوالمرشد مقبول الحضرت شاہ ید اللہ محمد محمد
حسینی گیسو دراز است۔ و خلافت شاہ
عنایت اللہ بشاہ نہنہ بن شاہ ید اللہ
محمد محمد حسینی گیسو دراز است۔

اولاد بی بی فاطمہ بنت شاہ عنایت اللہ
بی بی تنجیل۔ و بوبو ماں۔ و بی بی جیونی۔
و بی بی بزرگ۔ شوہر بی بی تنجیل ملک علی شیر
برادر سید مسعود کہ فرجد کاتب ایں حروف اند۔

عنایت اللہ (۲) شاہ علی اللہ (۳) بی بی جھونکہ
(۴) بی بی خفتہ اللہ (۵) بی بی حجۃ اللہ۔ ان
کے والد ہیں سید محمود بن سید فضل اللہ
بن سید علی برج العشاق بن سید جلال الدین
برج الاولیاء بن سید علی۔ سید علی حضرت
بندگی مخدوم ؓ کے جد ہیں۔

سید محمود فضل اللہ، حضرت بندگی مخدوم ؓ
کی صاحبزادی بی بی ستی کے نواسے ہیں۔
سید محمود فضل اللہ کے عرس کا روز پانچویں ذالحجہ ہے۔
بی بی منت اللہ کے عرس کا روز اٹھائیسویں
ذالحجہ ۸۸۸ھ ہے۔ بی بی منت اللہ کی ولادت
شب برأت کی رات ہوئی۔

شاہ عنایت اللہ کی اولاد ہیں (۱)
میاں بابو۔ ان کے اولاد نہیں ہوئی۔ (۲)
بی بی فاطمہ۔ شاہ عنایت اللہ کی بیوی
خونزا بڑی بنت سید احمد عرفی شرف جہاں
ہیں۔ شاہ عنایت اللہ مرید ہیں خواجہ
حبیب اللہ ابوالمرشد مقبول الحضرت شاہ
ید اللہ محمد محمد الحسینی گیسو دراز کے۔ اور
خلیفہ ہیں شاہ نہنہ بن شاہ ید اللہ محمد محمد حسینی
گیسو دراز کے۔

بی بی فاطمہ بنت شاہ عنایت اللہ
کی اولاد ہیں۔ (۱) بی بی تنجیل (۲) بوبویاں
(۳) بی بی جیونی (۴) بی بی بزرگ۔ بی بی تنجیل
کے شوہر ملک علی شیر برادر سید مسعود ہیں جو

Marfat.com

شوہر بوبو ماں میاں وصی اللہ بن میاں کلیم اللہ بن شاہ من اللہ محمد محمد حسینی گیسو دراز شوہر بی بی ستی فاطمہ مذکورہ میاں کرامت اللہ بن شاہ من اللہ محمد محمد حسینی گیسو دراز۔ اولاد شاہ علی اللہ سید محمد و سید راجا و بی بی نفیسہ۔ و بی بی سلام اللہ۔ و بی بی پارسا۔ تاریخ عرس شاہ علی اللہ ہشتم ماہ ربیع الاول و سال در گفتار سید محمد بن سید علی اللہ بن سید فضل اللہ قدس اللہ سرہم است۔ و آں سہ ابیات ایں است ؎

سید اعظم پناہ پشت دین
مثل او دیگر نباشد مہ جبیں
جانشین سید اعلی علی
عالم ربانی اہل یقیں
زوفاتش رخنہ در دیں فتاد
فہم کن بتاریخ شاں از "خرم دین"

سنہ اثنی عشر تسع مایہ۔ قوم شاہ علی اللہ ۹۱۲ خوانزا فاطمہ الزہرا المشہور بخوانزا نہنی۔ دختر سید محمد حرفی شد نجہاں۔ عرس خونزا فاطمہ الزہرا است ہشتم ماہ شوال۔ عمر سید علی اللہ ہفتاد پنج سال بود۔ ارادت شاہ علی اللہ بخواجہ حبیب اللہ ابوالمرشد مقبول الحضرت شاہ ید اللہ الحسینی است۔ و خلافت شاہ علی اللہ بن سید محمود بن سید فضل اللہ را از شاہ نہنے بن شاہ

راقم حروف کے ایک دادا ہیں۔ بوبو ماں کے شوہر میاں وصی اللہ بن کلیم اللہ بن شاہ من اللہ محمد محمد حسینی گیسو دراز ہیں۔ بی بی ستی فاطمہ مذکورہ کے شوہر میاں کرامت اللہ بن شاہ من اللہ محمد محمد حسینی گیسو دراز ہیں۔

شاہ علی اللہ کی اولاد ہیں (۱) سید محمد (۲) سید راجا (۳) بی بی نفیسہ (۴) بی بی سلام اللہ (۵) بی بی پارسا۔ شاہ علی اللہ کے عرس کا روز ہے آٹھویں ربیع الاول۔ سید محمد بن سید علی اللہ بن سید فضل اللہ نے ان کی وفات کی تاریخ کا یہ قطعہ کہا ہے اور اس کے تین شعر یہ ہیں۔

سید اعظم دین کے پشت پناہ تھے۔ ان کے جیسا مہ جبین دوسرا کوئی نہ ہو سکے گا سید اعلیٰ کے جانشین علی۔ عالم ربانی اور اہل یقین۔ ان کی وفات سے رخنہ پڑ گیا۔ ان کی تاریخ وفات "حزم دین" سنہ ۹۱۲ھ سمجھئے۔

شاہ علی اللہ کی بیوی خونزا فاطمہ الزہرا مشہور بہ خونزا نہنی ہیں۔ یہ سید محمد حرفی شاہ جہاں کی بیٹی ہیں۔ خونزا فاطمہ الزہرا کے عرس کا روز ساتویں شوال ہے۔ سید علی اللہ کی عمر پچہتر سال تھی۔ شاہ علی اللہ مرید تھے خواجہ حبیب اللہ ابوالمرشد مقبول الحضرت شاہ ید اللہ حسینی کے۔ شاہ علی اللہ بن سید محمود بن سید فضل اللہ کو خلافت ملی تھی۔

Marfat.com

یداللہ محمد محمد حسینی گیسو دراز است ۔ حضرت
بندگی شاہ نہنے بن شاہ یداللہ محمد محمد حسینی
گیسو دراز خلافت و اجازت بہ بندگی شاہ
علی اللہ ابن بی بی منت اللہ دادند ۔ و جانشین
خود کردند ۔ و خلافت نامہ بصاد
خود عربی نوشتہ دادہ ۔ و بپارسی نیز
نوشتہ داد ۔ و سکہ و صاد خود برو کردہ
اند ۔ در و نوشتہ اند کہ سید علی اللہ مذکور
مجاز است کہ در شجرہ نام این درویش نوشتہ
نام خود مذکور کند یا نام خود بہ حکم اجازت
از بندگی شاہ یداللہ بے وسطہ مذکور کند
کہ مرجع یکیست ۔ چنانچہ در شجرہ نسب جد
این درویش و جد سید علی اللہ در ششم
مرتبہ یکیست ۔ قرابتان و مریدان برآں
گواہی نوشتہ اند ۔ این تمسک پارسی حضرت
بندگی سید محمود بن سید محمد بن سید علی اللہ
بن سید محمود بن سید فضل اللہ بدست
فرزند ارجمند کہ نام مبارکش ایشاں سید
برہ است دادہ بودند کہ حضرت عالی جاہ
ہمایون اعظم ابراہیم قطب شاہ را بنمایند
کہ روزے پرسیدہ بودند ۔ حالیہ آں
تمسک پیش فرزند عزیز سید برہ است
اگر کسے را اشتیاق دیدن باشد بہ بیند ۔
چنانچہ بندگی شاہ نہنے بندگی شاہ علی اللہ
را سجادہ دادند ۔ بادشاہ زمانہ نیز
فرمان صادر فرمودند ۔ و قاضی القضاۃ
قاضی سلیمان نیز پروانہ نوشتہ و خواجہ جہاں

بن سید محمود بن فضل اللہ کو خلافت ملی
تھی شاہ نہنے بن شاہ یداللہ محمد محمد حسینی
گیسو دراز سے ۔ حضرت بندگی شاہ یداللہ
محمد محمد حسینی گیسو دراز نے خلافت اور
اجازت بندگی شاہ علی اللہ ابن بی بی
منت اللہ کو عطا کی اور اپنا جانشین
مقرر کیا ۔ خلافت نامہ صاد عربی کے ساتھ
لکھ کر دیا ۔ اور اسے فارسی میں بھی لکھ کر
دیا ۔ اس پر اپنا صاد کیا ہے اور اپنی مہر
لگائی ہے ۔ اس کے اندر لکھا ہے کہ سید علی اللہ
مذکور مجاز ہیں کہ اپنے شجرہ میں اس درویش
کا نام لکھ کر اپنے نام کا ذکر کریں ۔ بندگی شاہ
یداللہ کی اجازت کے مطابق بے واسطہ
اپنا نام لائیں کیونکہ مرجع ایک ہی ہے ۔
چنانچہ اس درویش کے دادا کا نسب نامہ
اور سید علی اللہ کے دادا کا نسب نامہ چھ
پشتوں کے بعد ایک ہی ہو جاتا ہے ۔
قرابت داروں اور مریدوں نے اس پر
گواہی لکھی ہے ۔ یہ فارسی دستاویز حضرت
بندگی سید محمود بن سید محمد بن سید علی اللہ
بن سید محمود بن سید فضل اللہ نے اپنے
فرزند ارجمند کو دی تھی جن کا نام سید
برہ ہے اور یہ کہہ کر دی تھی کہ یہ دستاویز
حضرت عالی جاہ ، ہمایون اعظم ابراہیم
قطب شاہ کو دکھائیں ۔ کیونکہ انھوں نے
ایک روز اس بارے میں ان سے سوال
کیا تھا ۔ آج کل یہ دستاویز سید برہ کے

Marfat.com

بہ سکۂ خود مثال صادر فرمود - تا روشن باشد
و تعلیق خلافت نامہ عربی کہ شاہ نہتہ
بصاد خود نوشتہ دادہ اند اینست -

فرزند عزیز کے پاس ہے۔ اگر کسی کو اس کے
دیکھنے کا شوق ہو تو ان کے یہاں دیکھ سکتا
ہے۔ چنانچہ بندگی شاہ نہتّے نے بندگی شاہ
علی اللہ کو سجادہ دیا۔ بادشاہ وقت نے
بھی اس بارے میں اپنی منظوری کا فرمان
جاری کیا۔ قاضی القضاۃ قاضی سلیمان نے
بھی پروانہ لکھ کر دیا۔ اور خواجہ جہاں نے
اپنی مہر کے ساتھ حکم صادر فرمایا تاکہ سب
کو یہ بات معلوم رہے۔ شاہ نہتّے نے اپنے
صاد کے ساتھ جو خلافت نامہ عربی زبان میں
لکھ کر دیا تھا، اس کی عبارت یہ ہے:-

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذی البس الفقراء
ملابس الرحمة الغفران وكساهم
بلباس المرقعة الصوفية الحشتية
انوار العرفان - واظهر في حدائق
ضماير المقربين ازهار الروح والريحان
وافاض على الاسرار الموحدين
بحار البر والاحسان - نحمده و
الاستعانة على الفقر والايقان.
ونشكره ومنه الاستقامة على
الاسلام والايمان - ونشهد
ان لا اله الا الله وحده لا شريك له
شهادة توصل الفقراء الى روضة
الرضوان - ونشهد ان محمدا عبده
ورسوله المنفوح بتاج الفقراء
من بني عدنان صلى الله عليه وعلى

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں
جس نے فقرا کو رحمت و عنوان کے
کپڑے پہنائے۔ اور انہیں صوفیائے
چشت کے انوار و عرفان کے پیوند لگے
کپڑے پہنائے۔ اور مقربین کے دلوں
کے باغوں میں روح و ریحان کے پھول
کھلائے۔ اور موحدین کے اسرار پر اپنی
نعمت و احسان کے دریا بہائے۔ ہم اسی
کی حمد کرتے ہیں اور یقین حاصل کرنے کے
لئے اسی سے مدد طلب کرتے ہیں اور اس
کے شکر گزار ہیں کہ اسی کی وجہ سے اسلام
اور ایمان پر استقامت حاصل ہوتی ہے۔
اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی
اور لائق عبادت نہیں۔ وہی اکیلا ہے۔
کوئی اس کا شریک نہیں۔ ایسی شہادت

Marfat.com

آله واصحابه ولبس خرقة الفقراء فی جمیع الازمان وبعد۔

فیقول الداعی الی الله الصمد الغنی السیّد محمد بن قطب العارفین امام السالکین شاہ ید الله محمد بن محمد الحسینی بستا المرقعه الشریعة الچشتیه بعد الشرایط والتوجه الی الله بسلاح فی الله المرتضی الاعظم المجتبیٰ المکرمه قدوة السادات مجمع الکرامات السید علی بن الشیخ المشائخ العارف الکامل الواصل الی رحمة الله الملک المحمود الغنی السید محمود الحسینی وان البسنیها من شیخی وامامی ووالدی ومرشدی المخدوم المطاع الازم الاتباع نورحدیقة الولایة نورحدیقة الکرامه ذی الحسب الطاهر النسب الطاهر شاہ ید الله الحسینی المذکور قدس سرہ العزیز۔ وهو لبسها من شیخه وامامه و مقتدی العرب والعجم سلطان الاتقیاء فی العالم السید محمد الاصغر الحسینی۔ وهو قد لبسها من مرشده وشیخه وامامه امام العارفین، مرشد السالکین مرجع ارباب التحقیق ملاذ اصحاب التدقیق صاحب النفس القدسیه و

جو فقیروں کو رضوان کے باغ تک پہنچائے۔ اور گواہی دیتے ہیں کہ محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور جنھیں فقرا کا تاج پہنایا گیا ہے اور جو بنی عدنان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر زمانے میں آپ پر، آپ کی آل پر، آپ کی اولاد پر اور آپ کے اصحاب پر رحمت فرمائے اور فقیروں کا خرقہ پہننے والوں پر بھی۔

اس کے بعد اللہ الصمد الغنی کی طرف بلانے والا، سید محمدؐ بن قطب العارفین، امام السالکین شاہ ید اللہ محمدؐ بن محمدؐ الحسینی کہتا ہے کہ ہم کو پہنایا مرقع شرعیہ چشتیہ پوری شرائط کے ساتھ اور اللہ کی طرف توجہ رکھتے ہوئے اور اللہ کے ہتھیاروں سے لیس ہو کر مرتضیٰ اعظم، مجتبیٰ المکرم، قدوۃ السادات، مجمع الکرامات، سید علی بن شیخ المشائخ، عارف الکامل، واصل الی رحمۃ اللہ، ملک المحمود الغنی سید محمود حسینی کو، اور انھوں نے یہ خرقہ پہنا اپنے شیخ، امام، والد، مرشد، مخدوم، مطاع، الازم الاتباع، نور حدیقۃ الولایت نور حدیقۃ الکرامت، ذی الحسب الطاہر النسب الطاہر شاہ ید اللہ حسینی قدس سرہ العزیز سے اور انھوں نے پہنا تھا اپنے اُستاد، امام، مقتدائے عرب و عجم، سلطان الاتقیائے عالم سید محمدؐ اصغر حسینی سے۔

Marfat.com

الکمالات الانسیہ الذی لم
یسمع بمثلہ الادوار مادار الفلا
الدوار المشہور بلسان العجم شاہ
باز بلند پرواز سید محمد گیسودراز
الحسینی رضی اللہ عنہ وقد لبسہا
من شیخہ ومرشدہ بحر العلوم
الفضائل معدن الحلم والشمائل
والعارف المرشد علی الاطلاق
الممدوح فی الآفاق الشیخ نصیر
الملت والدین محمود الاودھی۔
وقد لبسہا من سلطان العاشقین
برہان العارفین الشیخ نظام الدین
قدس اللہ سرہ۔ وھو قد لبسہا
من شیخہ ومرشدہ بحر العلوم
والفضائل العارف باللہ المتوجہ
فی السراء والضراء الی اللہ سلطان
الاولیاء المتوکلین علی اللہ المعبود
الشیخ فرید الحق مسعود بن سلیمان
ابن شعیب ابن احمد ابن یوسف
ابن محمد ابن فرخ شاہ القرشی الکابلی
رضی اللہ عنہ وعنہم۔ وھو قد لبسہا
من شیخہ قطب العالم الشیخ بختیار
الاوشی وھو قد لبسہا من الشیخ
الکامل معین الحق والدین حسن
سجزی وھو قد لبسہا من الشیخ
عثمان الھارونی وھو قد لبسہا من
شیخہ ومرشدہ الکامل حاجی شریف

اور انھوں نے پہنا تھا اپنے شیخ اور امام،
امام العارفین، مرشد السالکین، مرجع
ارباب تحقیق، ملاذ اصحاب تدقیق، صاحب
نفس قدسیہ، صاحب کمالات انسیہ،
جس کا نظیر ادوار فلک نے نہ دیکھا نہ سُنا،
عجم کی زبان میں مشہور شاہ باز بلند پرواز
سید محمد گیسو دراز الحسینی، رضی اللہ عنہ،
اور انھوں نے پہنا اپنے شیخ، مرشد،
بحر العلوم فضائل، معدن حلم و شمائل، عارف
مرشد علی الاطلاق، ممدوح فی الآفاق،
شیخ نصیر الملت والدین محمود اودھی سے۔
اور انھوں نے پہنا سلطان العاشقین
برہان العارفین، شیخ نظام الدین قدس اللہ
سرہٗ سے۔ اور انھوں نے پہنا اپنے شیخ
اور مرشد، بحر العلوم و فضائل، عارف
باللہ، المتوجہ فی اسرار والضرار الی اللہ،
سلطان اولیا، متوکل علی اللہ المعبود،
شیخ فرید الحق مسعود بن سلیمان ابن
شعیب ابن احمد ابن یوسف ابن محمد
ابن فرخ شاہ القرشی الکابلی رضی اللہ
عنہ سے۔ اور انھوں نے پہنا اپنے شیخ
قطب العالم، شیخ بختیار اوشی سے۔
اور انھوں نے پہنا شیخ کامل، معین الحق
والدین حسن سجزی سے۔ اور انھوں
نے پہنا شیخ عثمان ہارونی سے۔ اور انھوں نے

Marfat.com

زندنی۔ وھو قد بستھا من شیخہ
ومرشدہ الشیخ مودود الچشتی۔
وھو قد بستھا من شیخہ ابو یوسف
الچشتی۔ وھو قد بستھا من الشیخ
ابی احمد الچشتی۔ وھو قد بستھا
من الشیخ الکامل ابو اسحاق شامی
وھو قد بستھا الشیخ الکامل ممشاد
علو دینوری۔ وھو قد بستھا من الشیخ
ابو ھبیرۃ البصری۔ وھو قد بستھا
من الشیخ العارف حذیفہ المرعشی
وھو قد بستھا من الشیخ الکامل
السلطان الباذل تارک الدنیا و
ما فیھا السلطان ابراھیم ادھم البلخی
وھو قد بستھا من الشیخ فضیل بن
عیاض وھو قد بستھا من الشیخ
عبد الواحد بن زید وھو قد بستھا
من الشیخ قدوۃ العرفاء والکاملین
الحسن البصری وھو قد بستھا من
امیر المومنین امام المتقین علی
ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ و
رضی اللہ عنہ۔ وھو قد بستھا من
سید المرسلین وخاتم النبیین محمد
رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ
وسلم وآلہ واصحابہ اجمعین۔
وھو قد بستھا من آں حضرت
الربوبیۃ بواسطہ روح الامین
صلوۃ اللہ علیہ وعلی الملائکۃ اجمعین۔

پہنا اپنے شیخ اور مرشد کامل حاجی شریف
زندانی سے۔ اور انھوں نے پہنا اپنے
شیخ اور مرشد شیخ مودود چشتی سے۔
اور انھوں نے پہنا اپنے شیخ ابو یوسف
چشتی سے۔ اور انھوں نے پہنا شیخ ابی
احمد چشتی سے اور انھوں نے پہنا شیخ
کامل ابو اسحاق شامی سے۔ اور انھوں
نے پہنا شیخ کامل ممشاد علو دینوری سے۔
اور انھوں نے پہنا شیخ ابو ہبیرہ بصری
سے۔ اور انھوں نے پہنا شیخ عارف
حذیفہ المرعشی سے۔ اور انھوں نے پہنا
شیخ کامل، سلطان باذل تارک الدنیا
وما فیہا، سلطان ابراہیم ادھم بلخی سے۔
اور انھوں نے پہنا شیخ فضیل بن عیاض
سے۔ اور انھوں نے پہنا شیخ عبد الواحد
بن زید سے۔ اور انھوں نے پہنا قدوۃ
العرفاء و کاملین شیخ حسن بصری سے۔
اور انھوں نے پہنا امیر المومنین، امام
المتقین، علی ابن ابی طالب کرم اللہ
وجہہ و رضی اللہ عنہ سے۔ اور انھوں نے
پہنا سید المرسلین، خاتم النبیین، محمد
رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم
وآلہ واصحابہ اجمعین سے۔ اور آں حضرت
نے پہنا پروردگار کے ہاتھ سے روح الامین
کے واسطے سے۔ صلوٰۃ اللہ علیہ وعلی الملائکۃ
اجمعین۔

Marfat.com

واجزت له ان يلبسها كما يستها له يكون قابلا الالباس والمشيخه۔ واجزت ايضاً تلقن الذكر كما يلقنه واجزت ايضاً بين الرباط الفقراء والمساكين و ياخذ نذور المشائخ الكاملين و يصرفه فى حوائجه وحوائج الفقراء والمساكين۔ واجزت له ان يتوب من طلب منه تلقين التوبة ويجرى المقراض على راسه ولوصيته بما يقرب عند مولاه تعالىٰ ولوصيله الله عزوجل من انواع العبادات۔ وليعلمه شرائط الحق والوصلة و يعلم طريق السلوك ورعايته اوراد الشيخ الذى لبس الخرقة المباركة ويا سرمن لبس خرقته بالوصية بغيرهم من الناس بحسب حالته وقدرته بما يثبت به وليستقيم على التوبه وفقنا الله واياكم اجمعين ولا حول ولا قوة الا باالله العلى العظيم وصلى الله على رسوله محمد وآله اجمعين۔

اور میں نے اس کی اجازت دی کہ جس طرح میں نے پہنایا ہے اسی طرح وہ بھی دوسروں کو جو اس لباس اور مشیخت کے قابل ہوں پہنائیں۔ اور اس بات کی بھی اجازت دی کہ فقراء اور مساکین کی خانقاہ میں ٹھہریں اور مشائخ سے نذر قبول کریں اور اپنی اور مساکین فقرا کی ضروریات پر صرف کریں۔ اور اس بات کی بھی اجازت دی کہ جو لوگ ان کے ہاتھ پر توبہ کرنا چاہیں ان سے توبہ لیں اور ان کے سروں پر قینچی چلائیں۔ اور ایسی نصیحتیں کریں جو پروردگار کی طرف لے جانے والی ہیں۔ اور اللہ کے وصال کے ساتھ مختلف عبادتوں میں منہمک ہو جائیں۔ اور اس کی تعلیم دیں کہ صلتوں کی شرطیں کیا ہیں وصلت کیا چیز ہے۔ سلوک کا طریقہ کیا ہے۔ اور اس کی رعایتیں کیا ہیں۔ شیخ کی تعلیم کردہ دعائیں سکھائیں اور اس شیخ کے اوراد سکھائیں جس نے خرقہ مبارک پہنایا۔ اسی طرح بلحاظ حالات مرید اور اس کی استطاعت کے لحاظ سے اس کو بھی دوسروں کو خرقہ پہناتے اور وصیت کرنے کی اجازت دیں۔ اس طرح وہ اس حال پر ثابت قدم ہو جائے۔ اس کی توبہ سچی اور پائدار ہو۔ اللہ ہمیں اور تم سب کو اسی بات کی توفیق عطا فرمائے۔ اور

Marfat.com

و اصل خلافت نامہ عربی مذکورہ
فرمان بادشاہ زمانہ، و پروانہ قاضی القضاۃ
قاضی سلیمان پیش سید حسین بن سید
محمود بن سید محمد بن سید علی اللہ بن
سید فضل اللہ است۔ اگر کسے را اشتیاق
دیدن باشد بہ بیند۔

و اولاد سید محمد بن سید علی اللہ (۱)
سید محمود (۲) سید حسین (۳) و سید علی اللہ
المشہور بسید بابو کہ والد کاتب ایں حروف
اند۔ حالیا روضۂ بی بی منت اللہ بنت
سید شاہ ید اللہ محمد محمد الحسینی و بدست
فرزندان سید محمود و بدست سید بابو است۔
و یک پسر تسری (۴) نیز شد۔ نام او
سید احمد است۔ و بی بی امانت اللہ المشہور
بہ بڑی بی بی و بی بی منت اللہ المشہور بہ
بی بی نہنی و بی بی کرام و بی بی رابعہ قوم
سید محمد۔ و بی بی خدیجہ بنت شرف الملک
جدہ کاتب ایں حروف۔ عرس بی بی خدیجہ
بست و ششم ماہ شوال۔ تاریخ وفات
سید محمد از گفتار سید علی اللہ المشہور بہ سید
بابو کہ والد کاتب ایں حروف اند، ظاہر
می شود۔ بیت

چوں پرسند تاریخ نقل ابی
بگویم با شوق باری شد

اللہ علی عظیم کے سوا کسی اور کے ہاتھ میں
نہ طاقت ہے نہ قوت۔ اور اللہ تعالیٰ
اپنے رسول محمدؐ اور ان کی آل پر درود بھیجے۔

اصل عربی خلافت نامہ، بادشاہ
وقت کا فرمان، اور قاضی القضاۃ سلیمان
کا پروانہ یہ سب سید حسین بن سید محمود
بن سید محمد بن علی اللہ بن سید فضل اللہ
کے پاس موجود ہیں۔ اگر کسی کو دیکھنے کا اشتیاق
ہو تو دیکھ سکتا ہے۔

سید محمد بن سید علی اللہ کی اولاد
ہیں (۱) سید محمد (۲) سید حسین (۳)
سید علی اللہ جو سید بابو کے نام سے مشہور
ہیں اور کاتب حروف کے والد ہیں۔ ان
دونوں بی بی منت اللہ بنت سید شاہ ید اللہ
محمد محمد الحسینی کے روضہ کا انتظام سید محمود
کے فرزندوں اور سید بابو کے ہاتھ ہے۔
(۴) ایک اور فرزند بھی تھے۔ ان کا نام تھا
سید احمد۔ (۵) بی بی امانت اللہ جو بڑی
بی بی کے نام سے مشہور ہیں۔ (۶) بی بی
منت اللہ جو نہنی بی بی کے نام سے مشہور
ہیں۔ (۷) بی بی کرام (۸) بی بی رابعہ جو سید
محمد کی بیوی ہیں۔ بی بی خدیجہ بنت شرف الملک
کاتب حروف کی دادی ہیں۔ بی بی خدیجہ
کے عرس کی تاریخ ہے چھبیسویں شوال۔
سید محمد کی وفات کی تاریخ کاتب حروف کے
والد سید علی اللہ مشہور بہ سید بابو کے
کلام سے ظاہر ہو گی۔ فرماتے ہیں ؎

Marfat.com

عرس سید محمد بست و سیوم ماہ ذالحجہ سنہ ثلاثین تسع مایہ ۔ عمر سید محمد ہفتاد و چہار سال بود ۔

اولاد سید محمود بن سید محمد و سید برہ و شاہ علی و شاہ حسین و شاہ حسن و سید محمد ۔ مادر سید برہ بی بی اللہ دینی بنت شیخ محمد ملتانی ؛ مادر باقی فرزنداں بی بی شمسہ بنت سید عبدالاول کہ مادر رضاعی کاتب ایں حروف اند ۔ و قوم سید برہ بوبابی بنت شیخ مخدوم جی بن شیخ محمد ملتانی قادری ۔ تاریخ وفات سید محمد بن سید محمد علی اللہ روز یکشنبہ پیش از غروب دفن دوشنبہ دوم ماہ جمادی الاول سنہ خمسین تسع مایہ ۔ عمر سید محمود شصت سال بود ۔ خلافت و ارادت سید محمود بہ سید علی اللہ بن سید محمود الحسینی است ۔

اولاد سید برہ بن سید محمد شاہ عنایت اللہ، شاہ فرج اللہ، بی بی اللہ دینی منجی، چاند بی بی المشہور بہ بڑی بی بی، بجا بی فاطمہ شاہ صبغۃ اللہ، میاں اسد اللہ، بی بی خدیجہ، بی بی رابعہ، سید محمود شاہ، عنایت اللہ داماد شاہ محمود پسر ملک برید و شاہ

لوگوں نے مجھ سے میرے باپ کی وفات کی تاریخ پوچھی تو میں نے کہا یہ تاریخ "باشوق باری" کے الفاظ سے نکلتی ہے۔ سید محمد کے عرس کی تاریخ ہے بیسویں ذالحجہ ۹۳۰ھ۔ سید محمد کی عمر چوہتر سال تھی۔

سید محمود بن سید محمد کی اولاد ہیں (۱) سید برہ (۲) شاہ علی (۳) شاہ حسین (۴) شاہ حسن (۵) سید محمد۔ سید بڑے کی والدہ بی بی اللہ دینی، شیخ محمد ملتانی کی بیٹی تھیں اور باقی فرزندوں کی والدہ بی بی شمسہ، سید عبدالاول کی بیٹی تھیں۔ بی بی شمسہ کاتب حروف کی رضاعی ماں ہیں۔ سید بڑے کی بیوی بوبابی شیخ مخدوم بن شیخ محمد ملتانی قادری کی بیٹی ہیں۔ سید محمد بن سید محمد علی اللہ کی وفات کا دن ہے یکشنبہ۔ دوسری جمادی الاول ۹۵۰ھ کو آفتاب غروب ہونے سے پہلے ان کی تدفین ہوئی۔ سید محمود کی عمر ساٹھ سال تھی۔ سید محمود مرید اور خلیفہ تھے سید علی اللہ بن سید محمود الحسینی کے۔

سید بڑے بن سید محمد کی اولاد ہیں (۱) شاہ عنایت اللہ (۲) شاہ فرج اللہ (۳) بی بی اللہ دینی (۴) چاند بی بی مشہور بہ بڑی بی بی (۵) بی بی فاطمہ (۶) شاہ صبغۃ اللہ (۷) میاں اسد اللہ (۸) بی بی خدیجہ (۹) بی بی رابعہ (۱۰) سید محمود شاہ

Marfat.com

صبغۃ اللہ داماد قطب شاہ۔ و سید محمود نابالغ است۔ و بی بی اللہ دینی را بہ پسر بزرگ شیخ بدر الدین ملتانی دادہ بودند۔ اسمہ میانجی برحمت حق پیوست۔ لاعقب لہا۔ و چاند بی بی را المشہور بہ بڑی بی بی سید چندن بن سید ظہیر الدین را دادند۔ خونزا فاطمہ را بہ میرزا ندیم اللہ بن مصطفےٰ خاں نبسۂ سید محمود را دادہ۔ و خونزا خدیجہ بسید زین العابدین المشہور شاہ جی بن سید بابو را دادہ۔ و باقی فرزندان در کودکی نقل شدند۔ عرس سید بڑہ پانزدہم ماہ صفر۔

(۱۱) عنایت اللہ داماد شاہ محمود پسر ملک برید۔ (۱۲) شاہ صبغۃ اللہ داماد قطب شاہ (۱۳) سید محمود جو نابالغ ہے۔ بی بی اللہ دینی کی شادی شیخ بدر الدین ملتانی کے بڑے بیٹے سے ہوئی تھی۔ ان کا نام ہے میاں جی۔ ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کے کوئی اولاد نہیں ہے۔ چاند بی بی جو بڑی بی بی کے نام سے مشہور ہیں، سید چندن بن سید ظہیر الدین سے بیاہی گئی تھیں۔ خونزا فاطمہ سید محمود کے نواسے میرزا ندیم اللہ بن مصطفےٰ خاں سے بیاہی گئی تھیں۔ خونزا خدیجہ، سید زین العابدین مشہور بہ شاہ جی بن سید بابو سے بیاہی گئی تھیں۔ باقی لڑکے بچپن ہی میں انتقال کر گئے۔ سید بڑے کے عرس کا روز ہے پندرھویں صفر۔

اولاد شاہ علی بن سید محمود راشدہ است۔ اما نام معلوم نیست۔

اولاد شاہ حسین بن سید محمود شاہ کلیم اللہ، بی بی منت اللہ، بی بی ام سلمہ، بی بی جمال خونزا، رابعہ خونزا، ستی خونزا بتول۔ سید محمود شاہ کلیم اللہ داماد حضرت شاہ علی بن شاہ عبد المن اللہ بن شاہ ابو الحسن اند۔ و توم شاہ حسین بن سید محمود بی بی تنجیل بنت شاہ کلیم اللہ بن شاہ عبد المن اللہ بن شاہ ابو الحسن بن کلیم اللہ بن شاہ من اللہ محمد محمد حسینی گیسو دراز

شاہ علی بن سید محمود کے اولاد ہوئی تھی۔ لیکن ان کے نام معلوم نہ ہو سکے۔

شاہ حسین بن سید محمود کی اولاد ہیں۔ (۱) شاہ کلیم اللہ (۲) بی بی منت اللہ (۳) بی بی ام سلمہ (۴) بی بی جمال خونزا (۵) رابعہ خونزا (۶) ستی خونزا (۷) بتول سید محمود۔ شاہ کلیم اللہ، حضرت شاہ علی بن شاہ عبد المن اللہ بن شاہ ابو الحسن کے داماد ہیں۔ شاہ حسین بن سید محمود کی بیوی بی بی تنجیل شاہ کلیم اللہ بن شاہ عبد المن اللہ بن شاہ ابو الحسن بن کلیم اللہ

Marfat.com

است ۔

اولاد شاہ حسن بن سید محمود خونزا

بی بی فرخندہ المشہور بخونزا رقیہ بی بی و خونزا خدیجہ ۔ شاہ یداللہ المشتہر بہ شاہ بڑہ ۔ سید محمود ۔ بی بی خورشید ۔ تولد خونزا فرخندہ روز چہارشنبہ اول ساعات شب پنجشنبہ ششم ماہ مبارک رمضان سنہ ثمان سبعین تسع مایہ ۔ تولد شاہ یداللہ المشتہر بہ شاہ بڑہ روز پنجشنبہ بست و دویم ماہ مبارک رمضان چہارم ساعات سنہ اربع سبعین تسع مایہ ۔ قوم شاہ حسن مذکور بی بی حجت بنت سید بابو کہ خواہر کاتب ایں حروف است ۔

اولاد بی بی منت اللہ بنت سید محمود ، میرزا ندیم اللہ و سید محمود و بڑی بی بی و بی بی ملکہ ۔ شوہر بی بی منت اللہ ، مصطفےٰ خاں بن سید ندیم اللہ ۔

اولاد سیتی فاطمہ بنت سید محمود

کہ شوہر بی بی فاطمہ سید ولی اللہ بن سید بابو بن سید محمد است ۔ از ایشاں دو دختر یک پسر شدہ بود ۔ از انجملہ دو برحمت حق پیوستند ۔ یک دختر اسمہا نہنی بی بی ماندہ بود ۔ در سنہ ۹۸۵ھ پنجم ماہ شوال روز یکشنبہ وقت عصر نیز نقل کرد ۔ دفن روز دوشنبہ ماہ مذکور ۔ شوہر

بن شاہ من اللہ محمد محمد الحسینی گیسودراز کی بیٹی ہیں ۔

شاہ حسن بن سید محمود کی اولاد

ہیں ۔ (۱) خونزا بی بی فرخندہ مشہور بہ خونزا رقیہ بی بی ۔ (۲) خونزا خدیجہ (۳) شاہ یداللہ مشہور بہ شاہ بڑہ ۔ (۴) سید محمود (۵) بی بی خورشید (۶) خونزا فرخندہ چہارشنبہ کے روز اور پنجشنبہ کی رات کے پہلے پہر چھٹی رمضان سنہ ۹۷۸ھ کو پیدا ہوئیں ۔ شاہ یداللہ مشہور بہ شاہ بڑہ ۔ پنجشنبہ کے روز بائیسویں رمضان سنہ ۹۷۴ھ کو چوتھے پہر پیدا ہوئے ۔ شاہ حسن کی بیوی بی بی حجت ، سید بابو کی بیٹی ہیں اور کاتب حروف کی بہن ہیں ۔

بی بی منت اللہ بنت سید محمود

کی اولاد ہیں ۔ (۱) میرزا ندیم اللہ (۲) سید محمود (۳) بڑی بی بی (۴) بی بی ملکہ ۔ بی بی منت اللہ کے شوہر ہیں مصطفےٰ خاں بن سید ندیم اللہ ۔

سیتی فاطمہ بنت سید محمود کی اولاد

کی تفصیل یہ ہے ۔ بی بی فاطمہ کے شوہر سید ولی اللہ بن سید بابو بن سید محمد ہیں ۔ ان سے دو لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے ۔ ان میں سے دو انتقال کر گئے ۔ ایک لڑکی کا نام نہنی بی بی تھا اور وہی باقی رہ گئی تھیں ۔ وہ بھی پانچویں شوال سنہ ۹۸۵ھ روز یکشنبہ کو عصر کے وقت انتقال کر گئیں

Marfat.com

نہنی بی بی سید مٹھ بن سید کبیر بن سید جعفر بن سید مٹھ مرید شاہ ید اللہ محمد محمد الحسینی گیسو دراز۔ فرزند نہنی بی بی سید ولی تولد در ہشتم ماہ جمادی الآخر سنہ ۹۸۵ھ۔

اولاد بی بی زینب بنت سید محمود میر عبد الاول و دیگر چند فرزندان ہم شدہ بودند۔ نام ایشاں معلوم نیست۔ ہمہ کوچک نقل کردند۔ و شوہر بی بی زینب سید نعمت اللہ بن میاں کلیم اللہ بن میاں نعمت اللہ بن میاں رُوح اللہ است۔ و ارادت سید بڑہ بہ سید محمود بن سید محمد بن شاہ علی اللہ بن سید محمود است۔ و ارادت شاہ علی و شاہ حسین و شاہ حسن بسید محمود است۔ و خلافت سید بڑہ و شاہ حسین نیز بسید محمود است۔ و شاہ حسین بن سید محمد را اولاد نشد۔ وفات سید حسین بن سید محمد در روز عید فطر۔ دفن در روضہ میاں حفظ اللہ است۔ وجہ دفن در روضہ میاں حفظ اللہ آنست کہ بی بی لہری زوجہ پسر میاں حفظ اللہ بودند۔ ایشاں را فرزند نبود۔ میاں حسین مذکور را پسر خود کردہ و تولیت روضۂ مذکور بنام سید حسین کردہ بودند۔ از آں سبب سید حسین را در روضۂ مذکور داشتند۔ بعد وفات سید حسین تولیت روضۂ مذکور از

دوشنبہ کو ان کی تدفین ہوئی۔ نہنی بی بی کے شوہر ہیں سید مٹھ بن سید کبیر بن سید جعفر بن سید مٹھ مرید شاہ ید اللہ محمد محمد الحسینی گیسو دراز ہیں۔ نہنی بی بی کے فرزند سید ولی اللہ ہیں اور وہ آٹھویں جمادی الثانی سنہ ۹۸۵ھ کو پیدا ہوئے ہیں۔

بی بی زینب بنت سید محمود کی اولاد میں عبد الاول۔ اور بھی کچھ لڑکے ہوئے تھے۔ ان کے نام معلوم نہ ہو سکے۔ یہ سب کے سب بچپن ہی میں انتقال کر گئے۔ بی بی زینب کے شوہر سید نعمت اللہ بن میاں کلیم اللہ بن میاں نعمت اللہ بن میاں روح اللہ ہیں۔ سید بڑہ مرید ہیں سید محمود بن سید محمد بن شاہ علی بن سید محمود کے۔ شاہ علی اور شاہ حسین اور شاہ حسن، سید محمود کے مرید ہیں۔ سید بڑہ اور شاہ حسین کو خلافت بھی سید محمود ہی سے حاصل ہے۔ شاہ حسین بن سید محمد کے اولاد نہیں ہوئی۔ سید حسین بن سید محمد نے عید الفطر کے روز وفات پائی۔ میاں حفظ اللہ کے روضے میں دفن ہوئے۔ میاں حفظ اللہ کے روضے میں دفن ہونے کی وجہ یہ ہوئی کہ ان کی بیوی بی بی لہری میاں حفظ اللہ کی بیٹی تھیں۔ ان کے کوئی لڑکا نہ تھا۔ میاں حسین کو اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔ اسی وجہ سے سید حسین کو ان کے روضہ میں دفن کیا گیا۔ سید حسین کی وفات کے بعد

Marfat.com

دیوان بنام برادر حقیقی سید حسین که سید بابو اند ۔

روضۂ مذکور کی تولیت دیوان شاہی سے سید حسین کے سگے بھائی سید بابو کے نام لکھی گئی۔

سید بابو بن سید محمد راکه والد کاتب این حروف اند ۔ اولاد بسیار شده بود۔ بست نفر۔ در حال کودکی اکثر نقل کردند۔ اما بزرگ پنج شدند۔ سید الله و سید ولی الله و سید زین العابدین المشهور به شاه جی و سید من الله کاتب این حروف است ۔ و بی بی حجت ۔

سید بابو بن سید محمد کاتب حروف کے والد قریب ہیں۔ ان کے بہت اولاد ہوئی تھی۔ تقریباً بیس بچے ہوئے تھے۔ ان میں سے اکثر بچپن ہی میں انتقال کر گئے۔ صرف پانچ بڑے ہوئے۔ (۱) سید اللہ (۲) سید ولی اللہ (۳) سید زین العابدین مشہور بہ شاہ جی (۴) سید من اللہ کاتب حروف (۵) بی بی حجت ۔

سید الله را اولاد نشد ۔ و عرس سید الله سیزدهم ماه شوال۔ و سید زین العابدین را یک دختر۔ نامش بی بی حجت۔ تولد بی بی حجت در ماه شعبان ۹۸۵ھ نقل بی بی فاطمه بنت سید محمد المشهور به نانه میا در ماه شعبان ۹۸۵ھ ۔ و عرس بی بی حجت بنت سید بابو دوم ماه شعبان تفصیل اولاد بی بی حجت بالا مذکور شده است ۔

سید اللہ کے اولاد نہیں ہوئی۔ سید اللہ کے عرس کا روز ہے تیرھویں شوال سید زین العابدین کے ایک لڑکی ہے۔ اس کا نام ہے بی بی حجت ۔ بی بی حجت کی وفات شعبان ۹۸۵ھ میں ہوئی۔ بی بی فاطمہ بنت سید محمد مشہور بہ نانا میاں کی وفات شعبان ۹۸۵ھ میں ہوئی۔ بی بی حجت بنت سید بابو کے عرس کا روز ہے دوسری شعبان ۔ بی بی حجت کی اولاد کی تفصیل اوپر بیان ہو چکی ہے ۔

سید ولی را دو دختر و یک پسر شده بود ۔ از آں جمله دو برحمت حق پیوستند۔ یک دختر اسمه نهنی بی بی مانده بود۔ تفصیل ایشان بالا مذکور نیز شده است ۔ و عرس سید ولی بستم ماه ذی القعده ۔

سید ولی کے دو بیٹیاں اور ایک لڑکا ہوا تھا۔ ان میں سے دو کا انتقال ہو گیا۔ ایک بیٹی جن کا نام نہنی بی بی تھا باقی رہ گئی تھیں ۔ ان کی اولاد کی تفصیل بھی اوپر بیان ہو چکی ہے ۔ سید ولی کے عرس کا روز بیسویں ذیقعدہ ہے ۔

Marfat.com

واولاد سید من اللہ کہ کاتب ایں
حروف است سید محمود و بی بی منت اللہ
تولد سید محمود بتاریخ ہفدہم ماہ صفر ہفتم
طاس شب چہار شنبہ ۹۷۶ھ سنہ سبعین تسع
مایہ است ۔ و قوم سید من اللہ کہ کاتب
ایں حروف است خونزا ام ہانی بنت میاں
رفیع اللہ بن مخدوم جی بن شیخ محمد ملتانی ۔

تولد سید علی اللہ المشہور بسید بابو
کہ والد کاتب ایں حروف اند در پنجم ماہ
ذیقعدہ در سنہ اثنی عشر تسع مایہ ۔

خلیفہ ہائے سید بابو کہ والد کاتب
ایں حروف اند مخدوم جی و شیخ عبد اللہ
بن شیخ یوسف خیری ۔ و نبسۂ شیخ یوسف
پسر میاں محمد و قاضی علی بن قاضی محمد
محتسب ۔ و ایں کاتب حروف را و برادرم
سید زین العابدین را اوراد و ذکر دو حلقی
دادہ و خلافت مرحمت فرمودند ۔ و ایں
کاتب الحروف و برادرم سید زین العابدین
و قاضی علی مذکور را ذکر دو حلقی از پدر کاتب
الحروف سید بابو است ۔ و سید بابو را از
پدر خود سید محمد و سید محمد را از پدر خود سید
علی اللہ و سید علی اللہ از شاہ ید اللہ محمد
محمد الحسینی قدس اللہ سرہم ہست ۔ و خلافت
نامہ کہ شیخ عبد اللہ بن شیخ یوسف خیری
عطا شدہ بود تعلیق آں اینست ۔

سید من اللہ جو ان حروف کا لکھنے والا
ہے، اس کی اولاد ہیں (۱) سید محمود (۲)
بی بی منت اللہ ۔ سید محمود کی تاریخ ولادت
ہے ساتویں صفر ۹۷۶ھ ۔ چہار شنبہ کی
رات، سات بجے ۔ کاتب حروف کی بیوی
ہیں خونزا ام ہانی بنت میاں رفیع الدین
بن مخدوم جی بن شیخ محمد ملتانی ۔

ان حروف کے لکھنے والے کے والد
سید علی اللہ مشہور بہ سید بابو پانچویں
ذیقعدہ ۹۱۲ھ کو تولد ہوئے ۔

ان حروف کے لکھنے والے کے والد
سید بابو کے خلفاء ہیں (۱) مخدوم جی (۲)
شیخ عبد اللہ بن شیخ یوسف خیری (۳)
شیخ یوسف کے نواسے اور میاں محمد کے
بیٹے (۴) قاضی علی بن قاضی محمد محتسب ۔
(۵) اس حروف کے کاتب اور اس کے بھائی
(۶) سید زین العابدین کو اوراد اور ذکر
دوحلقی کی اجازت دی اور خلافت عطا فرمائی ۔
ان حروف کے کاتب اور اس کے بھائی سید
زین العابدین اور قاضی علی کو ذکر دوحلقی کی
ان حروف کے لکھنے والے کے والد سید بابو
سے حاصل ہے ۔ سید بابو کو اس کی اجازت
اپنے والد سید محمد سے اور سید محمد کو اپنے والد
سید علی اللہ سے اور سید علی اللہ کو شاہ
ید اللہ محمد محمد الحسینی قدس اللہ سرہ سے ملی
تھی ۔ شیخ عبد اللہ بن شیخ یوسف خیری کو جو خلافت
نامہ لکھ کر عطا فرمایا تھا وہ یہاں نقل کیا جاتا ہے:

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذی البس الخرقة
الجشتنیه علی الفقراء الصابرین۔
وکساهم مرقعه الصوفیه علی العارفین
والصلواة علی رسوله المفتوح بتاج
الفقر من بنی عدنان وعلی اٰله و
اصحابه فارحین بالفقر فی جمیع
الازمان۔

وبعد فیقول الداعی الی الله
الصمد علی الله بن قطب العارفین
والسالکین سید محمد المشهور با
سید بابو البست خرقه الشریفة
الجشتیه بعد الشرایط والتوجه
الی الله الابن الاخی الدینیه شیخ
عبد الله بن الشیخ العارف الکامل
والعامل الواحد الشیخ یوسف۔
وانا لبستها من شیخی وامامی و
والدی ومرشدی سید محمد
وهو قد لبستها من امامه ووالده
السید علی الله وهو قد لبستها من
مرشد الانام المخدوم المطاع
اللازم اتباع شاہ ید الله محمد محمد
الحسینی الحسنی گیسو دراز رضی الله عنه۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے
صابر فقیروں کو خرقہ چشتیہ پہنایا۔ اور
عارفین کو صوفیاء کا مرقع پہنایا۔ اور درود
اس کے رسولؐ پر جنھیں بنی عدنان میں سے
تاج فقرا کے لئے چن لیا گیا اور ان کے
آل واصحاب پر جو ہر زمانے میں اپنی فقیری
میں خوش رہے۔

اما بعد، اللہ الصمد کی طرف بلانے
والا علی اللہ بن قطب العارفین والسالکین
سید محمد المشہور بہ سید بابو کہتا ہے، میں نے
اپنے دینی بھتیجے شیخ عبد اللہ بن شیخ یوسف
کو بعد تکمیل شرائط وتوجہ الی اللہ یہ خرقہ
پہنایا۔ اور میں نے خود اپنے شیخ، امام،
والد اور مرشد سید محمد سے خرقہ پہنا تھا۔
اور انھوں نے اپنے والد اور امام سید علی اللہ
سے پہنا تھا اور انھوں نے مخلوق کے مرشد،
مخدوم، مطاع، اور جن کی اطباع لازم ہے
یعنی شاہ ید اللہ محمد محمد الحسینی والحسنی
گیسو دراز رضؓ سے پہنا۔

خلافت وارادت سید بابو بخواجه
ابوالفتح الثانی محمد علی الله محمد الحسینی۔

اولاد سید احمد بن سید محمد، سید
عبد الله و بی بی منت الله۔ واز منکوحه

سید بابو مرید اور خلیفہ تھے خواجہ
ابوالفتح الثانی محمد علی اللہ محمد الحسینی کے۔

سید احمد بن سید محمد کی اولاد ہیں (۱)
سید عبد اللہ (۲) بی بی منت اللہ دوسری

Marfat.com

دیگر رابعہ و ام الخیر و کرامت اللہ و سید صمد ۔ مادر سید عبداللہ و بی بی منت اللہ دختر سید ابراہیم و نبسۂ میاں جعفر بن میاں شبلی ۔ خلافت و ارادت سید احمد بہ سید محمد علی اللہ محمود الحسینی است ۔

بیوی سے (۳) رابعہ (۴) ام الخیر (۵) کرامت اللہ (۶) سید صمد ۔ سید عبداللہ اور بی بی منت اللہ کی ماں میاں جعفر بن میاں شبلی کے نواسے سید ابراہیم کی بیٹی تھیں ۔

بڑی بی بی بنت سید محمد را دو دختر شدہ بود ۔ یکے بی بی ڈلیہ پیش از نکاح مرد ۔ دوم بی بی لاڈلی کہ منکوحہ حاجی عثمان ابن عبدالرحمن شرف جہاں بود ۔ از و یک دختر شدہ بود مرد ۔ آخر بی بی لاڈلی ہم لاولد مردند ۔ شوہر بڑی بی بی مولانا خدا بخش بن قاضی سلیمان فخر شریف ۔ بی بی نہنی را اولاد نشد ۔ شوہر بی بی نہنی سید نظام الدین غریب استرابادی ۔ و بی بی رابعہ را ہم اولاد نشد ۔ شوہر بی بی رابعہ سید یمین بن سید احمد بن سید زین العابدین بن سید احمد حرفی شرف جہاں ۔ لاعقب لہ ۔

بڑی بی بی بنت سید محمد کے دو لڑکیاں ہوئی تھیں ۔ ایک بی بی ڈلیہ ۔ شادی سے پہلے ہی ان کا انتقال ہو گیا ۔ دوسری بی بی لاڈلی ۔ یہ حاجی عثمان ابن عبدالرحمن شرف جہاں کی بیوی تھیں ۔ ان سے ایک لڑکی ہوئی تھی جو مر گئی ۔ آخر بی بی لاڈلی بھی لاولد مریں ۔ بڑی بی بی کے شوہر مولانا خدابخش بن قاضی سلیمان فخر جہاں تھے ۔ بی بی نہنی کے اولاد نہیں ہوئی ۔ بی بی نہنی کے شوہر سید نظام الدین غریب استرآبادی تھے ۔ بی بی رابعہ کے بھی اولاد نہیں ہوئی ۔ بی بی رابعہ کے شوہر تھے سید احمد بن سید زین العابدین بن احمد حرفی شرف جہاں ۔ ان کے کوئی اولاد نہیں ہوئی ۔

اولاد بی بی اکرام، بی بی بتول و بی بی رانی ۔ اولاد بی بی بتول شیخ علی و چاند بی بی المشتہر بہ بی بی ۔ و خونزا ام ہانی کہ منکوحہ کاتب ایں حروف است ۔ و خونزا آمنہ ۔ و بی بی شکور ۔ و بی بی فاطمہ ۔ و بی بی خدیجہ و بی بی سفیر اللہ ۔ نام زوج بی بی اکرام سید برہ ۔

بی بی اکرام کی اولاد ہیں (۱) بی بی بتول (۲) بی بی رانی ۔ بی بی بتول کی اولاد ہیں (۱) شیخ علی (۲) چاند بی بی مشہور بہ بی بی (۳) خونزا ام ہانی جو ان حروف کے کاتب کے نکاح میں ہیں (۴) خونزا آمنہ (۵) بی بی شکور (۶) بی بی فاطمہ (۷) بی بی خدیجہ

Marfat.com

عرس بی بی اکرام سیوم ماہ ذی الحجہ۔ و بی بی بتول بنت بی بی اکرام منکوحہ شیخ رفیع اللہ بن مخدوم جی بن شیخ محمد ملتانی۔

(۸) بی بی سغیر اللہ۔ بی بی اکرام کے شوہر کا نام ہے سید بڑہ۔ بی بی اکرام کے عرس کا روز ہے تیسری ذالحجہ۔ بی بی اکرام کی بیٹی بی بی بتول شیخ رفیع اللہ بن مخدوم جی بن شیخ محمد ملتانی سے بیاہی گئیں۔

اولاد بی بی رانی میاں علاء الدین ویک دختر اسمہا نور بی بی۔ بی بی رانی مذکورہ منکوحہ میاں شہاب الدین است کہ خواہر زادۂ سید بڑہ مذکور است۔

بی بی رانی کی اولاد ہیں (۱) میاں علاء الدین اور (۲) ایک لڑکی جس کا نام ہے نور بی بی۔ بی بی رانی میاں شہاب الدین کی بیوی تھیں اور میاں شہاب الدین سید بڑھے کے بھانجے ہیں۔

اولاد سید راجا بن سید علی اللہ سید اللہ داد۔ و ارادت سید راجا بہ سید علی اللہ محمود الحسینی است۔ و خلافت سید راجا بہ سید محمد علی اللہ محمود الحسینی است۔ و عمر میاں راجا چہل و نہ سال نام مادر سید اللہ داد بی بی رحمت۔ ارادت سید اللہ داد بحضرت شاہ ابوالحسن

سید راجا بن سید علی اللہ کی اولاد ہیں سید اللہ داد۔ سید راجا مرید ہیں سید علی اللہ محمود الحسینی کے۔ سید راجا کو خلافت بھی سید علی اللہ محمود الحسینی ہی سے ملی ہے۔ میاں راجہ کی عمر (۴۹) سال ہے۔ سید اللہ داد کی والدہ کا نام ہے بی بی رحمت۔ سید اللہ داد حضرت شاہ ابوالحسن کے مرید ہیں۔

اولاد سید اللہ داد میاں راجا، میاں محمود، میاں من اللہ و بی بی منت اللہ و یک دختر از منکوحۂ دیگر۔ و یک پسر از محل کلاں کہ تسری است۔ نام او میاں احمد۔

سید اللہ داد کی اولاد ہیں (۱) میاں راجا (۲) میاں محمود (۳) میاں من اللہ (۴) بی بی منت اللہ (۵) ایک اور لڑکی دوسری بیوی سے ہے اور (۶) ایک اور لڑکا بڑے محل سے ہے جس کا نام میاں احمد ہے۔

اولاد بی بی پارسا قوم سید بابو بن سید عنایت اللہ چو لاعقب لہا۔

سید بابو بن سید عنایت اللہ کی بیوی بی بی پارسا کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

Marfat.com

بی بی سلام اللہ بنت سید علی اللہ بن فضل اللہ را بسید احمد بن سید زین العابدین بن سید احمد حرفی شرف جہانی دادہ بودند و سید احمد را یک پسر شد ۔ اسمہ سید یمین ۔ لاعقب لہ ۔

بی بی نفیسہ بنت سید علی اللہ بن سید فضل اللہ را بطاہر خاں جگا جوت دادہ بودند کہ نام او سید تاج الدین بود ۔ از ایشاں یک پسر شد ۔ آں ہم طاہر خاں نا شد ۔ اسمہ محمد ۔ و یک دختر شد ۔ نامش آفا بی بی ۔ پسر محمد طاہر خاں نامش خدا بخش ۔ از تسری دختر شدہ اسمہا سلکی ۔ و پسر خدا بخش سید میراں ۔ و آفا بی بی را یک دختر بوبو جی نام بود ۔ بوبو جی را نیز یک دختر بود ۔ نام او بی بی فاطمہ کہ در خانۂ شیخ ابراہیم است ۔

اولاد بی بی حجت بنت بوبو منت اللہ بنت شاہ ید اللہ ہفت دختر و دو پسر بی بی حمد اللہ ، و بی بی لاڈلی و بی بی پارسا و خونزا بتول ۔ نام یک دختر و دو پسر معلوم نیست ۔ بی بی حجت منکوحہ سید جمال الدین است ۔

بی بی سلام اللہ بنت سید علی اللہ بن فضل اللہ کو سید احمد بن زین العابدین بن سید احمد حرفی شرف جہانی سے بیاہی گئی تھیں ۔ سید احمد کے ایک لڑکا ہوا جس کا نام سید یمین ہے ۔ اس کے کوئی اولاد نہیں ۔

بی بی نفیسہ بنت سید علی اللہ بن سید فضل اللہ طاہر خاں جگا جوت سے بیاہی گئی تھیں ۔ ان کا نام سید تاج الدین ہے ۔ ان سے ایک لڑکا ہوا ۔ اس نے بھی طاہر خاں خطاب پایا ۔ اس کا نام محمد ہے ۔ ایک لڑکی بھی ہوئی تھی ۔ اس کا نام ہے آفا بی بی ۔ محمد طاہر خاں کے بیٹے کا نام ہے خدا بخش جو دوسری بیوی سے ہوا تھا ۔ بیٹی بھی تھی اس کا نام سلکی تھا ۔ خدا بخش کے بیٹے کا نام سید میراں ۔ آفا بی بی کے ایک لڑکی تھی جس کا نام بوبو جی تھا ۔ بوبو جی کے بھی ایک لڑکی تھی ۔ اس کا نام فاطمہ ہے اور یہ شیخ ابراہیم سے بیاہی گئی ۔

بی بی حجت اللہ بنت بوبو منت اللہ شاہ ید اللہ کی اولاد میں سات لڑکیاں اور دو لڑکے ہیں ۔ (۱) بی بی حمد اللہ ۔ (۲) بی بی لاڈلی (۳) بی بی پارسا (۴) خونزا بتول ایک لڑکی اور دو لڑکوں کے نام معلوم نہ ہو سکے ۔ بی بی حجت ، سید جمال الدین کی منکوحہ ہیں ۔

Marfat.com

اولاد بی بی پارسا بی بی منت اللہ
المشہور بہ بوبو جی کہ منکوحہ شاہ عبدالمن اللہ
بن شاہ ابوالحسن بن شاہ کلیم اللہ بن
شاہ من اللہ است۔

اولاد خونزا بتول بی بی تنجیل کہ توم
شاہ ابوالحسن بن شاہ کلیم اللہ بن شاہ
من اللہ۔ خصم خونزا بتول شاہ اصغر پسر
زادۂ شاہ سفیر اللہ بزرگ بن محمد محمد حسینی
گیسو دراز ۔ فرزندان بی بی جھونکہ بنت
حضرت بوبو منت اللہ بنت شاہ ید اللہ
سید احمد بن سید زین العابدین بن سید
احمد حرفی شرف جہانی ۔

اولاد بی بی حقت اللہ بنت حضرت
بوبو منت اللہ بنت شاہ ید اللہ کہ خصم
ایشاں میاں روح اللہ اند' میاں
کلمۃ اللہ' و سید نعمت اللہ۔

اولاد کلمۃ اللہ بن میاں روح اللہ
میاں راجو و بی بی سلام اللہ۔

اولاد نعمت اللہ بن میاں روح اللہ
سید کلیم اللہ و میاں سالار و یک دختر
اسمہا بی بی ام الدین قوم میاں عطاء اللہ
تلکھائی۔ واز محل دیگر میاں عبداللہ
و میاں حیدر و بی بی صفت اللہ۔ میاں
حیدر و میاں عبداللہ۔ لاعقب لہما۔

بی بی پارسا بنت بی بی منت اللہ
مشہور بہ بوبو جی، شاہ عبدالمن اللہ
بن شاہ ابوالحسن بن شاہ کلیم اللہ بن
من اللہ کی منکوحہ تھیں۔

خونزا بتول کی اولاد میں بی بی تنجیل
ہیں جو شاہ ابوالحسن بن شاہ کلیم اللہ بن
شاہ من اللہ کی منکوحہ ہیں۔ خونزا بتول
کے شوہر شاہ اصغر ہیں جو شاہ سفیر اللہ
بزرگ بن محمد محمد حسینی گیسو دراز کے پوتے
ہوتے ہیں۔ بی بی جھونکہ بنتِ حضرت
بوبو منت اللہ بنت شاہ ید اللہ کے
فرزندوں میں سید احمد بن سید زین العابدین
بن سید احمد حرفی شرف جہانی ہیں۔

بی بی حقت اللہ بنت حضرت بوبو
منت اللہ بنت شاہ ید اللہ کی اولاد
ہیں (۱) کلمۃ اللہ (۲) سید نعمت اللہ۔
بی بی حقت اللہ کے شوہر میاں روح اللہ
ہیں۔

کلمۃ اللہ بن میاں روح اللہ کی
اولاد ہیں (۱) میاں راجو اور (۲) بی بی
سلام اللہ۔

نعمت اللہ بن میاں روح اللہ کی
اولاد ہیں (۱) سید کلیم اللہ (۲) میاں
سالار اور (۳) ایک لڑکی جس کا نام
بی بی اُمّ الدین ہے۔ یہ میاں عطاء اللہ
تلکھائی کی بیوی ہیں۔ دوسرے محل سے
ہیں (۴) میاں عبداللہ (۵) میاں حیدر

Marfat.com

و بی بی صفت اللہ را بہ میاں خدا بخش بن
سید تاج الدین جگا جوت نکاح کردہ بودند۔
عرس میاں نعمت اللہ بن روح اللہ
چہاردہم ماہ صفر۔ ارادت سید نعمت اللہ
بن روح اللہ بہ بندگی شاہ من اللہ محمد
محمد حسینی گیسو دراز۔

(۶) بی بی صفت اللہ۔ میاں حیدر اور
میاں عبداللہ کے اولاد نہیں ہوئی۔ بی بی
صفت اللہ کا بیاہ میاں خدا بخش بن سید
تاج الدین جگا جوت سے ہوا تھا۔ میاں
نعمت اللہ بن روح اللہ کے عرس کا روز
ہے چودھویں صفر۔ سید نعمت اللہ بن
روح اللہ مرید تھے بندگی شاہ من اللہ
محمد محمد حسینی گیسو دراز کے۔

اولاد سید کلیم اللہ بن سید نعمت اللہ

از دختر سید مسعود کہ جد مادر ایں کاتب
اند۔ بی بی ملوک۔ و بی بی تاج۔ و سید
نعمت اللہ کہ حالیا روضۂ میاں عبداللہ
بدست اوست۔ و از منکوحہ دیگر سید محمد
و سید راجو و سید عبداللہ مجذوب۔ ارادت
و خلافت سید کلیم اللہ بن سید نعمت اللہ
بہ بندگی شاہ علی اللہ بن سید محمود فضل اللہ
الحسینی است۔ عرس سید کلیم اللہ بن
میاں سید نعمت اللہ نہم ماہ ذوالقعدہ۔

سید کلیم اللہ بن سید نعمت اللہ
کی اولاد جو سید مسعود کی صاحبزادی
اور ان حروف کے کاتب کی والدہ کی
دادی سے ہوئی یہ ہے (۱) بی بی ملوک
(۲) بی بی تاج (۳) سید نعمت اللہ۔
میاں عبداللہ کے روضے کا انتظام آج
کل ان ہی کے ہاتھ میں ہے۔ دوسری بیوی
سے جو اولاد ہوئی ان کے نام یہ ہیں (۴)
سید محمد (۵) سید راجو (۶) سید عبداللہ
مجذوب۔ سید کلیم اللہ بن سید نعمت اللہ
مرید اور خلیفہ ہیں بندگی شاہ علی اللہ
بن سید محمود فضل اللہ الحسینی کے۔ سید
کلیم اللہ بن میاں سید نعمت کے عرس کا
روز ہے نویں ذیقعدہ۔

اولاد میاں سالار بن میاں نعمت اللہ

میاں اسماعیل و بی بی منت اللہ۔ میاں
اسماعیل را اولاد نشد۔ و بی بی منت اللہ
را بہ میاں عبداللہ لام جہرنہ دادہ بودند۔ از
ایشاں اولاد ہست۔ ارادت و خلافت

میاں سالار بن میاں نعمت اللہ

کی اولاد ہیں (۱) میاں اسماعیل (۲) بی بی
منت اللہ۔ میاں اسماعیل کے اولاد نہیں
ہوئی۔ بی بی منت اللہ کی شادی میاں
عبداللہ لام جہرنہ سے ہوئی تھی۔ ان سے

Marfat.com

میاں سالار بشاہ علی اللہ بن سید محمود
فضل اللہ الحسینی است ۔ فرزند میاں نعمت اللہ
بن میاں کلیم اللہ میر عبد الاول ۔

اولاد تاج بی بی بوبوجی ۔ اولاد بی بی
ملکہ سید مخدوم و سید حسین و بی بی بڈھن ۔
و فرزندان شاہ من اللہ محمد محمد حسینی
بسیار اند ۔ انچہ مولف ایں حروف را معلوم
شد تحریر نمود ۔

اولاد شاہ من اللہ شاہ محمد المشہور
شاہ کالے ۔ شاہ احمد و شاہ کلیم اللہ و
شاہ سمیر اللہ ، شاہ گدائی شاہ ، شاہ
کرامت اللہ ۔ خلافت و ارادت شاہ
من اللہ بشاہ ید اللہ محمد محمد حسینی گیسو دراز
است ۔ و عرس شاہ من اللہ بتاریخ
ہفتم ماہ ربیع الاول ۔
اولاد شاہ کلیم اللہ بن شاہ من اللہ
شاہ ابو الحسن ، شاہ فصیح اللہ ، شاہ عتیق اللہ
مجذوب و میاں عبد اللہ و میاں انور و میاں
نبو و دیگر چند شہید شدند ۔ ارادت و خلافت
میاں کلیم اللہ بشاہ من اللہ ۔ عرس میاں
کلیم اللہ دوازدہم ماہ ربیع الآخر ۔

اولاد شاہ ابو الحسن میاں عبد المن اللہ
بینت بی بی تجیل ۔ و یک دختر اسمہا بی بی

اولاد ہے ۔ میاں سالار مرید اور خلیفہ ہیں
شاہ علی بن سید محمود فضل اللہ الحسینی
کے ۔ میاں نعمت اللہ بن میاں کلیم اللہ
کے فرزند ہیں میر عبد الاول ۔
تاج بی بی کی اولاد میں بی بی بوبوجی
ہیں ۔ بی بی ملکہ کی اولاد ہیں (۱) سید مخدوم
(۲) سید حسین (۳) بی بی بڈھن ۔
شاہ من اللہ محمد محمد حسینی کے فرزند
بہت ہیں ۔ ان حروف کے کاتب کو جن جن
کے نام معلوم ہو سکے وہ اس نے لکھ دیئے ہیں ۔
شاہ من اللہ کی اولاد ہیں (۱) شاہ
محمد مشہور بہ شاہ کالے (۲) شاہ احمد (۳)
شاہ کلیم اللہ (۴) شاہ سمیر اللہ (۵) شاہ
گدائی شاہ (۶) شاہ کرامت اللہ ۔ شاہ
من اللہ مرید اور خلیفہ ہیں شاہ ید اللہ محمد
محمد حسینی گیسو دراز کے ۔ شاہ من اللہ کے
عرس کا روز ہے ساتویں ربیع الاول ۔
شاہ کلیم اللہ بن شاہ من اللہ کی
اولاد ہیں (۱) شاہ ابو الحسن (۲) شاہ
فصیح اللہ (۳) شاہ عتیق اللہ مجذوب ۔
(۴) میاں عبد اللہ (۵) میاں انور (۶)
میاں نبو ۔ اور بھی لڑکے تھے جو شہید ہوئے ۔
میاں کلیم اللہ مرید اور خلیفہ ہیں شاہ من اللہ
کے ۔ میاں کلیم اللہ کے عرس کا روز ہے بارھویں
ربیع الاول ۔
شاہ ابو الحسن کی اولاد ہیں (۱) میاں
عبد المن اللہ (۲) بی بی تجیل (۳) اور ایک

Marfat.com

عائشہ از محل دیگر۔ منکوحۂ میاں سفیراللہ الثانی۔ خلافت وارادت شاہ ابوالحسن بہ شاہ کلیم اللہ۔ وعرس شاہ ابوالحسن بتاریخ بست چہارم ماہ صفر۔

بیٹی جس کا نام بی بی عائشہ ہے دوسرے محل سے ہے۔ اس کا نکاح میاں سفیراللہ ثانی سے ہوا۔ شاہ ابوالحسن مرید اور خلیفہ ہیں شاہ کلیم اللہ کے۔ ان کے عرس کا روز ہے چوبیسویں صفر۔

اولاد شاہ عبدالمن اللہ۔ سید کلیم اللہ، وسید میاں وشاہ علی و خونزا بوبو کہ منکوحۂ شاہ اسداللہ بن شاہ سفیراللہ ثانی۔ وسہ پسر ویک دختر در ایام شیرخوارگی رحلت کردند۔ ارادت شاہ عبدالمن اللہ بشاہ ابوالحسن۔ حضور شاہ ابوالحسن برحمت حق پیوستند۔ عرس شاہ عبدالمن اللہ بتاریخ ششم ماہ ذوالقعدہ۔

شاہ عبدالمن اللہ کی اولاد ہیں (۱) سید کلیم اللہ (۲) سید میاں (۳) شاہ علی (۴) خونزا بوبو جن کا نکاح شاہ اسداللہ بن شاہ سفیراللہ ثانی سے ہوا۔ تین بیٹوں اور ایک بیٹی کا ایام شیرخوارگی ہی میں انتقال ہوگیا۔ شاہ عبدالمن اللہ مرید اور خلیفہ ہیں شاہ ابوالحسن کے۔ یہ شاہ ابوالحسن کی زندگی ہی میں انتقال کر گئے۔ شاہ عبدالمن اللہ کے عرس کا روز ہے چھٹی ذیقعدہ۔

اولاد سید میاں، شاہ محمد کہ حالیا روضۂ شاہ من اللہ محمد محمد حسینی گیسودراز بدست ایشاں است۔ و بی بی مریم وخصم ایشاں شاہ نصیرالدین بن شاہ حسن۔ وارادت سید میاں بشاہ ابوالحسن۔ و عرس سید میاں بتاریخ غرہ ماہ رجب۔ بنت شاہ کلیم اللہ بی بی تنجیل۔ خصم بی بی تنجیل شاہ حسین بن سید محمود وارادت شاہ کلیم بحضرت شاہ ابوالحسن۔

سید میاں کی اولاد ہیں (۱) شاہ محمد۔ شاہ من اللہ محمد محمد حسینی گیسودراز کے روضے کا انتظام آج کل ان ہی کے ہاتھ میں ہے۔ (۲) بی بی مریم۔ ان کے شوہر ہیں نصیرالدین بن شاہ حسن۔ سید میاں مرید اور خلیفہ ہیں شاہ ابوالحسن کے۔ سید میاں کے عرس کا روز ہے پہلی رجب۔ شاہ کلیم اللہ کی بیٹی بی بی تنجیل ہیں۔ ان کے شوہر شاہ حسین بن سید محمد۔ شاہ کلیم اللہ مرید ہیں شاہ ابوالحسن کے۔

اولاد شاہ علی، شاہ ابوالحسن ثانی

شاہ علی کی اولاد ہیں (۱) شاہ ابوالحسن ثانی

Marfat.com

که حالیا خانقاه شاه من الله بدست اینانست و بی بی رضا خاتون وخصم ایشان شاه کلیم الله بن شاه حسین بن سید محمود بن سید علی الله محمود فضل الله حسینی . و شاه ابوالحسن ثانی و بی بی رضا خاتون مذکور بن بنسه و نبیسه شاه سفیر الله ثانی اند . خلافت و ارادت شاه علی بشاه فصیح الله . و عرس شاه علی بتاریخ شانزدهم ماه رمضان .

شاہ من اللہ کی خانقاہ کا انتظام آج کل ان ہی کے ہاتھ میں ہے ۔ (۲) بی بی رضا خاتون ۔ ان کے شوہر ہیں شاہ کلیم اللہ بن شاہ حسین بن سید محمود بن سید علی اللہ محمود فضل اللہ حسینی ۔ مذکورہ شاہ ابوالحسن ثانی اور بی بی رضا خاتون نواسہ اور نواسی ہیں شاہ سفیر اللہ ثانی کے ۔ شاہ علی مرید اور خلیفہ ہیں شاہ فصیح اللہ کے ۔ شاہ علی کے عرس کا روز ہے سولھویں رمضان ۔

فرزند خونزا بوبو شاه عسکر بن شاه اسد الله بن شاه سفیر الله الثانی . و اولاد شاه کرامت الله بالا مذکور شده است .

خونزا بوبو کے فرزند ہیں شاہ عسکر بن شاہ اسد اللہ بن شاہ سفیر اللہ ثانی شاہ کرامت اللہ کی اولاد کا ذکر اوپر درج ہو چکا ہے ۔

اولاد شاه سمیر الله بن شاه زین العابدین ، بی بی حجة الله المشهور به منجهلی بی بی و بی بی حمایت الله و بی بی رضا خاتون و بی بی بهابهو . قوم شاه زین العابدین ، بی بی بڈهن بنت قاضی سلیمان . خصم بی بی حجة الله که مشهور به منجهلی بی بی است سید مسعود که جد کاتب این حروف است بن سید ممن بن سید خوندمیر بن سید ممن سنگ رڈهول و عرس سید مسعود به بستم ماه شعبان . وخصم بی بی حمایت الله سید موسی نبسهٔ شاه من الله . و والد سید موسی و سید عیسی و سید ابن سید احمد اند . وجده سید موسی و سید عیسی و سید ابن آسمها

شاہ سمیر اللہ بن شاہ زین العابدین کی اولاد ہیں (۱) بی بی حجۃ اللہ مشہور بہ بی بی منجھلی ۔ (۲) بی بی حمایت اللہ (۳) بی بی رضا خاتون (۴) بی بی بھابھو شاہ زین العابدین کی بیوی ہیں بی بی بڈھن ۔ اور یہ قاضی سلیمان کی بیٹی ہیں ۔ بی بی حجتۃ اللہ مشہور بہ منجھلی بی بی کے شوہر سید مسعود بن سید ممن بن سید خوندمیر بن سید ممن سنگ رڈھول ۔ سید مسعود رشتے میں ان حروف کے کاتب کے ایک دادا ہوتے ہیں ۔ سید مسعود کے عرس کا روز ہے بیسویں شعبان ۔ بی بی حمایت اللہ کے شوہر ہیں سید موسیٰ ۔ یہ نواسے ہیں شاہ من اللہ کے ۔ بی بی بھابو کے شوہر ہیں سید ابن

Marfat.com

بوا بی بی معلمہ شیخ محمد ملتانی ۔ خلافت و ارادت شاہ سمیر اللہ بشاہ من اللہ محمد محمد حسینی گیسودراز و عرس شاہ سمیر اللہ بست سیوم ماہ ذوالقعدہ ۔

و شاہ من اللہ در مرض موت خود شاہ علی اللہ را کہ والد کاتب این حروف اند گواہ کردند کہ خانقاہ بہ کلیم اللہ و بعد او بہ فرزندان او۔ و روضہ تعلق بہ سمیر اللہ و بعد او بہ فرزندان او ۔ ہمچنان بعد حضرت شاہ من اللہ خانقاہ تعلق بشاہ کلیم اللہ و روضہ تعلق بشاہ سمیر اللہ شد ۔ بعد سمیر اللہ بدست تصرف شاہ زین العابدین ۔ چونکہ شاہ زین العابدین را اولاد نشد روضہ شاہ من اللہ محمد محمد حسینی بدست شاہ ابو الحسن بزرگ آمد ۔ ہنوز بدست فرزندان ایشان است ۔ چنانچہ بالا مذکور شدہ است ۔ و عرس شاہ زین العابدین ہشتم ماہ ربیع الاول ۔ خلافت و ارادت شاہ زین العابدین بشاہ سمیر اللہ بن شاہ من اللہ ۔

اور یہ نواسے ہیں شاہ من اللہ کے اور سید موسیٰ اور سید عیسیٰ اور سید احمد کے والد ہیں ۔ سید موسیٰ ، سید عیسیٰ اور سید احمد کی دادی کا نام ہے بوا بی بی۔ یہ استانی ہیں حضرت شیخ محمد ملتانی کی ۔ شاہ سمیر اللہ مرید اور خلیفہ ہیں شاہ من اللہ محمد محمد حسینی گیسو دراز کے ۔ شاہ سمیر اللہ کے عرس کا روز ہے بیسویں ذیقعدہ ۔

شاہ من اللہ نے کاتب حروف کے والد شاہ علی اللہ کو مرض موت میں گواہ کیا کہ خانقاہ کا انتظام کلیم اللہ کے سپرد ہو ۔ ان کے مرنے پر ان کے فرزندوں کے ہاتھ میں رہے ۔ روضہ کا انتظام سمیر اللہ کے ہاتھ میں رہے اور ان کے مرنے کے بعد ان کے فرزندوں کے ہاتھ میں رہے ۔ اسی طرح شاہ من اللہ کے انتقال کے بعد خانقاہ کا تعلق شاہ کلیم اللہ سے رہا ۔ اور روضہ کا تعلق شاہ سمیر اللہ سے ۔ سمیر اللہ کے انتقال کے بعد اس کا انتظام شاہ زین العابدین کے تصرف میں رہا ۔ چونکہ شاہ زین العابدین کے اولاد نہ تھی ، شاہ من اللہ محمد محمد حسینی کے روضے کا انتظام شاہ ابوالحسن بزرگ کے ہاتھ میں آگیا ۔ اب بھی اس کا انتظام ان کے فرزندوں کے ہاتھ میں ہے ۔ چنانچہ اس کا ذکر اوپر آچکا ہے ۔ شاہ زین العابدین کے عرس کا روز ہے ساتویں ربیع الاول ۔ شاہ زین العابدین مرید اور خلیفہ ہیں شاہ سمیر اللہ کے

Marfat.com

اولاد بی بی حجۃ اللہ کہ مشہور بہ منجھلی
بی بی است میاں سمیر اللہ و میاں خانو (؟)
و بوا بی بی و بی بی زینب و بی بی فاطمہ
کہ مادر کاتب ایں حروف اند خصم بی بی
فاطمہ سید علی اللہ المشتہر بہ سید بابو۔ و
عرس بی بی منجھلی چہارم ماہ شوال۔

بی بی حجۃ جو منجھلی بی بی کے نام سے
مشہور ہیں۔ ان کی اولاد ہیں (۱) میاں
سمیر اللہ (۲) میاں خانو (۳) بوا بی بی
(۴) بی بی زینب (۵) بی بی فاطمہ۔ یہ
ان حروف کے کاتب کی والدہ ہیں۔ بی بی
فاطمہ کے شوہر ہیں سید علی اللہ جو سید
بابو کے نام سے مشہور ہیں۔ بی بی منجھلی
کے عرس کا روز ہے چوتھی شوال۔

اولاد بوا بی بی، فاطمہ بی بی کہ مادر
کاتب ایں حروف اند بالا مذکور شدہ است۔
و عرس بوا بی بی سیوم ماہ ذی الحجہ۔

بوا بی بی کی اولاد فاطمہ بی بی ہیں۔
اور یہ ان حروف کے کاتب کی والدہ ہیں۔
ان کی اولاد کا تفصیلی ذکر اوپر گزر چکا ہے۔
بوا بی بی کے عرس کا روز ہے تیسری ذی الحجہ۔

بی بی ستی بنت حضرت بندگی مخدوم
رضی اللہ عنہ را چند فرزند اند معلوم نشد۔
اما یک پسر مسمی بہ مثال اللہ و یک دختر
مسماۃ بی بی کرام خصمہا سید فضل اللہ
بن سید علی برج العشاق بن سید
جلال الدین برج اولیا بن سید علی کہ
جد حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ اند۔

بی بی ستی بنت حضرت بندگی مخدومؒ
کے کتنے فرزند تھے معلوم نہ ہو سکا۔ البتہ
ایک لڑکے مثال اللہ اور ایک لڑکی بی بی
کرام کے نام معلوم ہوئے ہیں۔ بی بی کرام
کے شوہر سید فضل اللہ بن سید جلال الدین
برج اولیا ابن سید علی ہیں۔ اور سید
علی حضرت بندگی مخدومؒ کے دادا ہیں۔

اولاد بی بی بتول بنت حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ سید روح اللہ المخاطب بہ
دولت خاں، بی بی حجت، بی بی سلام اللہ
المشہور بہ بی بی بھلو۔ بی بی ملک، خصم
بی بی بتول سید سالار بن برج اولیا۔
مدفن در روضہ بندگی میاں عبد اللہ۔ و
خصم بی بی حجۃ اللہ شاہ ید اللہ محمد محمد حسینی

بی بی بتول بنت حضرت مخدومؒ کی
اولاد ہیں (۱) سید روح اللہ المخاطب
بہ دولت خاں (۲) بی بی حجت (۳) بی بی
سلام اللہ مشہور بہ بی بی بھلو (۴) بی بی
ملک۔ بی بی بتول کے شوہر سید سالار بن
برج اولیا ہیں۔ ان کا مزار میاں عبد اللہ
کے روضے میں ہے۔ بی بی حجت اللہ کے شوہر

Marfat.com

گیسو دراز۔ وخصم بی بی سلام اللہ کہ مشہور بہ بی بی بھلو اند۔ بندگی میاں عبداللہ بن سید احمد بن سید محمد جمال الدین المغربی الحسینی۔ وعرس میاں عبداللہ ہجدہم ماہ ذالقعدہ۔ وعرس بی بی سلام اللہ کہ مشہور بہ بی بی بھلو است، ہفتم ماہ صفر۔

مسموع شدہ است کہ سید شمس الدین بہ طرف حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ ہم نسبتے دارند۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اولاد بی بی ملک کہ خصم ایشاں سید شمس الدین اند، میاں روح اللہ، سید کلیم اللہ، وسید نعمت اللہ، تفصیل ایشاں بالا مذکور شدہ است۔

بی بی سلام اللہ کہ مشہور بہ بی بی بھلو است میاں روح اللہ مذکور را از خواہر خود کہ بی بی ملک است، گرفتہ پروریدہ بودند۔ چونکہ بندگی میاں عبداللہ نقل کردند بی بی بھلو روضہ بندگی میاں عبداللہ روال کردند۔ وقتے کہ بی بی سلام اللہ عرف بی بی بھلو برحمت حق شدند، بندگی شاہ من اللہ بروضہ میاں عبداللہ آمدہ تمام حجرہا قفل خود کردند۔ روز سیوم شاہ عنایت اللہ و شاہ علی اللہ پسران حضرت بی بی منت اللہ پیش سلطان عصر روز جمعہ در مسجد جمعہ قلعہ برائے نماز رفتند۔ وسلطان نیز برائے جمعہ آمد۔ بعد از نماز نظر سلطان بر شاہ علی اللہ

ہیں شاہ یداللہ محمد محمد حسینی گیسو دراز بی بی سلام اللہ مشہور بہ بی بی بھلو کے شوہر ہیں بندگی میاں عبداللہ بن سید احمد بن سید محمد جمال الدین مغربی حسینی۔ میاں عبداللہ کے عرس کا روز ہے انیسویں ذیقعدہ۔ بی بی سلام اللہ مشہور بہ بی بی بھلو کے عرس کا روز ہے ساتویں صفر۔

سنا گیا ہے کہ سید شمس الدین بھی حضرت بندگی مخدومؒ سے رشتہ رکھتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ بی بی ملک جن کے شوہر سید شمس الدین ہیں۔ ان کی اولاد ہیں (۱) میاں روح اللہ (۲) سید کلیم اللہ (۳) سید نعمت اللہ۔ ان کی تفصیل اوپر بیان ہو چکی ہے۔

بی بی سلام اللہ جو بی بی بھلو کے نام سے مشہور ہیں، میاں روح اللہ کو اپنی بہن بی بی ملک سے لے کر خود پالا پوسا۔ جب بندگی میاں عبداللہ کا انتقال ہوا تو بی بی بھلو نے میاں عبداللہ کے روضے کا انتظام سنبھالا۔ اور جب بی بی سلام اللہ عرف بی بی بھلو کا انتقال ہوا تو بندگی شاہ من اللہ میاں عبداللہ کے روضے پر آئے اور روضے کے تمام حجروں پر اپنا قفل لگا دیا۔ سیوم کے روز بی بی منت اللہ کے بیٹے شاہ عنایت اللہ اور شاہ علی اللہ بادشاہ وقت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے قلعہ کی جامع مسجد میں پہنچے۔ بادشاہ بھی جمعہ کی

Marfat.com

و شاہ عنایت اللہ افتاد۔ ایستاد و پرسید کہ چہ مقصود است۔ فرمودند کہ بی بی سلام اللہ برحمت حق پیوستند۔ روز سیوم ایشاں میاں روح اللہ کہ پسر خواہر بی بی سلام اللہ است بتولیۂ روضہ بندگی میاں عبد اللہ نصب کردیم۔ و دستار بستیم۔ آنچہ رسم مشائخ است کردیم۔ ہر چہ متاع دنیوی است بہ بادشاہ تعلق دارد۔ و ہر کرا بدہند بدہند۔ بادشاہ عصر فرمود ہر کرا شما نصب کردہ اید ما ہم کردیم۔ و متاع دنیوی نیز بوے دادیم۔ حجرہا کہ مقفل کردہ بودند ہم در تحت تصرف میاں روح اللہ شد و مسلم گشت۔ و حالا روضہ در تحت تصرف فرزندان ایشاں است چنانچہ بالا مذکور شدہ است۔

نماز پڑھنے کے لئے آیا۔ نماز کے بعد سلطان کی نظر شاہ علی اللہ اور شاہ عنایت اللہ پر پڑی۔ کھڑا ہو گیا اور پوچھا کہ کیا چاہتے ہو؟ فرمایا کہ بی بی سلام اللہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ سیوم کے روز ہم نے میاں رُوح اللہ کو جو بی بی سلام اللہ کے بھانجے ہیں، بندگی میاں عبد اللہ کے روضے کی تولیت دے دی اور ان کی دستار بندی کر دی جیسی کہ مشائخ کی رسم ہے۔ جو دنیوی دولت ہے وہ بادشاہ کا مال ہے جس کو عطا کرنا چاہیں عطا کریں۔ بادشاہ وقت نے کہا آپ نے جس کو یہ منصب عطا کیا ہم نے بھی اسی کو یہ منصب دیا۔ دنیوی دولت بھی اسی کو دی۔ جو حجرے مقفل کر دیئے گئے تھے وہ بھی میاں روح اللہ کے تصرف میں آگئے اور وہ ان کو مل گئے۔ آج کل روضہ ان ہی کی اولاد کے قبضہ اور تصرف میں ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

بی بی ام الدین بنت حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ را حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ بشیخ زادۂ گلبرگہ دادہ بودند۔ اولاد ایشاں شاید باشد۔ اما بہ ایں فقیر الحقیر کہ کاتب ایں حروف است معلوم نشد۔

بی بی ام الدین بنت حضرت مخدوم گلبرگہ کے شیخ زادہ سے بیاہی گئی تھیں۔ ممکن ہے ان کی اولاد ہو لیکن ان حروف کے حقیر فقیر کاتب کو ان کا علم نہیں۔

و آنچہ مؤلف را تا بتاریخ سنہ احدی ثمانین تسع مایہ معلوم گشت نوشتہ شد۔

مؤلف کو جو کچھ ۹۸۱ھ تک کے حالات معلوم ہو سکے وہ اس نے لکھ دیئے۔

اَللّٰھُمَّ ببرکت جمیع الاولاد الحسینی الحسنی گیسو دراز قدّس

اے اللہ حسینی اور حسنی گیسو دراز کی اولاد کی برکت سے ہم پر رمز و راز کے

لنا ابواب الرموز والراز۔ تتولّی
بہم و تبتسوا من اعدایہم۔ اللّٰھمّ
وآل ومن اولادھم۔ وعادمن
عادی ھم وانصر من نصرھم۔
واخذل من خذلھم۔ والعن
علی من ظلمھم۔ وعجل فرجھم و
اھلک عدوھم من الجن والانس
من الاولین والاخرین برحمتک
یاارحم الراحمین۔ وصلی اللّٰہ علیٰ
محمّد وآلہ اجمعین خصوصاً علیٰ
حضرات امام المعصومین صلوٰۃ
اللّٰہ علیہم اجمعین وسلم اللّٰہ
علیٰ محمّد وآلہ المسطورین وغیر
المسطورین۔

ابواب کھول دے۔ ان ابوابِ رحمت
سے حاجت حاصل ہو۔ اور اپنے دشمنوں
سے محفوظ رکھ۔ اے اللہ جو ان کی اولاد
کو چاہیں ان کو چاہ۔ اور جو ان سے
دشمنی رکھے تو ان کا دشمن ہو جا۔ جو ان
کی امداد کریں تو ان کی مدد فرما۔ اور جو
انھیں نقصان پہنچائیں تو انھیں نقصان
پہنچا۔ ان پر ظلم کرنے والوں کو ملعون بنا۔
اور ان کے لئے جلد کشادگیاں فراہم فرما۔
اور جن و انس اور اولین و آخرین میں
جو جو ان کے دشمن ہوں ان کو ہلاک فرما۔
برحمتک یا ارحم الراحمین وصلی اللّٰہ
علیٰ محمّد وآلہ اجمعین۔ خصوصاً
علیٰ حضرات امام المعصومین
صلوات اللّٰہ علیہم اجمعین وسلم اللّٰہ
علیٰ محمّد وآلہ والمسطورین وغیر
المسطورین۔

عمدہ کتابت

دیدہ زیب اور نفیس طباعت

کے لئے

اعجاز پرنٹنگ پریس

پریس لین۔ چھتہ بازار۔ حیدرآباد۔ ۲

فون نمبر (45873)

کی

خدمات سے استفادہ حاصل کیجئے

Marfat.com

تبصرۃ الخوارقات

مُصنّفہ

سید من اللہ بن سید علی اللہ محمد الحسینیؒ

قیمت : پانچ روپے

۱۹۶۶ء

مطبوعہ اعجاز پرنٹنگ پریس، پرائیوٹ لمیٹیڈ چھتہ بازار حیدرآباد دکن، آندھرا پردیش، ذی قعدہ ۱۳۸۵ھ

Marfat.com